امام ابو حنیفہؒ اور امام بخاریؒ

اختلاف کے آئینے میں

مولانا حارث اللہ فرقانی
پی ایچ ڈی سکالر

عکس
AKSPUBLICATIONS

Marfat.com

Marfat.com

امام ابو حنیفہ اور امام بخاری

اختلاف کے آئینے میں

مولانا حارث اللہ فرقانی
پی ایچ ڈی سکالر

DATA ENTERED
M-3378-95

عکس
AKSPUBLICATIONS

Marfat.com

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ مصنف یا ادارہ عکس پبلی کیشنز سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جا سکتا. اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کاروائی کا حق محفوظ ہے۔

نام کتاب امام ابوحنیفہ اور امام بخاری (اختلاف کے آئینے میں)

297.9924
م 155 ح
141840

مصنف: مولانا حارث اللہ فرقانی
پی ایچ ڈی سکالر

سن طباعت 2018ء

تعداد 600

قیمت 500

عکس
AKSPUBLICATIONS
Book Street, Data Darbar Market, Lahore.
Ph:042-37300584,Cell # 0300-4827500-0348-4072344
E-mail:publications.aks@gmail.com

Marfat.com

فہرست مضامین

❀ سپاس و تشکر ---------- 11

❀ مقدمہ ---------- 13

❀ تعارف موضوع: ---------- 13

❀ اہدافِ تحقیق ---------- 16

❀ جائزہ ادب ---------- 17

❀ خاکہ تحقیق ---------- 18

❀ منہج تحقیق ---------- 19

بابِ اوّل

ائمہ احناف کے ہاں فقہ الحدیث کی تعریف اور فقہی استخراج کا بیان

فصل اوّل:...... فقہ حنفی کی ابتدا اور تطور کا جائزہ ---------- 20

❀ فقہ کی ابتداء وارتقاء: ---------- 22

❀ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین (بشمول احناف) تک کے زمانے کی فقہی تطور ---------- 24

فصل دوم :...... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہی اور محدثانہ حیثیت کا جائزہ ---------- 35

❀ نام ونسب ---------- 35

❀ تاریخ ومقام ولادت ---------- 36

❀ بشارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور امام صاحب رحمہ اللہ ---------- 37

Marfat.com

❀ امام صاحب رحمہ اللہ اور شرفِ تابعیت ---------- 38
❀ امام صاحب رحمہ اللہ اور آپ کی علمی زندگی ---------- 41
❀ امام صاحب رحمہ اللہ کا علم الکلام سے لگاؤ اور پھر اس کا ترک کر دینا: ---------- 41
❀ امام صاحب رحمہ اللہ کا حصول علمِ فقہ اور اس کے محرکات ---------- 43
❀ امام صاحب رحمہ اللہ اور علم حدیث ---------- 44
❀ امام صاحب رحمہ اللہ کا ذخیرہ احادیث ---------- 50
❀ امام صاحب رحمہ اللہ کے اصولِ اخذ و قبول حدیث ---------- 52
1۔ راوی کا ضبط ---------- 52
2۔ راوی کا تقویٰ ---------- 53
3۔ روایت باللفظ ---------- 54
4۔ حدیث مسند اور مرسل ---------- 55
5۔ قرأۃ الشیخ اور قرأۃ علی الشیخ ---------- 55
❀ خبر واحد اور امام صاحب ---------- 58
❀ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ اور محدثین و فقہاء ---------- 59
❀ امام صاحب رحمہ اللہ کی تصنیفات و تالیفات ---------- 63
❀ امام صاحب رحمہ اللہ کے مشائخ ---------- 64
❀ امام صاحبؒ کے تلامذہ ---------- 64
❀ امام صاحب رحمہ اللہ کا حلیہ و اخلاق ---------- 65
❀ امام صاحب رحمہ اللہ کی ذہانت و فطانت ---------- 65
❀ امام صاحب رحمہ اللہ کی تاریخ وصال ---------- 65

Marfat.com

فصل سوم:......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اُصول استنباط ---------------- 65

باب دوم

تراجم الابواب کی روشنی میں امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہ الحدیث کا جائزہ

فصل اوّل:......امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہی اور محدّثانہ حیثیت کا جائزہ ---------- 75
❀ نام ونسب ---------- 75
❀ پیدائش اور ابتدائی حالات ---------- 76
❀ امام بخاری رحمہ اللہ کی علمی زندگی کا آغاز: ---------- 77
❀ امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ اور شیوخ ---------- 78
❀ امام بخاری رحمہ اللہ کے مشہور تلامذہ کے اسمائے گرامی ---------- 80
❀ امام بخاری رحمہ اللہ کا قوتِ حافظہ ---------- 81
❀ امام بخاری رحمہ اللہ کا زہد وتقویٰ ---------- 82
❀ محدّثین وفقہاء کی نظروں میں امام بخاری رحمہ اللہ کا مقام ومرتبہ ---------- 82
❀ امام بخاری رحمہ اللہ پر دورِ آزمائش ---------- 84
❀ امام بخاری رحمہ اللہ کا فقہی مسلک ---------- 85
❀ امام بخاری رحمہ اللہ کی تالیفات وتصنیفات ---------- 86
❀ آپ کی شہرۂ آفاق کتاب ---------- 86
❀ جامع صحیح کے محاسن وفضائل ---------- 87
❀ صحیح بخاری کو جمع کرنے کا مقصد اور اس کا پورا نام ---------- 88
❀ امام رحمہ اللہ بخاری کے تخریج کے شرائط ---------- 88
❀ کتب احادیث میں جامع صحیح بخاری کا مقام ---------- 89
❀ جامع صحیح میں تعدادِ روایات ---------- 90

Marfat.com

❀ جامع صحیح کی خصوصیات -- 90
❀ امام دارِ قطنی رحمہ اللہ کے اعتراضات وشبہات -- 93
❀ امام بخاری رحمہ اللہ کی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت نہ کرنے کی وجہ -- 94
❀ ایک غلط فہمی کا ازالہ -- 95
❀ امام بخاری رحمہ اللہ کی تاریخ وفات -- 96
فصل دوم :......تراجم امام بخاری رحمہ اللہ کے مقاصد -- 97
❀ جامع صحیح بخاری میں تراجم الابواب کا اجمالی نقشہ -- 112
فصل سوم :......امام بخاری رحمہ اللہ پر فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کے اثرات کا جائزہ ---- 117
❀ جائزہ -- 123

باب سوم

استخراج المسائل اور فقہ الحدیث کے میدان میں امام ابو حنیفہؒ اور امام بخاریؒ کے اختلاف کا جائزہ

فصل اوّل :......ائمہ احناف اور امام بخاری رحمہ اللہ کے فقہی اُصولوں کا جائزہ ------ 124
❀ جامع صحیح میں امام بخاری رحمہ اللہ کے بنیادی اصولِ استنباط -- 124
1۔اضافت کے عموم کے ساتھ احکامات کا استنباط کرنا: -- 124
2۔الفاظ کے عموم سے کسی مسئلے کا استنباط کرنا: -- 124
3۔دلالت النص سے مسئلہ کا استنباط کرنا: -- 125
4۔قیاس العلۃ سے مسئلہ کا استنباط کرنا: -- 125
5۔شرع من قبلنا سے استنباط کرنا: -- 126
6۔سد الذرائع واعتبار المقاصد کے تحت مسائل کا استنباط کرنا: -------- 126
7۔عرف کا اعتبار کرتے ہوئے مسئلہ مستنبط کرنا: -- 126

Marfat.com

❀ ائمہ احناف کے فقہی اُصول ---------- 126

فصل دوم :......امام بخاری رحمہ اللہ کے قول "قال بعض الناس" کی روشنی میں مذہب احناف کا جائزہ ---------- 131

❀ الأول:...... فی الرکاز ---------- 131

❀ الثانی:...... فی الهبة ---------- 136

❀ الثالث:...... فی الهبة ---------- 139

❀ الرابع: ......فی الشهادات ---------- 142

❀ الخامس: ......فی الوصایا ---------- 146

❀ السادس: ......فی اللعان ---------- 150

❀ السابع:...... فی الإکراه ---------- 154

❀ الثامن:...... فی الأیمان ---------- 157

❀ التاسع: ......فی الإکراه ---------- 159

❀ العاشر: ......فی الحیل (فی الزکاة) ---------- 164

❀ الحادی عشر: ......فی الزکاة ---------- 167

❀ الثانی عشر:...... فی الزکاة ---------- 168

❀ الثالث عشر:...... فی النکاح ---------- 169

❀ الرابع عشر: ......فی النکاح ---------- 171

❀ الخامس عشر:...... فی النکاح ---------- 172

❀ السادس عشر:...... فی النکاح ---------- 174

❀ السابع عشر:...... فی النکاح ---------- 175

❀ الثامن عشر:...... فی الغصب ---------- 175

Marfat.com

❀ التاسع عشر:...... فی الهبة باب فی الهبة و الشفعة ------------- 177
❀ العشرون:...... فی الشفعة --- 178
❀ فہرست اعلام --- 180
❀ فہرست آیات قرآنیہ --- 187
❀ فہرست احادیث النبویۃ علی صاحبها الصلاة و السلام ------------------------- 188
❀ مصادر ومراجع -- 190

Marfat.com

التقريظ

الحمد لله و كفى والصلاة والسلام على عباده الذين اصطفى و بعده!

فانى قد طالعت المقالة التى الفها و جمعها مولوى حارث الله حفظه الله تعالىٰ حرفًا بحرف فوجدتها نافعة للطلباء والعلماء طبق ظنى الفاتر وسلك الفاضل عفى عنه مسلك الاعتدال فى باب الائمة والمحدثين رحمهم الله كما هو اللائق لشانهم والواجب على كل احد ان ينظر فى جميع المسائل المختلفة الثابتة بالاحاديث الصحيحة بنظر الانصاف وان يوقر الائمة وان يبين مذهبه ويذكر دلائل امامه رحمه الله بحيث لا يلزم من بيانه اهانة سائر الائمة رحمهم الله تعالىٰ لان جميعهم خدمة الدين القويم واختلافهم رحمة للامة كما ورد فى الحديث الشريف "اختلاف امتى رحمة" او كما قال رسول الله ﷺ فالمؤلف المذكور كتب فى مقالته اشياء نفيسة الماخوذة من كتب معتبرة سيّما مناقب الامام الهمام البخارى رحمه الله و دقائق استنباطاته العلمية وذكر من كمالات الامام الاعظم رحمه الله تعالىٰ و لطائفه العلمية ومهارته الفقهية و ثناء المحدثين العظام رحمهم الله تعالىٰ و ذكر المؤلف نصره الله تعالىٰ اجوبة كاملة دافعةً للخصم فى باب "قال بعض الناس" آخذًا من الشروح المعتبرة فجزاه اللهُ تعالىٰ خيرًا واجعل سعيه مقبولًا و مقالته مشهورة متداولة بين الناس آمين

Marfat.com

وصلى اللّٰهُ تعالىٰ و تبارك على خير خلقه سيّدنا محمد رسول اللّٰهِ ﷺ وعلى آله و اصحابه اجمعين.

[signature]

٥-١-١٤٣٩ھ

شيخ القرآن والحديث

بالجامعة دار الفرقان الكريم ، جے فور، فيز ٢ ، حيات آباد بشاور

Marfat.com

سپاس وتشکر

حمد وثناء اس عرشِ عظیم کے مالک کے لیے جس نے انسان کو پیدا کیا۔ اسے عقل دی اور قلم کے ذریعے اسے علم دیا۔ درود وسلام سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے انسانوں کو پیغامِ الٰہی پہنچایا اور لوگوں کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لایا۔

دورانِ تحقیق راقم کو جس چیز نے مشکل میں ڈالا تھا، وہ کتب کی عدم موجودگی تھی۔ راقم نے دن رات تگ ودو کرتے ہوئے مختلف علاقوں اور شہروں کا سفر کیا، مختلف مکتبوں کا رخ کیا، انٹرنیٹ پر بھی اپنے موضوع سے متعلقہ مواد کی خوب تلاش کی، حتیٰ کہ دورانِ سفرِ عمرہ، مسجد بیت الحرام اور مسجد نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے کتب خانوں اور شیوخ سے بھی استفادہ کیا۔

راقم الحروف سب سے زیادہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اس عظیم نعمت کا صد بار شکر گزار ہے جس نے اسے اس بحث کی تکمیل کی توفیق بخشی۔ اس کے بعد میں اپنے نگرانِ مقالہ اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد صاحب (شیخ زید اسلامک سینٹر، جامعہ پشاور)، پروفیسر ڈاکٹر عبد القادر سلیمان، الدکتور صالح الحربی المدنی، الدکتور حشر الدین المکی (الاستاذ المترجم بالمسجد الحرام)، نیز اپنے مشائخ مولانا محمد نقیب اللہ (شیخ الحدیث مدرسہ دار الفرقان، حیات آباد)، مولانا محمد عارف (شیخ الحدیث مدرسہ دار الفرقان، حیات آباد)، مولانا محمد قاسم (شیخ الحدیث مدرسہ دار الفرقان، حیات آباد)، مفتی حبیب الرحمٰن (استاد مدرسہ دار الفرقان، حیات آباد)، مفتی محمد الیاس (استاد مدرسہ دار الفرقان، حیات آباد)، مولانا فضل الہادی (استاد مدرسہ دار الفرقان، حیات آباد)، مفتی نفیس احمد (استاد جامعہ فاروقیہ، حیات آباد)، مولانا عبد الرحمٰن (استاد جامعہ فاروقیہ، حیات آباد)، مولانا حافظ فضل مالک (مہتمم جامعہ فاروقیہ شاہ کس، جمرود) اور اپنے

Marfat.com

تمام مشائخ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے دورانِ تعلیم اور اس تحقیقی مقالہ کی تکمیل اور تصحیح میں میری رہنمائی اور معاونت فرمائی۔ نیز میں اپنے والدین کا بالخصوص اور ان تمام بھائیوں کے تعاون کا بالعموم احسان مند ہوں کہ جنہوں نے ہر مشکل میں مدد کی۔ فجزاهم الله خيرا. (آمین)

Marfat.com

مقدمہ

جامع صحیح بخاری میں امام بخاریؒ کے اعتراضات کا
امام ابو حنیفہؒ کی فقہی آراء سے موازنہ

تعارف موضوع:

الحمدللّٰہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

اللہ تعالی شانہ نے انسان کو اپنی کامل تخلیق کا بہترین مظہر بنایا ہے اور اپنی اسی اشرف مخلوق کی دارین کی صحیح راہنمائی کے لیے خود انہی میں سے چند معصوم و باکمال افراد کا انتخاب کر کے ان کی طرف وقتاً فوقتاً بھیجتا رہا جو کہ اس کی تعلیمات کو کما حقہ بندگانِ حق تک پہنچاتے رہے یہاں تک کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت نے سلسلۂ نبوت پر ختم ثبت کر دیا۔ آپ ﷺ کو عطا کردہ وحی (قرآن وسنت) اتنی جامع ہے کہ سابقہ تمام مذاہب کا حسن وکمال اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اتنی جامع ومفید تر ہیں کہ اگر ان سے صحیح تفقہ اخذ کیا جائے تو قیامت تک کے تمام مسائل کا حل بخوبی تلاش کیا جا سکتا ہے چنانچہ انہی تعلیمات کو امت محمدیہ تک صحیح وسلیس صورت میں پہنچانے کے لیے آپ ﷺ ہی کی موجودگی میں کلام اللہ شریف اور احادیثِ نبوی علی صاحبھا الصلاۃ والسلام کی جمع وتدوین کا آغاز کیا گیا اور اس کی واضح دلیل آپ ﷺ کا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ فرمان ہے: "اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما یخرج منہ الا حق" [1] نیز جمع وتدوین کا یہ سنہری دور یوں ہی جاری رہا حتی کہ دور عثمانی میں تمام امت محمدیہ کا مصحفِ عثمانی پر اجماع منعقد ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی جمع وتدوین کا سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوا بلکہ دورِ صحابہ سے لے کر تابعین اور تبع تابعین (یعنی تقریباً تیسری اور چوتھی صدی ہجری) کے ادوار تک جو خدمات

---

[1] سنن ابی داؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، دار الرسالۃ العلمیۃ، 2009ء، کتاب العلم، باب فی کتابۃ العلم، الحدیث 3646 .

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کی جمع و تدوین کی خاطر کی گئیں وہ بے نظیر ہیں۔ چنانچہ محدثین حضرات نے بڑی تگ و دو کے بعد رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو حاصل کیا اور ہر ایک حدیث کی سنداً و متناً چھان پھٹک کی صحیح، ضعیف و موضوع وغیرہ جیسی اصطلاحات قائم کر کے احادیث کی صحت کو بخوبی واضح کیا، قرآن و حدیث کی جمع و تدوین کی اِن قیمتی خدمات کرنے والوں کا امت پر احسان تو ہے ہی پر ان کے ساتھ ساتھ اُن فقہائے عظام اور اہلِ فتاویٰ کی خدمات بھی قابلِ ستائش ہیں کہ جن کے استنباط و استخراج نے اُمتِ محمدیہ کو دین فطرت پر چلنے کے لیے نہایت سہل انداز میں ان تعلیمات کی صحیح تشریحات فراہم کیں۔ اور شاید فقہائے اُمت کی ان ہی خدمات کی بدولت اہل الحدیث نے ان کی مدح میں یوں کہا کہ "یا معشر الفقهاء انتم الاطبّاء و نحن الصيادلة۔" ❶ چنانچہ ان تعلیمات کی صحیح نشر و اشاعت کے لیے اللہ تعالیٰ نے امت کے مختلف باصلاحیت افراد کا چناؤ کیا جن میں سے کئی کو اپنے کلام کا فہم دیا، کسی کو اپنے محبوب ﷺ کی احادیث کا حافظ بنایا تو چند ایک کو ان دونوں ہی کی کمالِ فہم سے نوازا۔ حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ اور امام بخاری محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ بھی ان ہی چند خوش بخت اور نامور ہستیوں میں سے ہیں جو اپنے زمانے کے مایۂ ناز محدثین اور فقہاء و مجتہدین میں سے گزرے، جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تفقہ تو اتنی مسلّمہ تھی کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "الناس عيال على ابى حنيفة فى الفقه" ❷ اور شاید یہی وجہ ہے کہ بعد میں آنے والے تقریباً تمام ہی فقہاء انہی کے منہلِ عرفان سے سیراب ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کو بھی چوٹی کے محدثین حضرات نے امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے نوازا، اور آپ کی شہرہ آفاق کتاب جامع صحیح بخاری کے بارے میں بالاتفاقِ جمہور محدثین نے یہ تاریخی فیصلہ صادر فرمایا کہ "اصح الكتب بعد

---

❶ الخيرات الحسان، احمد بن حجر، الهيثمى، (م 973ھ)، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، پاکستان، 1414ھ، ص 143-144

❷ مناقب الامام لموفق المكى، ج 2، ص 31

Marfat.com

کتاب اللہ تعالیٰ الجامع الصحیح للامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ" [1] یہ دوسری بات ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو جو شہرت بطور فقیہ و مجتہد کے حاصل ہوئی اتنی ہی شہرت امام بخاری رحمہ اللہ کو بطورِ محدّث کے ملی اب ان کے بارے میں کسی کا یہ بیان خوب قابلِ مذمت ہوگا جو ماقبل قضیہ کی عکس سے تعبیر کرتے ہوئے اِن امامین جلیلین کی مرتبت کو گھٹانے کے قضیے باندھے۔

دراصل راقم الحروف کا مقالہ بھی چند ان ہی مضامین پر مشتمل ہے کہ جن کے مطالعہ کرنے سے قاری بخوبی اِن دونوں جلیل القدر ائمہ کی محدثانہ اور فقیہانہ شان سے کسی افراط و تفریط کے بغیر مطلع ہو جائے گا۔(ان شاء اللہ)۔راقم نے اپنی بحث میں ان دونوں حضرات کی محدثانہ اور فقیہانہ شان کے ساتھ ساتھ ان کی اصولِ فقہ اور طرقِ استنباط اور استخراج المسائل من السنة النبوية على صاحبها الصلاة و السلام (جس پر اب تک یک جا کام نہیں ہوا) پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے، نیز بحث میں موضوعِ مقالہ کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر وارد اعتراضات کا بھی تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ راقم کی حقیر کاوش کو نجاتِ اُخروی کا سبب بنادے اور اہل علم کے لیے نافع بنا کر اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین والصلاة والسلام على حبيبه ﷺ و آله واصحابه أجمعين.

[1] مقدمه ابن الصلاح فی علوم الحدیث لابن الصلاح،عثمان بن عبدالرحمن،(م 646ھ)، المکتبة الفاروقية،ملتان،پاکستان،س ن ،ص 23

Marfat.com

اہدافِ تحقیق

یوں تو مذکورہ بالا موضوع سے قریب ملتے جلتے بہت سے موضوعات پر راقم سے پہلے بھی بہت سے اقلام نے قیمتی اوراق مسطور کیے ہیں اور بہت سی ذہنی اُلجھنوں کو سلجھایا ہے۔ لیکن اب ضرورت اس امر کی ہے کہ بعض خاص نکات کا خالصۃً بغیر کسی افراط و تفریط کے از سرِ نو جائزہ لیا جائے۔

اس مقالے میں درجہ ذیل اہداف راقم کے پیش نظر ہیں:

۱۔ امامین جلیلین کی محدثانہ اور فقہیانہ شان کی بغیر کسی افراط و تفریط کے وضاحت کرنا

۲۔ دونوں ائمۃ الفقہ والحدیث کے اصولِ فقہ پر بحث کرنا

۳۔ دونوں ائمۃ الفقہ والحدیث کے طرقِ استنباط اور استخراج المسائل من السنۃ النبویۃ علی صاحبھا الصلاۃ والسلام (جس پر اب تک یک جا کام نہیں ہوا) پر بحث کرنا

۴۔ موضوعِ مقالہ کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر وارد اعتراضات کا تفصیلی جائزہ لینا۔

۵۔ زیرِ بحث موضوع سے متعلقہ معلومات کو یک جا کر کے دیگر محققین کے لیے تحقیق میں آسانی پیدا کرنا۔

اس چھوٹی سی کوشش کو اپنے لیے (اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ شانہ اسے قبول فرمائے) دنیاوی سرخ روئی اور نجاتِ اُخروی کا سبب بنا کر اہل علم کے استفادہ کے لیے پیش کرنا۔

Marfat.com

جائزہ ادب

موضوع سے متعلق انفرادی طور پر تو کافی کام ہوا ہے مثلا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی حیات اور ان کی دینی خدمات وغیرہ پر تو بہت سی کتب آسانی سے مل جاتی ہیں جیسے کہ مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة رحمہ اللہ ، ❶ الخیرات الحسان ❷ اور کنز الوصول الی معرفة الاصول ❸ وغیرہ، اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ کی حیات اور خدمات بارے بھی کئی کتابیں موجود ہیں مثلا تذکرة الحفاظ ، ❹ فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث ❺ اور ھدی الساری مقدمة فتح الباری ❻ وغیرہ جب کہ راقم نے اپنی بحث میں ان دونوں ائمہ کرام کی حیات اور دینی خدمات کو یک جا بیان کیا ہے جو کے اپنی نوعیت کی ایک نئی تحقیق ہے۔ (ماشاءاللہ)

دونوں ائمہ کرام کے فقہی اور محدثانہ حیثیت کو بخوبی واضح کیا گیا ہے جس کو مطالع کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں ائمہ کی فقہی اور محدثانہ اصول میں قدرے اشتراک پایا جاتا ہے۔ بحث میں خاص کر امام بخاری رحمہ اللہ کے قول "قال بعض الناس" کا تفصیلی جائزہ کئی شروحات کی چانٹ پھٹک کے بعد لکھا ہے کئی مضامین کو اکٹھا کر کے قاری ایک ہی موضوع سے متعلق کئی شروحات پر مطلع ہو جاتا ہے جو اب تک اس موضوع پر ایک منفرد کوشش ہے۔

---

❶ یہ کتاب موفق بن احمد کی ہے، جبکہ آپ موفق مکی کے نام سے بھی مشہور ہیں اور آپ کا سن وفات 578 ھ ہے۔

❷ یہ کتاب احمد بن حجر کی ہے، جبکہ شہاب الدین آپ کا لقب ہے اور آپ کا سن وفات 973ھ ہے۔

❸ یہ کتاب علی بن محمد کی ہے، جبکہ آپ البزدوی الحنفی کے نام سے بھی مشہور ہیں اور آپ کا سن وفات 482ھ ہے۔

❹ یہ کتاب محمد بن احمد کی ہے، جبکہ ابوعبداللہ آپ کی کنیت ہے اور آپ کا سن وفات 748 ھ ہے۔

❺ یہ کتاب محمد بن عبدالرحمٰن کی ہے، جبکہ شمس الدین آپ کا لقب ہے اور آپ کا سن وفات 902 ھ ہے۔

❻ یہ کتاب احمد بن علی کی ہے، جبکہ ابن حجر کے نام سے بھی مشہور ہیں اور آپ کا سن وفات 852 ھ ہے۔

Marfat.com

خاکہ تحقیق

باب اوّل

ائمہ احناف کے ہاں فقہ الحدیث کی تعریف اور فقہی استخراج کا بیان

فصل اوّل:......فقہ حنفی کی ابتدا اور تطور کا جائزہ

فصل دوم:......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فقہی اور محدثانہ حیثیت کا جائزہ

فصل سوم:......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصول استنباط

باب دوم

تراجم الابواب کی روشنی میں امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہ الحدیث کا جائزہ

فصل اوّل:......امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہی اور محدثانہ حیثیت کا جائزہ

فصل دوم:......تراجم امام بخاری رحمہ اللہ کے مقاصد

فصل سوم:......امام بخاری رحمہ اللہ پر فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کے اثرات کا جائزہ

باب سوم

استخراج المسائل اور فقہ الحدیث کے میدان میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ کے اختلاف کا جائزہ

فصل اوّل:......ائمہ احناف اور امام بخاری رحمہ اللہ کے فقہی اُصولوں کا جائزہ

فصل دوم:......امام بخاری رحمہ اللہ کے قول ''وقال بعض الناس'' کی روشنی میں مذہب احناف کا جائزہ

Marfat.com

منہج تحقیق

راقم الحروف کا منہج تحقیق درجہ ذیل ہے:

1۔ زیرِ نظر مقالہ بنیادی طور پر لائبریری ریسرچ ہے جو اوّلین اور ثانوی دونوں قسم کے ماٰخذ سے استفادہ پر مبنی ہے۔ جن میں متقدمین اور متاخرین دونوں ہی قسم کے مصنّفین و مؤلّفین حضرات کی کتب شامل ہیں۔

2۔ حوالہ کچھ اس طرز پر ہے'' کتاب کا نام، مصنف/مؤلف کا نام، مطبع، سن اشاعت، جلد نمبر (اگر ہے) اور پھر صفحہ نمبر۔'' تاہم اگر کسی مصنف/مؤلف کی شہرت کسی خاص لاحقے/ سابقے/کنیت/لقب کی وجہ سے ہے تو اس کے ساتھ اس کا اصل غیر معروف نام بھی درج کیا گیا ہے۔

3۔ مقالہ میں حسب ضرورت علمی اور مستند مجلّات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جن کی تحقیق کی روشنی میں مقالہ کے موضوع کو مربوط کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

4۔ مجلّات کا حوالہ یوں دیا گیا ہے:'' مقالے کا نام/مجلّہ کا نام، ماہ و سالِ اشاعت، مقام اشاعت، شمارہ نمبر، صفحہ نمبر۔''

5۔ قرآن مجید سے حوالہ دیتے ہوئے سورت کا نام اور آیت نمبر درج کیا گیا ہے۔

6۔ احادیث کے کسی مجموعے سے حوالہ اس طرح دیا گیا ہے:'' مؤلف/مدوّن کا نام، مجموعے کا نام، متعلقہ باب، فصل، مطبع، سنِ اشاعت، جلد نمبر (اگر ہے) اور پھر صفحہ نمبر یا پھر صرف حدیث کا نمبر دیا گیا ہے۔'' تاہم اگر کسی مصنف/مدوّن کی شہرت کسی خاص لاحقے/سابقے/کنیت/لقب کی وجہ سے ہے تو اس کے ساتھ اس کا اصل غیر معروف نام بھی درج کیا گیا ہے۔

Marfat.com

باب اوّل:

ائمہ احناف کے ہاں فقہ الحدیث کی تعریف اور فقہی استخراج کا بیان

فصل اوّل:......فقہ حنفی کی ابتدا اور تطور کا جائزہ

لغوی اعتبار سے لفظ فقہ کا معنی ہے "الفهم و الفطنة" ❶ یعنی سمجھنا اور مہارت۔

جرجانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((الفقه هو فى اللغة عبارة عن فهم غرض المتكلم من كلامه.))❷

"فقہ لغت میں متکلم کے کلام کی غرض کا سمجھنا ہے۔"

آپ رحمہ اللہ نے فقہ کی اصطلاحی تعریف کچھ یوں کی ہے:

((وفى الاصطلاح هو العلم بالاحكام الشرعية العملية المكتسبة من ادلتها التفصيلية وقيل هو الاصابة والوقوف على المعنى الخفى الذى يتعلق به الحكم وهو علم مستنبط بالراى والاجتهاد ويحتاج فيه الى النظر والتامل ولهذا لايجوز ان يسمى الله تعالى فقيها لانه لا يخفى عليه شيئى.))❸

"اصطلاح میں وہ (فقہ) شرعی وعملی احکام کا ایسا علم ہے جو تفصیلی دلائل سے

---

❶ المعجم الوسيط ،مجمع اللغة العربية ، مصر، ماده فقه

❷ كتاب التعريفات،على ابن محمدابن سيد الزين،جرجانى، مكتبه رحمانيه ،اردو بازار لاهور،ص 119

❸ ايضاً

Marfat.com

ماخوذ ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ فقہ اس چھپے ہوئے معنی تک پہنچنے کا نام ہے جس سے حکم متعلق ہو اور وہ (چھپا معنی) رائے اور اجتہاد اور غور وفکر کا بھی متقاضی ہو، چنانچہ اللہ تعالی کو فقیہ کہنا جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالی پر کوئی بھی چیز مخفی نہیں۔

نیز امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک "حلال وحرام اور جائز و ناجائز کے جاننے کا نام فقہ ہے۔" [1]

جب کہ صوفیہ کرام کے نزدیک فقہ علم وعمل سے عبارت ہے۔ [2]

جہاں تک لفظِ حنفی کی تحقیق کا سوال ہے تو اس بارے میں مولانا احمد بن نصیر الدین لکھتے ہیں کہ لفظ "حنفی" ابی حنیفه کی طرف منسوب ہے جو امام المذہب نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ کی کنیت ہے اور لفظ ابی حنیفة مرکب اضافی ہے جو اَب سے شروع ہوتا ہے اور اس کا دوسرا اجزو بروزن فعیلة کے ہے اور اس جیسے اسم منسوب میں اصل یہ ہے کہ اس کے شروع والے حرف کو حذف کر کے اس کے آخر میں یائے نسبتی بڑھا دی جائے، جیسا کہ لفظِ فعیلة کے وزن پر جبکہ مادہ معتل اور مضاعف ابواب سے نہ ہو تب اسم منسوب میں قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ اوّلاً تاء اور یاء کو حذف کیا جاتا ہے پھر حرفِ عین کے کسرہ کو فتحہ سے اور حرف لام کے کسرہ کو فتحہ سے تبدیل کیا جاتا ہے تاکہ فَعَلِیّ کے وزن پر ہو جائے۔

چنانچہ لفظِ ابی حنیفة کی طرف نسبت کرتے ہوئے درجہ ذیل نحوی قاعدہ برآمد ہوا۔

1۔ اس کے صدر (ابی) کو حذف کیا گیا تو حَنِیفَة رہ گیا۔

2۔ یاء اور تاء کو حذف کیا تو حَنِف رہ گیا۔

3۔ اس کے آخر میں یائے نسبتی بڑھائی گئی تو حَنِفِیّ ہو گیا۔

4۔ نون کے کسرہ کو فتحہ اور فاء کے فتحہ کو کسرہ سے تبدیل کیا تو حَنَفِیّ ہو گیا۔

مذکورہ بالا تحقیق کے بعد اب فقہ حنفی یا بالفاظِ دیگر مذہبِ حنفی کی تعریف مختصراً مگر جامع

---

[1] احسن الحواشی علی اصول الشاشی، مولانا جمیل احمد، سکروڈی، مکتبہ دارالاشاعت، اردو بازار کراچی، 2005ء، ص 12 [2] ایضاً

Marfat.com

انداز میں ان الفاظ سے کی جا سکتی ہے:

"یمکن ان یقال فی تعریف المذهب الحنفی انه عبارة عن آراء الامام ابی حنیفة واصحابه المجتهدین فی المسائل الاجتهادیة الفرعیة وتخریجات کبار العلماء من اتباعهم بناء علی قواعدهم و اصولهم أو قیاسا علی مسائلهم و فروعهم" (1)

"حنفی مذہب کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ: وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اور فرعی اجتہادی مسائل میں ان مجتہد شاگردوں کی آرا سے عبارت ہے نیز ان بڑے علماء کی تخریجات پر مبنی ہے جنہوں نے ان کے اصول اور قواعد پر یا ان کے فروع اور مسائل پر قیاس کرتے ہوئے کیں۔"

فقہ کی ابتداء وارتقاء

اسلامی علوم مثلاً تفسیر، فقہ، مغازی ان کی ابتداء اگرچہ اسلام کے ساتھ ساتھ ہوئی لیکن فن کی حیثیت سے دوسری صدی کے اوائل میں تدوین وترتیب فقہ شروع ہوئی اور جن لوگوں نے تدوین وترتیب کی وہ ان علوم کے بانی کہلائے۔ چنانچہ بانی فقہ کا لقب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ملا جو درحقیقت اس لقب کے سزاوار تھے۔ اگر امام شافعی رحمہ اللہ علمِ اصول فقہ کے موجد ہیں تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی بلاشبہ علمِ فقہ کے موجد ہیں۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ایجاد الفقہ ہی ہے جس پر ہم آئندہ تفصیلی بحث بھی کریں گے لیکن ضروری ہے کہ مختصراً علمِ فقہ کی تاریخ کو سمجھا جائے جس سے ظاہر ہو کہ یہ علم کب؟ کیوں؟ اور کیوں کر شروع ہوا؟ اور خاص کر یہ کہ جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس کو پایا تو اس کی کیا حالت تھی وغیرہ وغیرہ؟ حدیث کے ادنیٰ سے طالب علم ہونے کی حیثیت سے اس بات

---

(1) نقیب، احمد بن نصیر الدین، المذهب الحنفی، مکتبة الرشد، ریاض، سعودی عرب، 1422ھ / 2001م، ج1، ص37-38

141040

Marfat.com

کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ دورِ نبوی ﷺ میں مسائل شرعیہ کی صورتِ حال یہ تھی کہ مثلاً رسول اللہ ﷺ جب وضو فرماتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم ان کو دیکھ کر اسی طرح وضو فرماتے جب کہ آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ نہ بتاتے کہ یہ رکن واجب، سنت یا پھر مستحب وغیرہ ہے نیز اکثر یہی صورت پیش آئی گویا کہ آپ ﷺ مرجعِ خلائق تھے۔ سید مناظر احسن گیلانی صاحب رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ "آں حضرت ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کے ابتدائی چند سال تک اسلام کے حلقۂ اثر میں جو داخل ہوئے ان کی تعداد بہت محدود تھی۔ ظاہر ہے کہ قدرتی طور پر ایسی صورت میں حوادثات، واقعات کی مختلف پیچیدہ شکلیں یوں بھی کم پیش آتی تھیں، جو خود سرورِ کائنات ﷺ سے دریافت کر لیتے تھے۔ گیلانی صاحب رحمۃ اللہ نے اسی مضمونِ بالا کے ساتھ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے: درزمانِ آنحضرت ﷺ مردمان درہمہ انواع علوم چشم بر جمال آنحضرت ﷺ وگوش بر آواز دے می داشتند، ہر چہ پیش می آید، از مصالح جہاد و حدنہ وعقد جزیہ و احکام فقہ و علوم زہدیہ ہمہ آزاں حضرت ﷺ استفسار نمودند۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ہر قسم کے متعلق لوگوں کی نگاہیں آنحضرت ﷺ کے جمال مبارک پر جمی ہوتیں، ان کے کان حضرت ﷺ کی آواز پر لگے ہوئے ہوتے، جہاد کی مصلحتوں، صلح و جزیہ کا معاہدہ، فقہی احکام، زہد کے متعلق جو باتیں بھی پیش آتی تھیں سب آنحضرت ﷺ سے دریافت کر لیتے۔ لیکن اچانک قطعاً ایک معجزہ کی شکل میں اسلام کے دائرہ اثر میں وسعت شروع ہوئی فتوحات کے سوا، وفود کا تانتا بندھا ہوا تھا، اسی بنیاد پر عہدِ نبوت میں یہ ضرورت پیش آگئی کہ وحی و نبوت کے ذریعے سے معلومات کا مجموعہ مسلمانوں کے سپرد کیا جا رہا ہے اس کے کلیات کو جزوی واقعات پر صحیح طریقہ سے منطبق کرنے اور جدید حوادث و نوازل، واقعات و حالات کے لیے انہی کی روشنی میں احکام پیدا کرنے کا کوئی نظم کیا جائے۔ حسی معلومات ہوں یا وحی و نبوت کی راہ میں حاصل ہونے والی معلومات، دونوں کے متعلق کچھ عقل سے کام لینے کی ضرورت تو ہر شخص کو پیش آتی ہے، لیکن ان معلومات کو پیش نظر رکھ کر باضابطہ کسی فن کا پیدا کرنا یہ ہر شخص کا کام نہیں ہو سکتا، جیسے ہر

Marfat.com

شخص ان نتائج کو نہیں نکال سکتا جن تک حکماء اور آئمہ حکومت وسائنس کی نگاہیں پہنچی ہیں، تو وحی ونبوت کی معلومات کے نتائج وتفریعات تک ہر شخص کی نگاہ کیسے پہنچ سکتی ہے؟" [1]

چنانچہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب فتوحات کی بہتات ہوئی اور تمدن کا دائرہ وسیع تر ہوتا گیا اور واقعات اس کثرت سے پیش آئے کہ اجتہاد واستنباط کی ضرورت محسوس ہوئی تو نتیجتاً اجمالی احکام کی تفصیل پر متوجہ ہونا پڑا مثلاً اگر کوفہ کے شہریوں نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نماز سیکھی تو وہ رفع الیدین عند افتتاح الصلوۃ کا تو قائل تھا پر اگر یہی شخص مکہ میں کسی کو نماز پڑھتا دیکھتا تو محسوس کرتا کہ رفع الیدین تو نماز کے بقیہ مواضع میں بھی ہے الغرض جس صحابی نے آنحضرت ﷺ سے جو سیکھا تھا انہوں نے بعد کی امت تک ویسا ہی عمل پہنچایا لیکن تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی فقہی معیار یکساں نہ تھا مثلاً عبادلہ اربعہ یعنی عبداللہ ابن مسعود، عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابن زبیر اور عبداللہ ابن عباس، علی ابن ابی طالب اور ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہم اجمعین کی فقہی مراتب بقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مایہ ناز تھے۔

دور نبوی ﷺ سے لے کر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ (بشمول احناف) تک کے زمانے کی فقہی تطور

پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن خلدون اپنے مقدمے میں لکھتے ہیں:

"ثم عظمت امصار المسلمين وذهبت الامية من العرب بممارسة الكتابة وتمكن الاستنباط وكمل الفقه واصبح صناعة وعلما فبدلوا باسم الفقهاء والعلماء من القراء وانقسم الفقه فيهم الى طريقتين طريقة اهل الراء والقياس وهم اهل العراق وطريقة اهل الحديث وهم اهل الحجاز وكان الحديث قليلا في العراق فاستكثروا من القياس

---

[1] تدوین فقہ و اصول فقہ، مناظر احسن گیلانی، الصدف پبلیشرز، کراچی طبع اول 1427ھ، ص 186-87

Marfat.com

ومهروا فيه فلذلك قيل اهل الراء ومقدم جماعتهم الذى استقر مذهبهم فيه وفى اصحابه ابوحنيفة رحمہ اللہ وامام اهل الحجاز مالك بن انس رحمہ اللہ والشافعى رحمہ اللہ من بعده ثم انكر القياس طائفة من العلماء وابطلوا العمل به وهم الظاهرية وجعلوا المدارك كلها منحصرة فى النصوص والاجماع وردوا القياس الجلى والعلة المنصوصة الى النص الان النص على العلة على الحكم فى جميع محالها وكان امام هذا المذهب داود ابن على وابنه واصحابه۔"[1]

ابن خلدون رحمہ اللہ کے مذکورہ بیان کا خلاصہ یہ ہوا کہ جوں جوں اسلامی سرحدات کا امتداد بڑھا تب نتیجتاً نت نئے مسائل کا حل درپیش ہوا۔ اسلامی علوم و معارف نے نئے رنگوں میں ڈھلنا اختیار کیا قرآن وحدیث کی تعلیمات کا صحیح معنی و مقصد معلوم کرنے کے لیے نئے فقہی تطورات سے گزرنا پڑا، کہیں اهل الرائے و القیاس تو کہیں پر اهل الحدیث (محدثین حضرات) جبکہ بعض نے تو قرآن وحدیث کے ظاہر پر ہی اکتفا کرتے ہوئے دینی تعلیمات کی ترویج کی۔ اهل الرائے و القیاس میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، اہل الحدیث میں امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ جبکہ امام داود ظاہری اہل الظواہر میں مقتدا حیثیت کے حاملین رہے۔

فقہ حنفی کی تاریخ وتطور میں دورِ فاروقی میں اہلِ کوفہ وغیرہ کے لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بطور معلم کے منتخب ہونے کا بھی خاصہ دخل ہے اور اس بات کا بخوبی اندازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اہلِ کوفہ کے نام اس والا نامہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے ملاحظہ ہو:

"انى قد بعثت اليكم عمار بن ياسر اميرا وعبدالله بن مسعود

---

[1] مقدمة ابن خلدون لابن خلدون، عبدالرحمن بن خلدون(م 808هـ) ،دار العرب، الطبع، 1425ھ/ 2004م، ص 446

Marfat.com

معلما ووزیرا وانهما من النجباء من اصحاب رسول الله ﷺ من اصحاب بدر وقدجعلت عبدالله بن مسود علی بیت مالکم فتعلموا منهما واقتدوا بهما وقدآثرتكم بعبدالله بن مسعود علی نفسی۔" ❶

"بلاشبہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو تمہاری طرف امیر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو وزیر اور معلّم بنا کر بھیجا ہے اور یہ دونوں اصحابِ بدر اور اصحابِ رسول ﷺ میں شریف ہیں نیز میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تمہارے بیت المال پر مقرر کیا ہے پس ان دونوں سے (دین) سیکھو اور دونوں کی اقتداء کرو اور میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے تمہارا اکرام کیا ہے۔"

لوگوں میں سے آپ (یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کے وہ شاگرد کے جنہوں نے کوفہ میں آپ سے فقہ سیکھی اور آپ کے علم کے وارث بنے ان میں سب سے نمایاں علقمہ، حارث، مسروق، ابومیسرہ، عبیدہ اور اسود رحمھم اللہ ہیں۔" ❷

ا: آپ رحمہ اللہ ابو شبل یعنی علقمہ بن قیس بن عبد اللہ نخعی، کوفی اور تابعی ہیں آپ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئے آپ نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور ان سے علم حاصل کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ آپ ہی ان کے طرزِ عمل سے زیادہ مشابہ تھے۔ آپ کی رحمہ اللہ وفات 61 اور 73 ہجری کے مابین میں ہوئی ۔تہذیب التہذیب لابن حجر رحمہ اللہ، ج4، ص168۔

ب: آپ رحمہ اللہ حارث بن قیس جعفی، کوفی، عابد اور فقیہ ہیں آپ نے علی اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے آپ کی رحمہ اللہ وفات معاویہ رضی اللہ منہ کے زمانہ میں ہوئی

---

❶ ابن سعد، محمد، (م230ھ)، الطبقات الکبریٰ، دارالاشاعت، کراچی، 2003ء، ج6، ص7-8

❷ الحافظ، الخطیب، البغدادی، ابو بکر، احمد بن علی، (م 463ھ)، تاریخ بغداد، ج 12، ص299، دار الکتب العربی، بیروت، لبنان، س ن۔

Marfat.com

یعنی دو سال قبل۔ سیر اعلام النبلاء للذہبی رحمہ اللہ، ج 4، ص 75، 76۔

ت: آپ ابو عائشہ یعنی مسروق بن اجدع (عبدالرحمٰن) بن مالک ھمدانی اور کوفی ہیں آپ نے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ سے روایت کیا ہے آپ عالم بالفتویٰ اور مجتھد فی العبادت تھے آپ کی رحمہ اللہ وفات 62 یا 63 ہجری میں ہوئی۔

تاریخ الکبیر للبخاری رحمہ اللہ، ج 8، ص 35، 36۔

ث: آپ رحمہ اللہ ابو میسرہ یعنی عمرو بن شرحبیل ھمدانی اور کوفی ہیں آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے شاگردوں میں سے ہیں آپ نے علی اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے اور ان کے علاوہ سے بھی روایت کی ہے آپ کی رحمہ اللہ وفات 63 ہجری میں ہوئی۔ تہذیب التھذیب لابن حجر رحمہ اللہ، ج 4، ص 331، 332۔

ج: آپ ابو عمرو یعنی عبیدہ بن عمرو (اور کہا جاتا ہے کہ ابن قیس) سلمانی، فقیہ مرادی اور کوفی ہیں فتح مکہ کے سال آپ ارضِ یمن میں مسلمان ہوئے جبکہ آپ کو صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہیں ہوئی۔ آپ فقہ میں ماہر اور حدیث میں ثابت تھے آپ کی رحمہ اللہ وفات 72 ہجری میں ہوئی۔ طبقاتِ ابن سعد رحمہ اللہ، ج 6، ص 93 تا 95۔

ح: آپ ابو عمرو یعنی اسود بن یزید بن قیس نخعی، کوفی اور علقمہ رحمہ اللہ کے بھتیجے جبکہ ان سے بڑے ہیں آپ نیک، عابد اور فقیہ تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کا اکرام فرماتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ اسود سے زیادہ عراق میں مجھے کوئی آدمی معزز نہیں ہے۔ آپ کی رحمہ اللہ وفات 75 ہجری میں ہوئی۔ تاریخ الثقاتِ للعجلی رحمہ اللہ، ص 67، 68

ان حضرات کے علاوہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علمی وارثوں میں حضرت علقمہ رحمہ اللہ کے اجل شاگرد حضرت نخعی رحمہ اللہ کا نام انتہائی نمایاں ہے، جن کے بارے میں یہ قول مشہور ہے کہ "ما راینا رجلا قط اشبه هديا بعلقمة عن النخعي" (1) ہم نے نخعی رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی کو علقمہ رحمہ اللہ سے زیادہ مشابہ نہیں پایا۔ جبکہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے اپنے علمی فیض کو بعد میں

(1) سیر اعلام النبلاء للذہبی، محمد بن احمد، (م 748ھ)، مؤسسة الرسالة، 1985ء، ج 4، ص 55

Marfat.com

حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ میں منتقل کیا چنانچہ آپ کی ان کے بارے میں وصیت مشہور ہے کہ "علیکم بحماد فانہ قد سالنی عن جمیع ماسالنی عنہ الناس" 1 یعنی (میرے بعد) تم لوگ حماد کو لازمی پکڑو (تاکہ ان سے دین سیکھو) کیونکہ اس نے بلاشبہ مجھ سے ان تمام مسائل کے بارے میں پوچھا ہے کہ جن کے بارے میں لوگوں نے مجھ سے پوچھا۔ امام حماد رحمۃ اللہ کے بعد آپ کی فقہی منصب کو جناب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے سنبھالا۔ آپ کے وطن شہر کوفہ ہی میں علم فقہ نے نشوونما پائی۔ 2 جبکہ شہر کوفہ اس وقت میں عظیم علمی مرکز تھا علم اور علماء کا ٹھاٹھے مارتا ہوا سمندر ایسا تھا کہ حدیث اور فقہ کے حلقوں کے لیے اسکی مساجد تنگ پڑ گئیں۔ 3 چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ "ثم توّج علی کرسیّہ واجلس للفتیا والتدریس مکانہ" 4 یعنی پھر آپ کو (یعنی ابو حنیفہ کو امام حماد رحمۃ اللہ کی وفات کے بعد) ان کی جگہ تدریس اور فتوی دینے کے لیے ان کی کرسی پر بٹھایا گیا۔ دراصل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ یہیں سے فقہ حنفی کے اول مؤسس کی حیثیت سے ابھرے ہیں نیز آپ کے بعد آپ کے دو اکابر شاگردوں یعنی امام ابو یوسف بن ابراہیم رحمۃ اللہ اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ نے فقہ حنفی کے قواعد مدوّن فرمائے۔ دورِ عباسی میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ جب دولت اسلامیہ کے پہلے قاضی القضاۃ بنائے گئے تو یہ وہ سنہری دور تھا کہ جس میں فقہ حنفی نے خوب نش ونما پائی یہاں تک کہ سلطنتِ عثمانیہ تک بھی فقہ حنفی سے اثر لیے بغیر نہ رہ سکی۔ سلطنت کی تمام تر عدالتوں میں فقہ حنفی پر عمل ہوتا تھا نیز سرکاری طور سے بالخصوص جبکہ غیر سرکاری طور سے بالعموم فقہ حنفی پر ہی عمل کیا جاتا تھا۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ بعد میں عراق، مصر، شام، ترکی، متحدہ ہندوستان، افغانستان اور بلادِ ماوراء النہر وغیرہ

---

1 ایضا، ج5،ص 232

2 نظر التاریخیۃ فی حدوث المذاہب، احمد تیمور، ط،س ن،ص 50

3 محاضرات فی تاریخ المذاہب، ابو زہرہ، مطبعہ المدنی،س ن،ص 136

4 المذہب الحنفی، احمد بن نصیر الدین، ج1،ص 86

Marfat.com

میں فقہ حنفی ہی نے اپنے لیے مضبوط مقام حاصل کیا۔ اور تو اور آپ دنیا کے کسی بھی اسلامی خطے کا نام لیں آپ کو وہاں کے مسلمانوں میں سے کوئی نہ کوئی حنفی مسلک کا پیروضرور ملے گا۔ فقہاءِ احناف نے جتنی پذیرائی حاصل کی ہے شاید ہی کسی کو نصیب ہوئی ہو۔ غرض تصنیف ہو یا تالیف، فقہ ہو یا پھر اُصولِ فقہ علماء احناف نے وہ کمالات دکھائے ہیں کہ دنیائے فقہ اس کی مثال سے قاصر ہے۔ (1) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ کی فقہ کی تطویر اور ترویج میں زیادہ کردار جن ہستیوں کا رہا ان میں امام ابو یوسف اور امام محمد الشیبانی تو سرِ فہرست ہیں ہی جبکہ امام زفرؒ اور امام حسن بن زیادؒ وغیرہ کے اسماء بھی قابل ذکر ہیں۔ چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ کے بقول مالازمنی احد مثل ما لازمنی ابو یوسف (2) یعنی ابو یوسف رحمہ اللہ جیسی ہم نشینی میرے ساتھ کسی نے اختیار نہیں کی نیز فرمایا: وھو اجمع اصحابی للعلم (3) یعنی وہ میرے ساتھیوں میں سب سے زیادہ علم کو جمع کرنے والا ہے۔ آپؒ دورانِ درس ہی اپنے شیخ سے مسائل لکھتے تھے اور بعد میں ان پر پیش بھی فرماتے آپؒ موت تک ہی اپنے استاد سے استفادہ کرتے رہے۔ چونکہ آپ رحمہ اللہ اپنے استاد کی حیاتِ مبارکہ میں ہی علمی مقام رکھتے تھے لہٰذا بحیثیتِ جانشین بعد میں آپؒ ہی نے فقہ حنفی کے لیے راہ نما اُصول وضع کیے۔ امام محمد بن حسن رحمہ اللہ اور حسن بن زیاد رحمہ اللہ نے آپؒ ہی سے آپؒ کی اور آپؒ کے شیخ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ سیکھی۔

ان کے علاوہ بھی بہت سے تلامذہ نے آپؒ سے فقہ حنفی سیکھی جن میں درجہ ذیل قابل ذکر ہیں:

ا: حسین بن حفص الاصبہانی نے آپ سے فقہ سیکھی اور مذہبِ حنفی کو اصبہان منتقل کیا جبکہ آپ فتویٰ بھی حنفی فقہ پر دیتے تھے۔

---

(1) المذہب الحنفی، ج1، ص12۔11

(2) ایضاً

(3) ایضا ج1، ص107، 106

Marfat.com

ب: محمد بن خالد الحنظلی نے آپ سے پڑھا پھر استر آباد میں سکونت پذیر ہوئے جبکہ وہاں فقہ حنفی ہی لوگوں کو سکھاتے؟ ❶ فقہ حنفی کے امتداد کا بڑا سبب خود امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قاضی القضاۃ ہونا بھی تھا کیونکہ دولت اسلامیہ میں جہاں کہیں بھی کسی فیصلہ کا صدور ہوتا وہ اکثر و بیشتر فقہ حنفی کی روشنی میں ہوتا اور کیونکہ سلطنت میں کسی بھی جگہ قاضی کی تعیناتی کا فیصلہ خود قاضی القضاۃ کے صلاح مشورے سے ہوتا تھا اور ظاہر ہے کہ آپ حنفی فقہ کے حامل ہی کو ترجیح دیتے تھے اور اس بارے مؤرخین کے نقوش گواہ ہیں ملاحظہ ہو:

"تولّٰی الامام ابو یوسف (رحمه الله) منصب القضاء فی الدولة العباسية ردحا غير قصير وظلّ فيها كبير القضاة حتّٰی وفاته فكان اليه تولية القضاة من المشرق الى المغرب لا يعيّن قاض فی الدولة علی اتساع رقعتها الّا بمشورته وموافقته فكان يستعمل من يشاء من اصحابه الحنفية مما ساعد علی نشر المذهب الحنفی وبسط نفوذه۔" ❷

"یعنی عباسیہ دورِ خلافت میں امام ابو یوسف کو منصبِ قضاء سونپی گئی اور آپ اپنی وفات تک قاضی القضاۃ رہے گویا کہ مشرق سے مغرب تک کی قضاوۃ آپ کو سونپی گئی تھی سلطنت میں کسی قاضی کا تعیّن صرف آپ ہی کی رائے اور موافقت سے ہوتا تھا چنانچہ آپ اپنے اُن حنفی (علماء) ساتھیوں میں سے جس کو چاہتے استعمال فرماتے جو مذہبِ حنفی کا نشر و نفاذ کرتے تھے۔"

جیسا کہ پہلے بھی واضح ہو چکا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اپنے شیخ ہی کی مجلس میں ان سے اصول و ضوابط تحریر کرتے اور بعد میں اپنی تحریر ان پر تفتیش کے لیے پیش بھی فرماتے چنانچہ

---

❶ ایضًا، ج: 1، ص: 106,107

❷ محاضرات فی تاریخ المذاهب، ص173

Marfat.com

مناقب ابی حنیفہ میں آتا ہے:

"کان الامام ابو یوسف رحمہ اللہ یصنّف المسائل فی مجلس درس الامام ابی حنیفۃ رحمہ اللہ "[1]

"امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس درس میں مسائل تصنیف فرماتے تھے۔"

نیز محمود مطلوب اپنی کتاب "ابو یوسف حیاته و آثاره" میں لکھتے ہیں:

"وکان بمثابة النواة الاولیٰ لما قام به فیما بعد من تالیف عدد من کتب قیّمة ضمّنها الشیء الکثیر من آرائه وآراء شیخه وصل الینا منها "کتاب الآثار" و "اختلاف ابی حنیفة و ابن ابی لیلیٰ" و "الخراج" و "الرد علی سیر الاوزاعی"......"[2]

"آپ کے شروع تصانیف کی ثبات کی دلیل یہی ہے کہ بعد میں آپ نے کئی بیش قیمتی تالیفات تحریر کی جو کہ آپ کی اور آپ کے شیخ کی آراء کو شامل ہیں چنانچہ ان کتب میں سے ہم تک کتاب الآثار، اختلاف ابی حنیفة و ابن ابی لیلی، کتاب الخراج اور الرد علی سیر الاوزاعی وغیرہ پہنچی ہیں۔ (ملخّص الکلام)"

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی طرح امام محمد رحمہ اللہ نے بھی فقہ حنفی کی خوب خدمت کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیفات و تالیفات نے فقہ حنفی کو جو جلا بخشی ہے قابلِ رشک ہے چنانچہ آپ کے بارے میں مؤرخین کی رائے ہے:

"من اهم الاعمال التی نهض بها الامام محمد بن الحسن رحمہ اللہ

---

[1] مناقب الامام، الکردری، محمد بن محمد بن شهاب، (م 827ھ)، مکتبه الاسلامیه، کوئٹه، 1407ھ، ج 1، ص 57

[2] ابو یوسف حیاته و آثاره لمحمود مطلوب، ص 103- 115

Marfat.com

انــه قام بروایة فقه شیخیه ابی حنیفة وابی یوسف رحمهما الله واضـاف الیـه فروعا کثیرة أُخریٰ ثم دوّنها فی مؤلفاته القیّمة التی عرفت فی المذهب الحنفی بکتب ظاهر الروایة الماجع الـصغیـر والـجامع الکبیر والزیادات والسیر الصغیر والسیر الـکبیـر والـمبسـوط (الاصل) وهی عمدة المذهب الحنفی ویدور فی فُلکها ما جاء بعدها من مؤلفات المذهب۔ "❶

''امام محمد رحمہ اللہ کے اہم کارناموں میں سے یہ ہے کہ آپ نے اپنے دونوں مشائخ ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابویوسف رحمہ اللہ کی فقہی روایات کو جمع کیا اور ان کے ساتھ اور کئی فروعات کا اضافہ بھی فرمایا پھر ان کو اپنی وقیع مؤلفات میں مدوّن کیا جو کہ حنفی مذہب میں ظاہر الروایۃ کے نام سے معروف ہیں یعنی جامع الصغیر، جامع الکبیر، زیادات، سیر الصغیر، سیر الکبیر اور مبسوط (یعنی اصل) جبکہ وہ مذہبِ حنفی کی بہترین (کتاب) ہے اور فقۂ حنفی کی مابعدہٗ تقریباً تمام تر تالیفات اسی کشتی میں گردش کرتیں ہیں۔''

اپنے مشائخ کی طرح آپ رحمہ اللہ کے تلامذہ بھی کافی مشہور ائمۃ الاحناف میں سے گذرے ہیں جنھوں نے اپنے اپنے مواطن میں حنفی مذہب کی خوب نشر و اشاعت کی اُن میں موسیٰ بن سلیمان الجوزجانی، ھشام بن عبیداللہ الرازی، معلیٰ بن منصور الرازی، ابوحفص الکبیر احمد بن حفص البخاری، علی بن معبد الرقی، عیسیٰ بن ابان، محمد بن سماعۃ التمیمی وغیرہ نامور ہستیاں شامل ہیں❷:

---

❶ ابو حنیفة حیاته و عصره لابی زهرة، ص 183، 184

❷ المذهب الحنفی، ج 1، ص 37۔38

1۔ آپ کا نام یعقوب بن ابراھیم بن حبیب ہے، قبیلۂ بنوسعد سے ہیں۔ آپ کی سنِ پیدائش 113ھ ہے، جائے ولادت شہر کوفہ ہے۔ آپ رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، یحیٰ بن سعید رحمہ اللہ، ہشام بن عروہ رحمہ اللہ اور اعمش رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں، آپ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ، بشر بن ⇦⇦⇦

Marfat.com

بقولِ شاعر:

الفقہ زرعُ ابن مسعود، وعلقمة
حصّادہ، ثمّ ابراھیم دوّاس
نعمان طاحنہ، یعقوب عاجنہ
محمد خابز، والآکل الناس

⇐⇐⇐ الولید رحمہ اللہ ،ابن سماعۃ رحمہ اللہ ،یحیٰ بن معین رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ آپ رحمہ اللہ اسلامی سلطنت کے قاضی القضاۃ بھی رہے ہیں۔آپ 89 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔چنانچہ اس اعتبار سے آپ کی سنِ وفات 202ھ ہوئی بناء بر اختلاف، جبکہ ایک قول 189ھ کا بھی منقول ہے۔(الحافظ ،الذھبی،ابو عبداللہ،محمد بن احمد بن عثمان،(م 784)،مناقب الامام ابی حنیفۃ و صاحبیہ ،ص 62- 57،بیروت،لبنان،1419ھ)

2. آپ کا نام محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی ہے۔آپ کی سنِ پیدائش 132ھ ہے، جائے پیدائش واسط ہے۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے آپ رحمہ اللہ نے کچھ حصۂ علم پایا ہے بعد میں آپ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کیساتھ تلمذ اختیار کیا حتیٰ کہ علم فقہ میں کمال حاصل کیا۔ مسعر بن کدام رحمہ اللہ ،مالک بن مغول رحمہ اللہ ،سفیان ثوری رحمہ اللہ اور مالک بن انس رحمہ اللہ وغیرہ بھی آپ رحمہ اللہ کے مشائخ میں شامل ہیں۔آپ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں امام شافعی رحمہ اللہ ،ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ ،ہشام بن عبید اللہ الرازی رحمہ اللہ اور یحیٰ بن معین رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں،آپ رحمہ اللہ ہارون الرشید کے دورِ خلافت میں قاضی رہے ہیں۔آپ کی سنِ وفات 189ھ ہے۔(الحافظ ،الذھبی،ابو عبداللہ،محمد بن احمد بن عثمان،(م 784)،مناقب الامام ابی حنیفۃ و صاحبیہ ،ص 95- 79،بیروت،لبنان،1419ھ)

3. آپ کا نام زفر بن ہذیل بن قیس العنبری ہے۔آپ رحمہ اللہ کی سنِ پیدائش 110ھ ہے۔آپ کے مشائخ میں سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ،سلیمان بن مہران رحمہ اللہ ،یحیٰ بن سعید رحمہ اللہ اور محمد بن اسحاق رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں ،جبکہ شاگردوں میں عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ ،محمد بن الحسن رحمہ اللہ ،وکیع بن الجراح رحمہ اللہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔آپ کی سنِ وفات 158ھ ہے۔(طبقات ابن سعد ،ج 6،ص 388- 387)

4. آپ رحمہ اللہ کا نام ابوعلی حسن بن زیاد الانصاری اللؤلؤی ہے۔سنِ پیدائش نامعلوم ہے ہاں اتنا نقل ہے کہ آپ کوفی ہیں اور بعد میں بغداد میں رہنے لگے۔آپ کے اساتذہ میں سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ،ابن جریج رحمہ اللہ ،امام ابو یوسف رحمہ اللہ ،امام زفر اور امام محمد رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں۔محمد بن شجاع الثلجی ،محمد بن سماعہ،عمر بن مہیر اور حسن بن ابی مالک آپ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔آپ کی سنِ وفات 204ھ ہے۔(طبقات الفقھاء للشیرازی، ص 115)

Marfat.com

''علم فقہ کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بویا جس کو علقمہ رحمہ اللہ نے کاٹا پھر ابراھیم رحمہ اللہ نے اس کی صفائی کی (یعنی چھانٹا)، نعمان (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ) نے اس کو پیسا، یعقوب رحمہ اللہ (امام ابو یوسف رحمہ اللہ) نے اس کو گوندا اور امام محمد رحمہ اللہ نے اس سے روٹی پکائی جبکہ لوگ اس میں سے کھا رہے ہیں۔'' [1]

[1] الدر المختار، حصکفی، ج1، ص8۔

Marfat.com

فصل دوم

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فقہی اور محدثانہ حیثیت کا جائزہ

نام ونسب

آپ کا نام نعمان، کنّیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم ہے۔ آپ کے والد کا نام ثابت ہے۔ مؤرخ ابن خلکان آپ کا سلسلۂ نسب یوں لکھتے ہیں:

"ابو حنیفة النعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ۔"❶

جب کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے پوتے اسماعیل بن حماد نے آپ کا سلسلۂ نسب یوں بتایا ہے:

"نعمان بن ثابت بن نعمان بن المرزبان۔"❷

دراصل دونوں ہی درست ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ ابن خلکان نے جس شخص کو زوطی لکھا ہے اسماعیل نے اسے نعمان کہا ہے۔ یہ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں، کیونکہ جو شخص مسلمان ہونے سے پہلے زوطی ہے، وہی مسلمان ہونے کے بعد نعمان ہے اسی طرح جس شخص کا نام ماہ ہے، وہی مرزبان ہے۔ اس نسب نامے سے یہ معلوم ہوا کہ آپ عجمی النسل تھے۔❸ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: "مرزبان کے معنی الرئیس من ابناء الفارس الاحرار" کے ہیں۔ یعنی آزاد فارسی نژاد رئیس۔ نیز فارس سے مراد خاص شہر نہیں ہے، بلکہ عجمی قوم ہے، جن کو فارسی کہتے ہیں اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دادا فارسی ہی تھے اور یہی اکثر کا قول ہے۔❹ آپ کو قبیلۂ تیم سے ولاء کی وجہ سے تیمی کہا جاتا ہے۔ اس لیے

---

❶ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان لابن خلکان، احمد بن محمد بن ابی بکر، (م 681ھ)، منشورات الرضی، ج5، ص405 ❷ ایضاً

❸ سیرۃ النعمان، شبلی نعمانی، مطبع مفید عام آگرہ، انڈیا، 1892م، طبع دوم، ص18-16

❹ الخیرات الحسان، احمد بن حجر، الھیثمی، (م 973ھ)، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، پاکستان، 1414ھ، ص41

Marfat.com

امام اعظم رحمہ اللہ کے بارے میں بعض لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے کہ آپ رحمہ اللہ کا خاندان غلامی میں تھا، لیکن خطیب نے آپ کے پوتے کا درج ذیل بیان لکھا ہے جس سے اس غلط فہمی کی تردید ہوتی ہے، جو آپ کے دادا کے بارے میں پیدا ہوگئی ہے کہ وہ بنی تیم کے آزاد کردہ غلام تھے، چنانچہ اسماعیل کہتے ہیں: میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ابناءِ فارس سے ہوں اور ہم آزاد ہیں، واللہ ہم پر غلامی کا دور کبھی نہیں آیا ہے۔ (1)

ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ابن راشد الانصاری کے نسخہ میں ہے کہ اصحابِ مناقب کی ایک جماعت نے اس چیز کو ترجیح دی ہے کہ جو ان کے پوتوں سے مروی ہے، کیونکہ وہی اپنے دادا کے نسب کا زیادہ جاننے والے ہیں۔ (2)

تاریخ ومقام ولادت

ابن خلکان نے اسماعیل بن حماد کے حوالے سے نقل کیا ہے:

"ولد جدّی سنة ثمانين" (3)

''میرے دادا 80ھ میں پیدا ہوئے۔''

ابن حجر مکی رحمہ اللہ بھی اس کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والاکثرون علی أنه ولد سنة ثمانين بالکوفة۔" (4)

''اکثر (مؤرخین) کے مطابق آپ سن 80ھ کو شہر کوفہ میں پیدا ہوئے۔''

اسی کی تائید میں محمد علی کاندھلوی لکھتے ہیں:

''امامِ اعظم کی ولادت 80ھ بمطابق 699ء بمقامِ کوفہ ہوئی۔'' (5)

---

(1) تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ج13، ص326

(2) الخیرات الحسان، ابن حجر مکی، ص69

(3) وفیات الاعیان، ابن خلکان، ج5، ص405

(4) الخیرات الحسان، ابن حجر مکی، ص43

(5) امامِ اعظم اور علم الحدیث، محمد علی صدیقی کاندھلوی، (م 1992)، انجمن دار العلوم الشھابیه، سیالکوٹ، پاکستان، 1981ء، ص131

Marfat.com

بشارتِ نبوی ﷺ اور امام صاحب رحمہ اللہ

فارس اور اہل فارس کے بارے میں امام ترمذی نے جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ہم جنابِ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ سورۂ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ (سورۂ جمعہ: ۳)

تو حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ یہ دوسرے (آخرین) کون ہیں؟ جو ہم سے ابھی تک نہیں ملے ہیں، حضور ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی، سائل نے دوبارہ اور سہ بارہ پھر پوچھا تو آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر دست اقدس رکھ دیا اور فرمایا:

((والذی نفسی بیدہ لو کا ن الایمان بالثریا لتناولہ رجال من هؤلاء.)) [1]

"اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو بھی ان کی نسل سے کچھ لوگ اسے حاصل کر لیں گے۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بشارتِ نبوی ﷺ کا حقیقی مصداق کون ہے۔ چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فهذا اصل صحيح يعتمد عليه فى البشارة بابى حنيفة وفى الفضيلة التامة له" [2]

"یہ اصل صحیح ہے، کہ جس پر ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں بشارت اور ان کی

---

[1] ترمذی، ابوعیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، (م 279)، جامع ترمذی، فرید بک سٹال، لاہور، طبع دوم، 1422ھ/2001م، ابواب تفسیر القرآن، باب تفسیر سورة الجمعة، حدیث 3625

[2] تبییض الصحیفة، عبدالرحمن، جلال الدین سیوطی، (م 911)، ادارة القرآن و العلوم الاسلامیة، کراچی، (س ن)، ص20

Marfat.com

کامل فضیلت کے ثبوت کے لیے اعتماد کیا جاتا ہے۔"

امام صاحب رحمہ اللہ اور شرفِ تابعیت

امام اعظم رحمہ اللہ تابعی ہیں یا نہیں؟ محدثین اور منصف مؤرخینِ اسلام کی نامور تصنیفات وتالیفات اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ نہ صرف محدّث وفقیہ ہیں بلکہ شرفِ تابعیت بھی آپ کو حاصل ہے۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے یا نہیں؟ لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ روایت نہیں کی تو کیا تابعیت کے لیے روایت کرنا ضروری ہے؟ یہ بات تجزیہ وتحقیق طلب ہے۔ ذیل میں اہلِ علم کے دلائل سے اس کا ایک جائزہ لیا جاتا ہے:

1۔ محمد بن سعد رحمہ اللہ نے انہیں تابعین کے طبقۂ پنجم میں شمار کیا ہے۔ ❶

2۔ ابن ندیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"كان من التابعين لقى عدة من الصحابة رضی اللہ عنہم . " ❷

"آپ تابعین میں سے تھے آپ کی ملاقات کئی صحابہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔"

3۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ابو حنيفة راى انس بن مالك رضی اللہ عنہ ۔" ❸

"ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔"

4۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"انه (ابو حنيفة) راى انس بن مالك لما قدم عليهم الكوفة . " ❹

---

❶ الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ج4، ص 233

❷ الفهرست، محمد بن اسحق النديم، ابن نديم، (م 377هـ)، نور محمد كارخانه تجارت كتب، كراچى، س ن، ص 255

❸ تاريخ بغداد، ج13، ص 324

❹ مناقب الامام ابى حنيفة و صاحبيه ابى يوسف و محمد بن الحسن، محمد بن احمد، ذهبى، (م748هـ)، دار الكتاب العربى، مصر، س ن، ص 7

Marfat.com

''بیشک ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو (اس وقت) دیکھا کہ جب وہ شہر کوفہ میں تشریف لائے تھے۔''

5۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فھو من اعیان التابعین الذین شملھم قوله تعالیٰ ﴿والذین اتبعوھم باحسان...... ﴾ الایة"❶

''پس وہ (ابو حنیفہ رحمہ اللہ) ایسے کبار تابعین میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول ﴿والذین اتبعوھم باحسان.... الایة﴾ وارد ہوا ہے۔''

6۔ شیخ الاسلام ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ابا حنیفة ادرك جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة فھو من طبقة التابعین."❷

''ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی اس جماعت کو پایا ہے جو کہ کوفہ میں تھے پس وہ تابعین کے طبقہ میں سے ہیں۔''

7۔ احمد بن محمد القسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ومن التابعین الحسن البصری والشعبی وبن المسیب وعطاء وابو حنیفة۔"❸

''حسن بصری، شعبی، ابن مسیّب، عطاء اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعین میں سے ہیں۔''

امام اعظم رحمہ اللہ کی تابعیت کے متعلق چند اقوال پیش کیے گئے ہیں ورنہ تو لاتعداد علماء و محدثین نے آپ کی تابعیت کی شہادت دی ہے، تمام تصریحات کا احاطہ نہایت مشکل ہے لیکن

---

❶ الخیرات الحسان، ابن حجر مکی، ص 48

❷ عقود الجمان، محمد بن یوسف، یوسف صالحی، الدمشقی، (م 942ھ)، مکتبة الشیخ، بہار آباد کراچی، 1394ھ/1974م، ص 50

❸ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، احمد بن محمد، قسطلانی، (م 923ھ)، دار الکتب العربی، بیروت، س ن، ج 1، ص 390

Marfat.com

اہل بصیرت کے لیے مندرجہ بالا ممتاز شخصیات کی شہادتیں ہی کافی ہیں، لہٰذا آپ کی تابعیت کا انکار کسی ذی فہم سے متصور نہیں۔ یہاں تک تو امام صاحب رحمہ اللہ کی تابعیت پر روایتاً نافع بحث ہوئی، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اہلِ علم نے آپ کی تابعیت کو درایتاً بھی ثابت کیا ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ واقع میں یہ بات عقل سے بہت بعید ہے کہ امام رحمہ اللہ کے زمانے میں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوں، اور آپ ان کی ملاقات کا قصد نہ کریں، حالانکہ اصحاب رضی اللہ عنہ کا موجود ہونا اور امام رحمہ اللہ کا ان شہروں میں جانا جہاں اصحاب رضی اللہ عنہ تھے ثابت ہے، اور امام رحمہ اللہ کی زندگی سے بیس سال کی مدّت اصحاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گزری، کیونکہ سو برس کے آخر تک صحابہ رضی اللہ عنہم کا وجود ثابت ہے، پس اصحابِ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول حق ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے ایک جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہ کو پایا ہے۔'' ❶

نیز علامہ خوارزمی لکھتے ہیں:

''ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں 80ھ میں پیدا ہوا اور 96ھ میں اپنے والد کے ہمراہ حج کیا، اس وقت میری عمر سولہ سال تھی، پس جب میں مسجد الحرام میں داخل ہوا تو میں نے وہاں بہت بڑا حلقہ دیکھا، میں نے اپنے والد سے کہا کہ یہ کس کا حلقہ ہے انہوں نے کہا کہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کا حلقہ ہے۔ میں نے کہا مجھے بھی ان کے پاس لے چلیے تاکہ ان سے حدیث سن لوں۔ پس میں ان کے قریب پہنچا تو وہ یہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس کسی نے دین میں تفقہ حاصل کر لیا، تو اللہ تعالیٰ اسے رزق کی فکر سے اس طرح آزاد کر دے گا کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں۔'' ❷

---

❶ شرح سفر السعادة شاه عبد الحق دهلوی، مکتبه نوریه رضویه، سکهر پاکستان، 1398هـ/ 1978م، ص 20

❷ جامع المسانید، محمد بن محمود، الخوارزمی، (م 665هـ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، س ن، ج 1، ص 24

Marfat.com

پس ان درجہ بالا دلائل سے عقلی طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے دور میں موجود متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے ملے ہیں اور آپ زمرۂ تابعین سے ہیں۔

امام صاحب رحمہ اللہ اور آپ کی علمی زندگی

قرآن حکیم کی تعلیم سے فراغت کے بعد آپ ان عصری فنون کی طرف پہلے متوجہ ہوئے ، جو اس دور میں مروّج تھے ، اس سلسلے میں امام صاحب رحمہ اللہ کا ایک قول موفق مکی اپنی کتاب میں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انی لما اردت تعلم العلم جعلت العلوم کلها نصب عینی فقرات فنا فنا منها و تفکرت عاقبته و موقع نفعه" [1]

"جب میں نے علم حاصل کرنے کا ارادہ کیا، تو میں نے تمام علوم وفنون کو سامنے رکھا اور پھر ان میں سے ایک ایک فن کو پڑھا، پھر ہر فن کے انجام اور اس کے نفع پر خوب غور کیا۔"

چنانچہ اس قول سے تو اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے علم الفقہ حاصل کرنے سے پہلے علم الادب ، علم الشعر والقافیہ ، علم القراۃ ، علم النحو وغیرہ میں سے ہر ایک فن کو باقاعدہ پڑھ لیا تھا۔

امام صاحب رحمہ اللہ کا علم الکلام سے لگاؤ اور پھر اس کا ترک کر دینا:

ابتدائی اور ضروری تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ تجارت کی طرف متوجہ ہوگئے ، ایک دن اسی سلسلہ میں بازار کی طرف جارہے تھے کہ راستہ میں مشہور محدث امام شعبی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوگئی ، انہوں نے آپ رحمہ اللہ کے چہرہ پر ذہانت اور سعادت کے آثار دیکھے تو آپ کو بلایا اور پوچھا برخوردار! کہاں جارہے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ بازار جارہا ہوں۔ امام شعبی رحمہ اللہ نے پوچھا کیا تم علماء کی مجلس میں نہیں بیٹھتے ؟ عرض کیا نہیں۔ امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا:

---

[1] مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة رحمہ اللہ ،موفق بن احمد،المکی (م 578ھ)، مکتبہ اسلامیہ،میزان مارکیٹ ،کوئٹہ، 1407ھ ،ج 1،ص 57

Marfat.com

"لا تغفل و عليك بالنظر فى العلم و مجالسة العلماء فانى ارىٰ فيك يقظة و حركة" ❶

"علم اور مجالس علماء کو لازم پکڑو کیونکہ میں تم میں حرکت و بیداری کے آثار دیکھتا ہوں۔"

امام شعبی سے اس ملاقات کا اثر بایں طور ظاہر ہوا کہ امام صاحب رحمہ اللہ میں علوم دینیہ کے حصول کا شوق علی وجہ الکمال پیدا ہوگیا اور سب سے پہلے آپ نے علم الکلام حاصل کرنا شروع کیا اور اس درجہ کی مہارت حاصل کی کہ آپ خود فرماتے ہیں:

"كنت انظر فى الكلام حتىٰ بلغت فيه مبلغا يشار الىّ فيه بالاصابع" ❷

"میں نے علم الکلام میں وہ اُونچا مقام حاصل کیا کہ میری طرف لوگ اُنگلیوں سے اشارہ کرتے (یہ کنایہ ہے کسی کا ماہرِ فن ہونے سے)۔"

آپ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"اس زمانے میں میری مڈ بھیڑ خارجی فرقوں سے ہوئی، جہمیہ اور قدریہ فرقوں سے مناظرے کیے اور اسی بناء پر میں علمِ کلام کو افضل ترین علم سمجھتا اور اسے ہی دین کی نگرانی کی بنیاد کہتا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ سے زیادہ دین جاننے والا کون ہوسکتا تھا، اس کے باوجود انہوں نے ذاتِ باری اور اس کی صفات کے باریک مسائل اور جبر اور قدر کی معرکۃ الآراء بحثوں میں کبھی حصہ نہیں لیا، جبکہ اس کے برعکس شرعی اور فقہی مسائل میں ان کی التفات اور مشغولیت زیادہ تھی، اور اگر کلامی مسائل میں غور وخوض کرنا کوئی قابلِ ذکر اور بڑی خوبی کی حامل شے ہوتی، تو یہ نفوسِ قدسیہ اس موضوع کو بالکل نہ چھوڑتے چنانچہ اس خیال کے ساتھ ہی آپ کی توجہ اس

❶ ایضا، ج1، ص59 ❷ ایضا، ج1، ص55

Marfat.com

موضوع سے ہٹنے لگی۔''[1]

امام صاحب رحمہ اللہ کا حصولِ علمِ فقہ اور اس کے محرکات

آپ کا علمِ فقہ کے حصول بارے اہل علم نے کئی محرکات کا ذکر فرمایا ہے، چنانچہ علامہ ذھبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''امام اعظم رحمہ اللہ کی فقہ میں مشغولیت کا ایک سبب یہ بنا کہ آپ رحمہ اللہ نے ایک رات خواب دیکھا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کو کھود رہے ہیں، چنانچہ خوابوں کی تعبیر کے جلیل القدر عالم محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو انہوں نے اس خواب کی تعبیر یوں بیان کی کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور سنن سے ایسے دقیق مسائل کا استخراج واستنباط کریں گے اور ایسے امور کی عقدہ کشائی کریں گے کہ جو آپ سے پہلے کسی نے نہیں کی ہوگی۔ اس خواب کی عملی تعبیر یوں سامنے آئی کہ آپ نے سارے عالمِ اسلام کو احادیثِ نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام سے آگاہ کیا اور ایسے مسائل بیان کیے کہ جن سے عقل حیران ہوئی۔''[2]

نیز ایک اہم سبب جو کہ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی علمِ فقہ کی مشغولیت کا سبب بنا وہ دراصل ایک عورت کا آپ رحمہ اللہ سے ایک شرعی مسئلے بارے سوال کرنا تھا چنانچہ واقعہ یوں ہوا:

''ایک دن ایک عورت نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا کہ جو آدمی اپنی بیوی کو طلاقِ سنت دینا چاہے تو وہ کس طرح طلاق دے گا؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا حماد رحمہ اللہ سے یہ مسئلہ پوچھنا اور جو کچھ وہ جواب دیں، وہ مجھے بتا دینا۔ چنانچہ امام حماد رحمہ اللہ نے یہ جواب دیا کہ وہ شخص عورت کو اس طہر میں طلاق دے، جس میں اس سے جماع نہ کیا ہو اور پھر اس کو چھوڑ دے اور جب وہ عورت تیسرے حیض

---

[1] ایضا، ج1، ص60

[2] مناقب الامام للذھبی، ص22

Marfat.com

کے گزرنے پر غسل کرے گی، تو نکاح کے لیے آزاد ہوگی۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے جب یہ جواب سنا تو فوراً حماد رحمہ اللہ کا حلقہ درس اپنانے کا فیصلہ فرمالیا۔" ❶

اسی طرح ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"حضرت حماد رحمہ اللہ کے درس میں آپ رحمہ اللہ کو نمایاں جگہ ملتی اور بہت جلد آپ اپنے استاد محترم کی آنکھ کا تارہ بن گئے، کچھ عرصہ بعد آپ کو خیال آیا کہ اپنا الگ حلقۂ درس قائم کرلیں، اسی اثناء میں ایک رات آپ اپنے استاد حماد رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک انہیں اپنے کسی قریبی رشتہ دار کے انتقال کی خبر پہنچی چنانچہ حماد رحمہ اللہ فوراً سفر پر روانہ ہوگئے اور امام صاحب رحمہ اللہ کو اپنا خلیفہ بنا گئے۔ چنانچہ حماد رحمہ اللہ کی غیر موجودگی میں آپ نے ساٹھ ایسے مسائل پر فتوے دیئے، جن کے متعلق آپ نے اپنے استاد سے نہ سنا تھا جب حماد رحمہ اللہ واپس آئے اور امام صاحب رحمہ اللہ نے وہ فتوے انہیں دکھائے تو انہوں نے چالیس مسائل سے اتفاق کیا اور بیس میں اصلاح فرمائی، اس وقت امام صاحب رحمہ اللہ نے قسم کھائی کہ جب تک زندگی ہے، امام حماد رحمہ اللہ کی مجلس کو نہیں چھوڑوں گا، چنانچہ ایسا ہی کیا۔" ❷

نیز محمد علی کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"علم الشرائع کے لیے چونکہ علم حدیث ناگزیر تھا، اس لیے آپ نے 98ھ سے 104ھ تک علمِ حدیث میں بھی کمال حاصل کیا۔" ❸

امام صاحب رحمہ اللہ اور علم حدیث

حق تعالیٰ شانہ نے امام صاحب رحمہ اللہ کو جہاں علمِ فقہ میں مہارت عطاء فرمائی تو اسی

---

❶ مناقب الامام لموفق مکی، ج1، ص55

❷ الخیرات الحسان لابن حجر المکی، الفصل التاسع، ص63،64

❸ امام اعظم اور علم الحدیث، محمد علی کاندھلوی، ص168

Marfat.com

کے ساتھ ساتھ علمِ حدیث میں بھی بہت بلند مقام سے نوازا۔ محنت و جانفشانی کا یہ عالم تھا کہ بہت جلد اپنے ہم درس ساتھیوں سے بہت آگے نکل گئے۔

چنانچہ ذہبی رحمہ اللہ نے اسی سلسلہ میں مسعر بن کدام رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے:

''مسعر بن کدام کوفہ میں طلبِ علمی کے زمانہ میں امام صاحب رحمہ اللہ کے ہم درس رہے ہیں۔''

لہٰذا وہ (مسعر بن کدام) کہتے ہیں:

''میں امامِ اعظم رحمہ اللہ کا رفیقِ درس تھا، جب وہ علمِ حدیث کے طالب علم بنے، تو اتنی محنت کی کہ حدیث میں ہم سے آگے نکل گئے اور یہی حال زہد وتقویٰ میں ہوا، اور فقہ کا معاملہ تو آپ سب کے سامنے ہے۔''[1]

مسعر بن کدام کا امام صاحب رحمہ اللہ کو ان الفاظ سے یاد کرنا اس بات کی کھلی شہادت ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کو علمِ حدیث میں من جانب اللہ خاصہ وافر حصہ عطاء کیا گیا تھا جبکہ خود امام مسعر رحمہ اللہ اپنے وقت کے چوٹی کے محدث تھے۔ آپ رحمہ اللہ کے بارے میں امیر المؤمنین فی الحدیث امام شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''ہم نے ان کے اتقان کی بنا پر ان کا نام ہی مصحف رکھا ہوا تھا۔''[2]

چنانچہ جب علم حدیث کا ترازو اور میزان یہ کہہ دے کہ وہ یعنی امام صاحب رحمہ اللہ علم حدیث میں ہم سے آگے نکل گئے، تو پھر بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی علم حدیث میں کیا شان تھی، نیز اس کا مطلب اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ سرزمینِ کوفہ پر اس وقت جس قدر علم پھیلا ہوا تھا، امام اعظم رحمہ اللہ نے وہ سارا سمیٹ لیا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ کئی نامور علماء و محدثین آپ کے علم وعمل کے گرویدہ تھے۔ ذیل میں چند اقوال ذکر کیے جاتے ہیں:

1۔ یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

---

[1] مناقب الامام للذہبی، ص 27

[2] تذکرۃ الحفاظ للذہبی، ج 1، ص 179

Marfat.com

" انه والله اعلم هذه الامة بما جاء عن الله ورسوله ﷺ۔ " ❶

"بخدا امام صاحب رحمہ اللہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے آئے ہوئے دین کو اس امت میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔"

2۔ مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كان ابو حنيفة زاهدا وراغبا فى الاخرة عالما صدوق اللسان رضی اللہ عنہ احفظ اهل زمانه۔" ❷

"ابوحنیفہ رحمہ اللہ دنیا میں زاہد اور آخرت کی طرف راغب، زبان کے سچے اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظِ (حدیث) تھے۔"

3۔ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

" احذر ان تتوهم من ذلك ان ابا حنيفة لم يكن له خبرة تامة بغير الفقه حاشا وكلا كان فى العلوم الشرعية من التفسير والحديث والآلة من العلوم الادبية والمقايس الحكمية بحر لا يجارى، وامام لا يمارى، وقول بعض اعدائه فيه خلاف ذلك منشؤه الحسد۔" ❸

"کسی کے ذہن میں یہ خیال نہ آئے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو علم فقہ کے علاوہ دیگر علوم پر دسترس حاصل نہ تھی، ہرگز نہیں۔ آپ علومِ شرعیہ، تفسیر، حدیث اور علمِ ادب وحکمت میں بحرِ ناپید کنار تھے اور ان میں سے ہر فن کے ماہر تھے، بعض دشمنوں کا اس کے خلاف کہنا محض ان سے بوجہ حسد ہے۔"

---

❶ ما تمس اليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه، عبد الرشيد، نعمانی، قدیمی کتب خانہ، کراچی، س ن، ج 1، مقدمہ، ص 32

❷ مناقب الامام، الذہبی، ص 19

❸ الخیرات الحسان، ابن حجر مکی، ص 64

Marfat.com

امام اعظم رحمہ اللہ کے نامور شاگرد مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (م 215ھ) امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد ہیں اور صحیح بخاری میں بائیس/22 ثلاثیات میں سے گیارہ/11 ثلاثیات صرف امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کی سند سے مروی ہیں اور نو/9 ثلاثیات دیگر حنفی شیوخ سے۔ گویا امام بخاری رحمہ اللہ کو اپنی صحیح میں عالی سند کے ساتھ بیس/20 ثلاثیات درج کرنے کا شرف امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ کے باعث ملا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر کتب صحاح کے اسانید میں بھی اکثر شیوخ حنفی ہیں۔ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ کی خدمت میں رہ کر آپ سے حدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا اور آپ سے بکثرت احادیث روایت کیں۔ آپ نے امام اعظم رحمہ اللہ کی صحبت سے بارہ/12 سال سے زائد استفادہ کیا۔ [1]

4۔ ابن البزاز الکردری لکھتے ہیں:

"عبداللہ بن یزید المقرء المکی سمع من الامام تسعمائة حدیث۔" [2]

''امام ابو عبد الرحمٰن المقرء رحمہ اللہ (م 213ھ) نے امام صاحب رحمہ اللہ سے نو سو احادیث سماعت کیں۔''

5۔ خطیب بغدادی (م 463ھ) نے روایت نقل کی ہے:

''ابو عبد الرحمٰن المقرء جب ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے حدیث روایت کرتے تو کہتے:

"قال حدثنا شاھنشاہ'' [3] ......''ہم سے شاہنشاہ نے بیان کیا۔''

6۔ علامہ ابن حجر المکی رحمہ اللہ ایک جگہ اور لکھتے ہیں:

''امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے آئمہ تابعین وغیرہ میں سے چار ہزار شیوخ سے علم

---

[1] مناقب الامام ،موفق مکی، ج1،ص 64

[2] مناقب الامام،محمد بن محمد بن شھاب ،الکردری ،(م 827ھ)، مکتبہ الاسلامیہ، کوئٹہ، 1407ھ ،ج2،ص219

[3] تاریخ بغداد،خطیب بغدادی، ج13،ص345

Marfat.com

حاصل کیا، اسی لیے امام ذہبی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے آپ کا شمار حفاظ محدثین کے طبقے میں کیا ہے اور جس نے یہ گمان کیا کہ آپ نے حدیث کو کم اہمیت دی، یہ اس کی غفلت ہے یا پھر حسد ہے۔ یہ بات اس شخص کے متعلق کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے، جس نے حدیث سے بے شمار مسائل اخذ کیے ہوں۔"❶

7۔ محقق سلطان احمد لکھتے ہیں:

"دلائل شرعیہ سے مخصوص طریقہ کے مطابق استنباط کرنے والے آپ پہلے شخص ہیں۔ جس کا ذکر آپ کے اصحاب کی کتب میں ہے، چونکہ آپ اس اہم کام میں مشغول رہے ، اس لیے آپ کی حدیثیں لوگوں میں نہ پھیل سکیں، جس طرح سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جب مسلمانوں کی ضرویات میں مشغول ہوئے تو ان سے روایتِ حدیث ظاہر نہ ہوئی جیسا کہ ان کے سوا دوسرے کم عمر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہوئی۔ اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی فقہ میں مشغولیت کے باعث اس قدر احادیث ظاہر نہ ہوئیں، جیسا کہ ابوزرعہ وابن معین وغیرہ سے ظاہر ہوئیں، جو کہ محض روایت حدیث کی طرف متوجہ رہے۔ علاوہ ازیں کثرتِ روایات بغیر درایت کے کچھ خوبی کی بات نہیں بلکہ حافظ ابن عبدالبر نے تو اس کی مذمت میں ایک مستقل باب لکھا ہے اور کہا ہے کہ فقہاء وعلماء کا مذہب یہ ہے کہ بغیر تفقہ کے کثرت سے روایت کرنا اچھا نہیں اور محدثین کے نزدیک کم روایت بھی تفقہ ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے مطابق قابلِ اعتماد چیز حدیث واثر ہے اور صرف وہ رائے قبول کرو جو حدیث کی تفسیر کرے۔"❷

8۔ امام اسرائیل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بہت اچھے بزرگ تھے، انہیں ہر ایسی حدیث جس سے کوئی فقہی

---

❶ الخیرات الحسان ،ابن حجر مکی، ص142،141

❷ سلطان احمد،امام اعظم بحیثیت محدث اعظم(ایم فل مقالہ) شعبۂ اسلامیات ،دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور،غیر مطبوعہ،2006م،ص62،61

Marfat.com

مسئلہ اخذ ہو سکتا تھا خوب اچھی طرح یاد تھی، وہ ایسی حدیثوں کو بہت تلاش کرتے تھے اور حدیث میں فقہی مسائل کو بہت زیادہ جاننے والے تھے۔"[1]

9۔ امام صاحب رحمہ اللہ کے شاگردِ رشید امام زفر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے محدثین مثلاً یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ امام صاحب کے پاس اکثر آتے جاتے رہتے اور مشکل مسائل دریافت کرتے تھے، کئی بار ان احادیث کے بارے میں سوال کرتے، جن کے متعلق انہیں کوئی مشکل پیش آتی۔"[2]

10۔ عبدالحق لکنوی کہتے ہیں:

"بعض حاسدین و معاندین نے غلط فہمی یا تعصب کی بنا پر امام صاحب رحمہ اللہ پر قلتِ روایت وقلتِ عربیت اور ارجائیت کے الزامات لگائے ہیں جبکہ امام صاحب رحمہ اللہ کی ہر قسم کی تعدیل و توثیق اظهر من الشمس ہے پھر بعض محدثین کی جرح یا تو مبہم ہے یا پھر وہ خود ہی متعصب و متشدد اور متعنت ہیں ان کی جرح کبھی بھی معتبر اور مسموع نہیں۔"(كذا فی رفع التكميل فی الجرح والتعديل لمولانا محمد عبدالحق الكنوی)[3]

11۔ مشہور محدث سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ اپنے تلامذہ کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اے اصحاب حدیث! تم حدیث میں تفقہ پیدا کرو، ایسا نہ ہو کہ اصحاب الرائے تم پر غالب آجائیں۔ یہ خیال رہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کوئی ایسی بات نہیں کہی ہے، جس پر ہم ایک یا دو حدیثیں روایت نہ کرتے ہوں۔"[4]

---

[1] تبییض الصحیفة ،جلال الدین سیوطی،ص116

[2] مناقب الامام ،موفق مکی، ج2،ص149

[3] احقاق الحق فی الدفع عن المذهب الحق، رحیم الله ،الننجرهاری ،الحقّانی،العرفان خپرندویه علمی ټولنه،افغانستان،2015م، ج4،ص 105،106

[4] معرفة علوم الحدیث، محمد بن عبدالله ،حاکم ،نیشاپوری،(م 405هـ)، داراحیاء التراث العلوم،بیروت،طبع اولیٰ،1417ه/1997م،ص114

Marfat.com

12۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”میں نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے زیادہ حدیث کی تفسیر جاننے والا اور اس کے فقہی نکات پہچاننے والا نہیں دیکھا اور میں نے جب کبھی کسی بات میں ان کی مخالفت کی اور پھر اس پر غور کیا تو انہی کے مذہب کو آخرت کے لحاظ سے زیادہ نجات دینے والا پایا اور اکثر اوقات میں حدیث کی طرف مائل ہوتا تو وہ مجھ سے زیادہ صحیح حدیث کو جاننے والے ہوتے۔ جب امام صاحب رحمہ اللہ کسی قول پر جم جاتے تو میں آپ رحمہ اللہ کے قول کی تائید میں کوئی حدیث یا اثر معلوم کرنے کے لیے کوفہ کے مشائخ کے پاس جاتا۔ بسا اوقات دو دو یا تین تین احادیث لے کر آپ کے پاس حاضر ہوتا، تو ان میں سے کسی کے بارے میں فرمادیتے کہ یہ صحیح نہیں ہے، یا غیر معروف ہے، میں دریافت کرتا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا، حالانکہ یہ تو آپ کے قول کے مطابق ہے، تو آپ فرماتے کہ میں اہل کوفہ کے تمام علم کا عالم ہوں۔“ [1]

امام صاحب رحمہ اللہ کا ذخیرہ احادیث

آپ کے ہاں احادیثِ مبارکہ کا کتنا بڑا خزانہ تھا، اس کا اندازہ ملّا علی قاری رحمہ اللہ کے قول سے بخوبی ہوسکتا ہے، آپ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”وعن محمد بن سماعة ان الامام ذكر في تصانيفه نيفا وسبعين الف حديث وانتخب الآثار من اربعين الف حديث۔“ [2]

”محمد بن سماعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد احادیث بیان کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے کتاب

---

[1] عقود الجمان، یوسف صالحی، ص 321

[2] ذیل الجواهر المضیة، علی بن سلطان، ملّا علی قاری، (م 1014ھ)، میر محمد کتب خانہ، کراچی، (س ن)، ج 2، ص 474

Marfat.com

الآثار کا انتخاب کیا ہے۔“

موفق بن احمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”امام اعظم رحمہ اللہ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے جن کی صحت کی آپ کو پوری تحقیق تھی۔“ [1]

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اگر ایک حدیث کا متن سو مختلف طریقوں اور سندوں سے ذکر کیا جائے تو محدثین کرام کی اصطلاح میں یہ سو حدیثیں ہوں گی، یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں محدّث کو ایک لاکھ حدیثیں یاد تھیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حدیث کی سند میں راویوں کا اضافہ ہوا اور ایک ایک حدیث کو بکثرت راویوں نے روایت کرنا شروع کر دیا، ورنہ محدثین کرام کا اتفاق ہے کہ تمام مسند احادیث صحیح جو بلا تکرار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں، ان کی تعداد چار ہزار چار سو ہے۔ [2]

نیز امام حسن بن زیاد کہتے ہیں:

”کان ابو حنیفة یروی اربع آلاف حدیث الفین لحماد والفین لسائر المشیخة۔“ [3]

”امام صاحب رحمہ اللہ سے مروی احادیث کی (کل) تعداد چار ہزار ہے جبکہ ان میں سے دو ہزار احادیث آپ نے امام حماد رحمہ اللہ سے اور بقیہ دو ہزار احادیث دوسرے شیوخ سے حاصل کیں۔“

حافظ صالحی ایک جگہ لکھتے ہیں:

”کان ابو حنیفة من کبار حفاظ الحدیث وأعیانهم ولو لا

---

[1] مناقب الامام، موفق مکی، ج1، ص95

[2] تنقیح الانظار، محمد بن ابراهیم، الیمانی، (م 840ھ)، مکتبه النهضة الاسلامیة، مصر، 1405ھ، ص96

[3] مناقب الامام، موفق مکی، ج1، ص96

Marfat.com

كثرة اعتنائه بالحديث ماتهيئا له استنباط مسائل الفقهية۔"❶

''امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بڑے حافظ حدیث اور ان کے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں، اگر وہ حدیث کا بکثرت اہتمام نہ کرتے تو مسائل فقہ میں استنباط کا ملکہ انہیں کہاں سے حاصل ہوتا۔ چنانچہ ان تمام دلائل کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ محدّث بھی تھے۔''

امام صاحب رحمہ اللہ کے اصولِ اخذ وقبولِ حدیث

کسی روایت سے مسائل کے استنباط اور استخراج سے پہلے اسکے اخذ وقبول کا مرحلہ آتا ہے، چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ نے بھی روایت کے اخذ وقبول کے لیے چند بنیادی اُصول وضع کیے تھے جو درجہ ذیل ہیں:

1۔ راوی کا ضبط

چنانچہ امام ابو جعفر الطحاوی آپ رحمہ اللہ کا یہ اصول یوں نقل فرماتے ہیں:

" قال ابو حنيفة لا ينبغي للرجل ان يحدّث من الحديث الا ما حفظه يوم سمعه الى يوم يحدث به۔" ❷

''امام صاحبؒ کہتے ہیں کہ عام راوی کے لیے تحدیث مناسب نہیں، ہاں وہ راوی تحدیث کرے جو سماع کے دن سے روایت کے دن تک حدیث کا حافظ ہو۔''

یحییٰ بن معین کا قول ہے:

"كان ابو حنيفه ثقة لا يحدث بالحديث الا مايحفظ ولا يحدث بمالا يحفظ۔" ❸

---

❶ عقود الجمان ، یوسف صالحی ،ص 319

❷ شرح مسند الامام رحمہ اللہ ،علی بن سلطان ،ملّا علی قاری، (م 1014ھ)، دار الکتب العلمیۃ ،بیروت، 1405ھ ، ص 7

❸ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ج 13،ص 419

Marfat.com

''یعنی ابوحنیفہ رحمہ اللہ با اعتماد راوی ہیں جو کہ صرف وہی حدیث بیان کرتے ہیں جن کے وہ حافظ ہیں اور جن کے وہ حافظ نہیں وہ بیان ہی نہیں کرتے۔''

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"فمنَ المتشددين من قال لا حجة الا فيما رواه من حفظه وتذكره روى عن مالك وابى حنيفة۔" ❶

''ضبط کے سلسلے میں انتہائی احتیاط برتنے والوں کا موقف یہ ہے کہ جو راوی اپنی روایت کا پوری طرح حافظ نہ ہو، اسے روایتِ حدیث جائز نہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا یہی مسلک بتایا گیا ہے۔''

روایت حدیث کے سلسلے میں امام صاحب رحمہ اللہ کی اس احتیاط کو محدثین حضرات نے تشدد فی الروایة سے تعبیر کیا ہے، حالانکہ قبولیتِ حدیث کے لیے حفظ و ضبط راوی کی شرط و وصف ہے، اور اسی بنا پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ دیگر محدّثین اور علماے اصول سے ممتاز ہیں۔

2۔راوی کا تقویٰ

علمائے حدیث کے نزدیک جب کوئی راوی اسلام، عدالت، ضبط، عقل اور اتصال سند کی صفات کا متحمل ہو، تب اس کی روایت قابل احتجاج ہوگی۔ ❷

مگر امام صاحب رحمہ اللہ نے ان اوصاف کے علاوہ راوی کا متقی ہونا بھی قبولیتِ روایت کے لیے بطورِ شرط فرمایا ہے۔

چنانچہ امام شعرانی رحمہ اللہ اسی سلسلے میں لکھتے ہیں:

"قد كان الامام ابو حنيفة يشترط فى الحديث المنقول عن

---

❶ تدریب الراوی، سیوطی، ج2، ص55

❷ اصول الشاشی مع احسن الحواشی، نظام الدین الشاشی، مکتبہ المصباح، اردو بازار لاہور، س ن، ص74

Marfat.com

رسول الله ﷺ قبل العمل به ان يرويه عن ذلك الصحابى جمع اتقياء عن مثلهم وهكذا ۔"❶

"جو حدیث آں حضرت ﷺ سے منقول ہو، اس پر عمل کے لیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ اسے متقی لوگوں کی ایک جماعت نقل در نقل کرتی چلی آئی ہو۔"

3۔روایت باللفظ

روایت باللفظ اور روایت بالمعنی کے سلسلے میں علماءِ حدیث کے مختلف اقوال ہیں، علماء کے ایک طبقے کے نزدیک راوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ روایت باللفظ کرے جبکہ دوسرے طبقے کا یہ نظریہ ہے کہ راوی اگر الفاظ و معانی دونوں کا فہم رکھتا ہو تو روایت بالمعنی کر سکتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن صلاح اس بارے لکھتے ہیں:

"جب کوئی راوی حدیث بالمعنی روایت کرنا چاہے تو اگر وہ الفاظ اور مقاصدِ روایت سے آگاہ نہ ہو تو سب کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کے لیے روایت بالمعنی جائز نہیں، اسے روایت باللفظ ہی کرنی چاہیے، ہاں اگر راوی الفاظ اور مقصد روایت سے آگاہ ہو تو اس میں متقدمین، محدثین فقہاء اور اہل اصول کا اختلاف ہے۔"❷

مشہور محدّث ملا علی قاری رحمہ اللہ نے امامِ اعظم رحمہ اللہ کے بارے میں امام ابو جعفر الطحاوی رحمہ اللہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس سے ثابت کیا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ روایت بالمعنی کے جواز کے قائل نہ تھے۔ روایت یوں ہے:

" حدثنا سليمان عن شعيب حدثنا ابى قال املى علينا ابو يوسف قال قال ابو حنيفة لا ينبغى للرجل ان يحدّث من

---

❶ الميزان الشريعة الكبرىٰ، عبدالوهاب، الشعرانى، مكتبة النهضة الاسلامية، مصر، 1328ھ، ص26

❷ مقدمه ابن الصلاح فى علوم الحديث لابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن، (م 646ھ)، المكتبة الفاروقية، ملتان، پاكستان، س ن، ص105

Marfat.com

الحدیث الا ما حفظه یوم سمعه الی یوم یحدث به۔"[1]

"امام ابو یوسف کہتے ہیں: امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک عام راوی کے لیے تحدیث مناسب نہیں، ہاں وہ راوی تحدیث کرے جو سماع کے دن سے روایت کے دن تک حدیث کا حافظ ہو۔"

دراصل ملا علی قاری اس روایت کی بناء پر امام صاحب رحمہ اللہ کا قبولِ حدیث میں مسلک بتانا چاہتے ہیں، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"حاصله انه لم یجوز الروایة بالمعنی ولو کان مرادفا للمعنی خلافا للجمهور من المحدثین۔"[2]

"امام صاحب روایت بالمعنی کو جائز نہیں کہتے اگرچہ وہ مرادف الفاظ ہی میں کیوں نہ ہو جبکہ جمہور محدثین اسکے خلاف ہیں۔"

4۔ حدیث مسند اور مرسل

حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سمیت تمام محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحیح حدیث وہ ہے کہ جس کی سند متصل ہو۔ چنانچہ ابن الصلاح لکھتے ہیں:

"اما الحدیث الصحیح فهو الحدیث المسند الذی یتصل اسناده بنقل العدل الضابط عن العدل الضابط الی منتهاه ولا یکون شاذا ولا معللا۔"[3]

"صحیح حدیث وہ ہے جس کی سند آخر تک متصل ہو، راوی اور مروی عنہ (دونوں) آخر تک عادل وضابط ہوں، شاذ اور معلل بھی نہ ہو۔"

5۔ قراۃ الشیخ اور قراۃ علی الشیخ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قراۃ کی صورت سماع کے مقابلے میں قابلِ ترجیح ہے۔

---

[1] شرح مسند الامام رحمہ اللہ، علی بن سلطان، ملّا علی قاری، ص 7 [2] ایضًا

[3] مقدمه ابن الصلاح فی علوم الحدیث لابن الصلاح، (م646ھ)، 8-7

Marfat.com

خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

''مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر میں شیخ کے روبرو پڑھوں، تو مجھے یہ زیادہ پسندیدہ ہے بہ نسبتِ اس کے کہ شیخ پڑھے اور میں سنوں۔'' [1]

حسن بن زیاد بھی اسی سلسلے میں کہتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے تھے: تمہارا شیخ کے سامنے پڑھنا سماع کے مقابلے میں زیادہ ثابت اور مؤکد ہے کیونکہ جب شیخ تمہارے سامنے پڑھے تو صرف کتاب ہی سے پڑھے گا اور جب تم پڑھو گے تو وہ کہے گا کہ میری طرف سے تم وہ روایت کرو، جو تم نے پڑھا ہے، اس لیے یہ مزید تاکید ہوگی۔'' [2]

خبر واحد اور امام صاحب

عند الامام ابی حنیفة رحمہ اللہ خبر واحد کی قبولیت کی کیا شرائط ہیں؟ چنانچہ اس بارے مصطفیٰ سباعی لکھتے ہیں:

1۔ پہلی شرط یہ ہے کہ حدیث ان اصول وضوابط کے خلاف نہ ہو جو شرعی ماخذ کی چھان بین کے بعد آپ (ابوحنیفہؒ) نے مقرر کیے تھے، جب خبرِ واحد ان سے معارض ہوگی تو اسے چھوڑ کر دونوں دلیلوں میں سے اقویٰ پر عمل کیا جائے گا۔

2 دوسری شرط یہ ہے کہ حدیث ظواہر کتاب اور اس کے عمومات سے متصادم نہ ہو، جب حدیث ان کے متعارض یا خلاف ہوگی تو ظاہر کتاب پر عمل کیا جائے گا اور حدیث متروک العمل ٹھہرے گی۔ البتہ جب حدیث کسی مجمل قرآنی حکم کی وضاحت کرے یا جدید حکم کی تصریح کرے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

3۔ تیسری شرط یہ ہے کہ حدیث کسی قولی یا فعلی حدیثِ مشہور کے مخالف نہ ہو۔

---

[1] الکفایة، خطیب بغدادی، ص 276

[2] اختصار علوم الحدیث، اسماعیل بن عمر ابن کثیر، (م 774ھ)، دار التراث القاهرة، 1399ھ، ص 110

Marfat.com

4۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ کسی اہم مرتبہ حدیث کے خلاف نہ ہو۔ اگر دونوں باہم متعارض ہوں گی تو ان میں سے ایک کو ترجیح دی جائے گی۔ مثلا دونوں راوی صحابی ہوں مگر ایک فقیہ تر ہو اور دوسرا غیر فقیہ ہو، یا ایک نوجوان اور دوسرا بوڑھا ہو۔ کیونکہ اس میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اس لیے حدیثِ مرجوح کے مقابلہ میں راجح پر عمل کیا جائے گا۔

5۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ راوی کا عمل اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف نہ ہو، مثلا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت کہ جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات/7 مرتبہ دھویا جائے، یہ ان کے اپنے فتوے کے خلاف ہے۔

6۔ حدیث کے متن یا سند میں کوئی ایسا اضافہ نہ ہو، جو کسی دوسری روایت میں موجود نہ ہو۔

7۔ حدیث کا تعلق کسی ایسے معاملہ سے نہ ہو جو لوگوں میں کثیر الوقوع ہو، اس لیے اس صورت میں حدیث کا مشہور یا متواتر ہونا ضروری ہے۔

8۔ جب کسی مسئلہ میں دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہو تو دونوں میں سے ایک نے اس حدیث سے احتجاج ترک نہ کر دیا ہو، جسے ان میں سے ایک نے روایت کیا ہو۔ اس لیے کہ اگر وہ حدیث ثابت ہوتی تو ان میں سے ایک اس سے ضرور احتجاج کرتا۔

9۔ علمائے سلف میں سے کسی نے اس حدیث پر تنقید نہ کی ہو۔

10۔ جب حدود و عقوبات کے بارے میں روایات مختلف ہوں، تو اس روایت پر عمل کیا جائے، جس میں خفیف سزا کا حکم دیا گیا ہو۔

11۔ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہ اللہ بلا تخصیص دیار و بلاد اس حدیث پر عامل رہے ہوں۔

12۔ راوی اپنی تحریر کے بجائے اپنے حافظہ پر اعتماد کرتا ہو۔ (1)

حضرت امام صاحب رحمہ اللہ اور محدثین وفقہاء

آپ کے بارے میں مختلف محدثین وفقہاء کی کیا رائے تھی، اس بارے چند اقوال درج ذیل ہیں:

---

(1) السنۃ و مکانتہا فی التشریع الاسلامی، مصطفیٰ السباعی، الکتب الاسلامی، بیروت، 1405ھ، ص 429

Marfat.com

1۔ ایک دفعہ امام صاحب رحمہ اللہ حج پر گئے، مدینہ منورہ حاضر ہوئے، تو محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ تم وہی ابو حنیفہ ہو جس نے ہمارے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو قیاس سے بدل دیا؟ عرض کی ایسا تو نہیں ہے۔

امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ثابت کرو۔ عرض کی عورت کمزور ہے یا مرد؟ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورت کمزور ہے، امام صاحب رحمہ اللہ نے عرض کی کہ شریعت نے وراثت میں مرد کو دو اور عورت کو ایک حصہ دیا ہے، اگر میں قیاس کرتا تو کمزور کو دو حصے دلواتا۔ پھر عرض کی کہ اے حضرت نماز افضل ہے یا روزہ؟ جواب ملا نماز۔ تو عرض کی کہ اگر میں قیاس سے فیصلہ کرتا، تو حیض والی عورت کو کہتا کہ وہ قضاء شدہ نمازیں لوٹائے اور روزے معاف کرا دیتا۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے تیسرا سوال کیا کہ پیشاب زیادہ نجس اور پلید ہے یا منی؟ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پیشاب۔ عرض کی اگر میں قیاس سے کام لیتا تو پیشاب کرنے والے کو کہتا کہ غسل کرو اور محتلم یا جنبی کو صرف وضو کا کہتا۔ یہ سن کر امام باقر رضی اللہ عنہ اُٹھے اور امام صاحب رحمہ اللہ کو گلے سے لگایا، پیشانی پر بوسہ دیا اور نہایت لطف و کرم سے پیش آئے۔ [1]

2۔ امام مالک رحمہ اللہ سے کسی نے کہا کہ کیا آپ نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا ہے تو مالک رحمہ اللہ نے کہا: ہاں اور کہا:

"رایت رجلا لو کلمك فی هذه الساریة ان یجعلها ذهبا لقام بحجته۔" [2]

"میں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا اگر تجھ سے اس ستون کے بارے میں یہ کہے کہ وہ اس کو سونا بنا دے گا تو وہ اس کو دلیل سے کر گزرے گا۔"

3۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

---

[1] مناقب الامام، محمد بن محمد بن شهاب، الکردری، (م827ھ)، ج1، ص208

[2] تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ج13، ص337

Marfat.com

"ما قامت النساء عن رجل اعقل من ابی حنیفة۔"❶
"کسی ماں نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بڑھ کر دانش مند نہیں جنا۔"

نیز کہا:

"من اراد ان یعرف الفقه فلیلزم ابا حنیفة واصحابه فان الناس کلهم عیال علیه فی الفقه۔"❷

"جو شخص دین میں تفقہ حاصل کرنا چاہے، اسے چاہئے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں سے فقہ سیکھے، کیونکہ تمام لوگ فقہ میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عیال ہے۔"

4۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"انه من اهل الورع والزهد والایثار والاخرة بمحل لا یدرکه احد فرحمة الله علیه ورضوانه۔"❸

"ابو حنیفہ رحمہ اللہ ورع، زہد، ایثار اور آخرت والوں میں سے ایسے رتبے پر تھے کہ جسے کسی نے نہیں پایا پس ان پر اللہ کی رحمت و رضا ہو۔"

5۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"من اراد الفقه فالکوفة و لیلزم اصحاب ابی حنیفة۔"❹

"جو علم فقہ سیکھنا چاہے تو وہ کوفہ جائے اور ابو حنیفہ کے شاگردوں کو لازمی پکڑ لے (یعنی ان کی شاگردی اختیار کر لے)۔"

6۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ان کان ینبغی له ان یقول برایه فابو حنیفة ینبغی له ان یقول

---

❶ مناقب الامام، موفق مکی، ج1، ص176
❷ ایضا، ج2، ص31
❸ الخیرات الحسان، ابن حجر مکی، ص75، 74
❹ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ج13، ص345

Marfat.com

برایه۔"❶

"اگر کسی کو اپنی رائے سے کچھ کہنا مناسب ہوتا، تو وہ ابوحنیفہ ہی ہوتا۔"

7۔ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا ایک قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "محمد بن بشر کہتے ہیں کہ میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس گیا، انہوں نے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس سے، انہوں نے کہا کہ تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو، جو روئے زمین پر سب سے بڑا فقیہ ہے۔❷

8۔ مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"کان ابو حنیفة اعلم اهل زمانه۔"❸

"ابوحنیفہ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم تھے۔"

9۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"غبطت الرجل بکثرة علمه و وفور عقله۔"❹

"مجھے اس مرد کی کثرت علم وعقل پر رشک آتا۔"

10۔ یحیٰی بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"القراة عندی قراة حمزة و الفقه فقه ابی حنیفة علی هذا ادرکت الناس۔"❺

"میرے نزدیک حمزہ کی قرات اور ابوحنیفہ کی فقہ معتبر ہے جس پر میں نے لوگوں کو پایا۔"

11۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ج13، ص345

❷ تبییض الصحیفة، جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ، ص103

❸ ایضا، ص103

❹ الخیرات الحسان، ابن حجر مکی، ص77

❺ عقود الجمان، یوسف صالحی، (م942ھ)، ص202

Marfat.com

"رحمة الله ابا حنيفة كان اماما۔"❶

''ابوحنیفہ پر اللہ کی رحمت ہو وہ امام تھے۔''

12۔ امام ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"انه لفقيه انه لفقيه انه لفقيه۔"❷

''بیشک وہ فقیہ ہیں، بیشک وہ فقیہ ہیں، بیشک وہ فقیہ ہیں۔''

13۔ امام وکیع بن الجراح کہتے ہیں:

"ما رایت احدا افقه منه احسن صلاة منه۔"❸

''میں نے ان سے زیادہ فقیہ اوران سے زیادہ اچھی نماز والا کسی کو نہیں پایا۔

14۔ امام اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"يا معشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصيادلة وانت ايها الرجل (اى ابو حنيفة رحمہ اللہ) اخذت بكل طرفين۔"❹

''اے معشر فقہا تم اطبا ہو اور ہم پنساری اور اے ابوحنیفہ تم نے ہر دوسرے تھامے ہیں۔''

امام صاحب رحمہ اللہ کی تصنیفات وتالیفات

مؤرخین نے آپ رحمہ اللہ کی بیش بہا قیمتی تصانیف وتالیفات کا خزانہ جمع کرایا ہے جو درج ذیل ہیں:

الفقه الاكبر❺، العالم و المتعلم❻، كتاب الوصايا❼، كتاب

---

❶ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ج13، ص338 ❷ الخیرات الحسان، ابن حجرمکی، ص80

❸ مناقب الامام، موفق مکی، ج2، ص69 ❹ الخیرات الحسان، ابن حجر مکی، ص80

❺ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، حاجی خلیفہ، کاتب چلپی، (م 1067ھ)، نور محمد اصح المطابع، کراچی، س ن، ج2، ص1287

❻ ایضا، ج2، ص1437

❼ ایضا، ج2، ص1470

Marfat.com

المقصود ❶ ، كتاب الاوسط ❷ ، كتاب رسالة الى البتى ❸ ، كتـاب الـرد عـلـى القدرية ❹ ، كتـاب الآثـار ❺ ، جـامـع المسانيد❻ ، كتاب الرأى❼ ، كتاب السير❽ . "

امام صاحب رحمہ اللہ کے مشائخ

امام صاحب رحمہ اللہ کے اساتذہ کی تعداد لا تـعـد و لاتحصیٰ ہے جن میں سے چند مشہور یہ ہیں: حماد بن ابی سلیمان، عطاء بن ابی رباح، عطیۃ العوفی، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج، عکرمۃ، نافع، عدی بن ثابت، عمرو بن دینار، سلمۃ بن کہیل، قتادۃ بن دعامۃ، ابی الزبیر، منصور، ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین رحمۃ اللہ علیہم۔ ❾

امام صاحبؒ کے تلامذہ

آپ کے تلامذہ میں سے مشہور فقہاء و محدثین درجہ ذیل ہیں: زفر بن ہذیل، ابو یوسف القاضی، حماد بن ابی حنیفہ، نوح بن ابی مریم، حکم بن عبداللہ البلخی، حسن بن زیاد اللؤلؤی، محمد بن الحسن، اسد بن عمرو القاضی رحمۃ اللہ علیہم۔

نیز آپ سے روایت کرنے والوں میں درجہ ذیل شامل ہیں: مغیرۃ بن مقسم، زکریا بن ابی زائدۃ، مسعر بن کدام، سفیان الثوری، مالک بن مغول، یونس بن ابی اسحاق رحمۃ اللہ علیہم۔ ❿

---

❶ ابو حنیفہ، مقالہ در اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ص786

❷ حدائق الحنفیۃ، جہلمی، فقیر محمد، ص98

❸ سلطان احمد، امامِ اعظم بحیثیت محدث اعظم(ایم فل مقالہ) شعبۂ اسلامیات، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، غیر مطبوعہ، 2006م، ص123

❹ الفہرست، ابن ندیم (م 377ھ)، ص256

❺ مناقب الامام، موفق مکی، ج2، ص69

❻ جامع المسانید، محمد بن محمود، خوارزمی، (م665ھ)، دار کتب العلمیۃ، بیروت، س ن، ص4

❼ خطباتِ بہاولپور، حمیداللہ، ڈاکٹر، ص97 ❽ ایضا، 123-121

❾ مناقب الامام ابی حنیفۃ و صاحبیہ ابی یوسف و محمد بن الحسن للذہبی، (م748ھ)، ص19

❿ ایضا، ص20، 19

Marfat.com

امام صاحب رحمہ اللہ کا حلیہ واخلاق

اس بارے قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مردوں میں میانہ قد تھے، نہ پست قامت نہ دراز قد، گفتگو کرتے تو دل میں اتر جاتی، زبان میں شیرینی اور بیان میں حلاوت ہوتی۔''❶

خطیب بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''امام اعظم رحمہ اللہ کا چہرہ خوبصورت، کپڑے اچھے، خوشبو اچھی اور مجلس اچھی ہوتی۔ آپ بہت کرم کرنے والے اور رفیقوں کے غم خوار تھے۔''❷

امام صاحب رحمہ اللہ کی ذہانت وفطانت

ایک مرتبہ امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص کی بیوی سیڑھی پر کھڑی ہے، اس کے شوہر نے جھگڑے کے دوران اس سے کہا، اگر تو سیڑھی پر چڑھی یا نیچے اتری تو تجھے طلاق ہے، آپ فرمایئے اس مسئلہ کا کیا حل ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا اس عورت کو سیڑھی سمیت اٹھا کر زمین پر رکھ دو، اب عورت جہاں چلے پھرے، اسے طلاق نہیں ہوگی۔❸

امام صاحب رحمہ اللہ کی تاریخ وصال

آپ کا وصال ماہِ رجب یا شعبان 150ھ کو❹، اور حالت سجدہ میں ہوا۔❺

---

❶ عقود الجمان، یوسف صالحی (م942ھ)، ص42

❷ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ج13، ص330

❸ مناقب الامام، موفق مکی، ج1، ص166

❹ طبقات الکبیر لابن سعد، ج4، ص232

❺ الخیرات الحسان، ابن حجر مکی، ص145

Marfat.com

فصل سوم

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اُصول استنباط

حضرت امام صاحب رحمہ اللہ اپنے اصولِ اجتہاد ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"إنی آخذ بكتاب الله إذا وجدته فما لم أجده فيه أخذت بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم والآثار الصحاح عنه التى فشت فى أيدى الثقات فإذا لم أجد فى كتاب الله ولا سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذت بقول أصحابه من شئت وأدع قول من شئت ثم لا أخرج عن قولهم إلى قول غيرهم فإذا انتهى الأمر إلى إبراهيم النخعى والشعبى وابن المسيب وعدد منهم رجالا فإنى أجتهد كما اجتهدوا۔"[1]

"میں کتاب اللہ کو لیتا ہوں اگر اس میں حکم نہیں پاتا تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لیتا ہوں، اور اگر کتاب وسنت میں حکم نہیں پاتا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے قول کو لیتا ہوں، ان میں سے جس کے قول کو چاہتا ہوں لے لیتا ہوں اور جس کا قول چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں لیکن سب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہ کے قول کو چھوڑ کر کسی اور کے قول کو نہیں لیتا، اور جب معاملہ ابراہیم نخعی، شعبی اور ابن میسّب رحمہم اللہ تک (ان کے علاوہ اور نام بھی گنے) پہنچتا ہے تو جیسے انہوں نے اجتہاد کیا میں بھی

---

[1] الفکر السامی فی تاریخ الفقہ الاسلامی، محمد بن حسن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1416ھ، 1995م، ج2، ص132 (ب) تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ج 13، ص368 (ت) اصول بزدوی، علی بن محمدبزدوی، فخر الاسلام، (م482ھ)، میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی، س ن، ص3-5

Marfat.com

اجتہاد کرتا ہوں۔"

احناف کثّر اللہ سوادہم استنباطِ مسائل میں حتی الوسع قرآن وسنت کو سامنے رکھتے ہیں، اور کسی بھی مسئلہ کے صراحتاً قرآن وسنت میں ہوتے ہوئے قیاس واجتہاد نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حدیثِ مرفوع کے ساتھ ساتھ حدیثِ موقوف اور مرسل کو بھی حجت مانتے ہیں، اور خبر واحد کے ساتھ ساتھ ضعیف حدیث کو بھی اجتہاد وقیاس پر مقدم رکھتے ہیں اور اس کے ہوتے ہوئے قیاس نہیں کرتے۔"❶

اسی سلسلہ میں ابن جوزی رحمہ اللہ امام صاحب رحمہ اللہ کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واصحاب ابی حنیفة رحمه الله مجمعون علی ان مذهب ابی حنیفة ان ضعیف الحدیث عنده اولیٰ من القیاس والرای وعلی ذلك بنیٰ مذهبه۔"❷

"ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں کا اس پر اجماع ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس ورائے سے بہتر ہے، اور اسی پر انہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔"

اسی طرح محمد بن علی الحصکفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وقف علی اصحاب الحدیث لا یدخل فیه الشافعی اذا لم یکن فی طلب الحدیث ویدخل الحنفی کان فی طلبه او لا بزازیة ای لکونه یعمل بالمرسل ویقدم خبر الواحد علی القیاس۔"❸

---

❶ حدیث اور اهلِ حدیث، انوار خورشید، جمعیة اهل سنة، لاهور، 2009، ص 87

❷ اعلام الموقعین عن رب العالمین، محمد بن ابی بکر، ابن القیم، س ن، ج 1، ص 77

❸ الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، محمد بن علی، علاؤ الدین، الحصکفی، دارالکتب العلمیة، بیروت، س ن، ج 4، ص 456

Marfat.com

”اگر کسی شخص نے اصحاب الحدیث پر کوئی چیز وقف کی تو شافعی المسلک اس میں داخل نہیں ہوگا تاوقتیکہ وہ طالبِ حدیث نہ ہو، اور جبکہ حنفی اصحاب الحدیث کے زمرے میں داخل ہوگا خواہ وہ طلبِ حدیث میں مشغول ہو یا نہ ہو، وجہ یہ ہے کہ حنفی مرسل حدیث پر بھی عمل کرتا ہے اور خبرِ واحد کو قیاس پر مقدم سمجھتا ہے۔“

امام صاحب رحمہ اللہ کے اپنے مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں درج ذیل اصول سامنے آتے ہیں:

1۔ قرآن کریم

2۔ سنت

اس سلسلہ میں امام صاحب رحمہ اللہ خبر واحد پر عمل کرتے ہیں لیکن چند شرائط کے ساتھ:

1...... ((ألا يخالف راويه، فإن خالفه فالعمل بما رأى لا بما روى، لأنه لا يخالف مرويه إلا وقد اطلع على قادح استند فيه إلا دليل.))

”راوی اپنی روایت کی مخالفت نہ کرتا ہو، اگر اس کے مخالف ہوا تب عمل رؤیت پر ہوگا نہ کہ روایت پر کیونکہ وہ اپنی روایت کی مخالفت نہ کرے گا مگر اس صورت میں کہ جب اسے روایت میں کوئی عیب معلوم ہو۔“

2...... ((ألا يكون مما تعم به البلوى، فإن عموم البلوى يوجب اشتهاره، أو تواتره.))

”روایت ایسی نہ ہو کہ جس سے اس کا عموم بلوی میں سے ہونا (ظاہر) ہو، کیونکہ عموم بلوی کے لیے شہرت اور تواتر لازمی ہے۔“

3......((ألا يخالف القياس، وأن يكون راويه فقيها، فإذا توفرت هذه الشروط فى خبر الواحد، ولو ضعيف الإسناد، فإنه يأخذ به، ويقدمه حتى على القياس، ولا يلتفت إلى سنده.))

Marfat.com

''قیاس کی مخالفت نہ کرتا ہو، اور اس کا راوی فقیہ ہو، پس جب خبر واحد میں یہ شرائط پوری ہوں، اگرچہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو، اس سے اخذ کیا جائے گا، حتی کہ قیاس پر بھی وہ مقدم ہوگا، اور اس کی سند کی طرف التفات نہ کیا جائے گا۔''

4...... ((ولا لكونه على وفق عمل أهل المدينة، أو خلافهم، بل مشهورا عند فقهاء العراق، فإذا لم يكن كذلك اعتبره شاذا، وذهب إلى القياس، وترك الحديث ولو كان صحيحا.)) [1]

''اور خبر واحد اہل مدینہ کے عمل کے نہ موافق ہو اور نہ ہی مخالف بلکہ فقہاے عراق کے نزدیک مشہور ہو، پس اگر ایسا نہ ہو تب ایسی روایت کو شاذ لیا جائے گا، اور قیاس کی طرف ذہاب ہوگا، اور حدیث کو ترک کیا جائے گا اگرچہ صحیح کیوں نہ ہو۔''

3۔ اجماع

4۔ اقوال الصحابة

امام شاطبی لکھتے ہیں:

"ويطلق أيضا لفظ السنة على ماعمل عليه الصحابة وُجِدَ ذلك في الكتاب أو السنة أو لم يوجد لكونه اتباعاً لسنةٍ ثبتت عندهم لم تنقل إلينا أو اجتهادا مجتمعاً عليه منهم أو من خلفائهم، فإن إجماعهم إجماع وعمل خلفائهم راجع أيضًا إلى حقيقة الإجماع من جهة حمل الناس عليه حسبما

[1] (ا) الفكر السامی فی تاريخ الفقه الاسلامی، محمد بن حسن، ج2، ص135
(ب) عقود الجمان فی علم المعانی والبیان، جلال الدین سیوطی (م 911ھ)، دارالامام مسلم، طبع اول، ص242

Marfat.com

اقتضاه النظر۔"❶

"نیز لفظ "سنت" کا اطلاق اُس چیز پر بھی ہوتا ہے جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل پایا گیا ہو، چاہے وہ چیز کتاب میں اور سنت میں ملے اور چاہے نہ ملے۔ یہ چیز اُس کی اِس حیثیت کے باعث کہ وہ ایک ایسی سنت کی اتباع ہو جو اُن (صحابہ رضی اللہ عنہم) کے یہاں پایۂ ثبوت کو پہنچی ہو مگر ہم تک نقل ہونے میں نہ آئی ہو، یا ایک ایسا اجتہاد ہو جس پر اُن کا یا اُن کے خلفاء کا اتفاق پایا گیا ہو، کیونکہ اُن کا اجماع ہی (دراصل) اجماع ہے۔ جبکہ اُن کے خلفاء کا جو عمل ہے وہ بھی اجماع کی حقیقت ہی کی طرف لوٹتا ہے۔ اور وہ اس جہت سے کہ لوگوں کو حسب اقتضائے نظر (خلفاء کی طے کردہ) اُس چیز پر باقاعدہ چلایا جاتا تھا۔"

5۔ قیاسِ شرعی چنانچہ حجوی لکھتے ہیں:

"الحنفي أحوج إلى النظر من النقل والآثر، لإذا من قواعد مذهبه الأخذ بالقياس"❷

"ایک حنفی نقل و اثر میں غور وفکر کا بہت محتاج ہوتا ہے، اسی بنا پر ان کے مذہبی قواعد میں سے اخذ بالقیاس ہے۔"

نیز علامہ بزدوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والاصل الرابع القياس بالمعنى المستنبط من هذه الاصول ...... واما النوع الرابع فعلى وجهين فى حق الحكم وهما القياس والاستحسان۔"☆

---

❶ (ا) الموافقات، ابرهيم بن موسى بن محمدشاطبى، الغرناطى، (م 790هـ)، دار ابن عفان، طبع اول، ج4، ص4 ......(ب) اصول بزدوى، على بن محمد، فخر الاسلام، (م 482هـ)، مير محمد كتب خانه، آرام باغ، كراچى، س ن، ص3

❷ الفكر السامى فى تاريخ الفقه الاسلامى، محمد بن حسن، ج2، ص136

☆......اصول بزدوى، على بن محمد، فخر الاسلام، (م 482 هـ)، مير محمد كتب خانه، آرام باغ، كراچى، س ن، ص275، 5

Marfat.com

''اور چوتھا اصل قیاس ہے جو ان اصول (یعنی قرآن، سنت اور اجماع) سے مستنبط ہوتا ہے......اور چوتھی قسم کے دو اقسام ہیں ایک قیاس اور دوسرا استحسان۔''

6۔ استحسان اس سلسلے میں حجوی کہتے ہیں:

" فقد ثبت عن أبی حنیفة أنه قال، استحسن وأدع القیاس، وكذا ثبت عن صاحبه محمد بن الحسن، وذلك إذا وجد أثرا یخالف القیاس یترك القیاس، ویعمل بالاثر۔"[1]

''امام ابوحنیفہ نے کہا: میں استحسان کو لیتا ہوں اور قیاس کو چھوڑتا ہوں، اور اسی طرح ان کے شاگرد محمد بن حسن سے بھی ثابت ہے، اور ایسا تب ہوتا ہے جب ایسا کوئی اثر (حدیث) پایا جائے جو قیاس کے مخالف ہو تب قیاس ترک کیا جاتا ہے، اور اثر پر عمل کیا جاتا ہے۔''

7۔ حیلہ شرعی اس سلسلہ میں حجوی لکھتے ہیں:

" ومن أصول أبی حنیفة (باب الحیل) ویسمونه المخارج من المضایق، وهو التحیل علی إسقاط حكم شرعی، أو قلبه إلی أمر آخر...... فالحیل ثلاثة أقسام:

(1) ...... ملغاة بالاتفاق، كحیلة المنافق فی إظهار الإسلام، وإخفاء الكفر،

(2) وغیر ملغاة اتفاقا: كمن نطق بكلمة الكفر وقلبه مطمئن بالإیمان لحقن دمه،

(3) والثالث ما لم یتبین فیه بدلیل قطعی۔"[2]

''اور ابوحنیفہ کے اصولوں میں حیلہ شرعی بھی ہے اور اسے تنگیوں میں سے نکلنے کا

---

[1] الفکر السامی فی تاریخ الفقه الاسلامی، محمد بن حسن، ج2، ص138

[2] ایضا، ج2، ص142

Marfat.com

راستہ کہا جاتا ہے، اور یہ شرعی حکم کے ساقط کرنے کی تدبیر کو کہتے ہیں، یا اس کو کسی دوسرے امر کی طرف پھیرنے کو کہا جاتا ہے، پس حیلوں کی تین اقسام ہیں:

1۔ ملغاۃ بالاتفاق: جیسے منافق کا اسلام کو ظاہر کرنا کفر کو چھپانے کی غرض سے،

2۔ غیر ملغاۃ بالاتفاق: جیسے کسی شخص کا کلمۂ کفر بولنا اپنے خون کو بچانے کی غرض سے حالیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو،

3۔ اور تیسری قسم وہ کہ جو بغیر کسی قطعی دلیل کے واضح نہ ہو سکے۔"

نیز ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" والمقصود أن هذه الحيل لا يجوز أن تنسب إلى إمام، فإن ذلك قدح فى إمامته، وذلك يتضمن القَدْحَ فى الأمة حيث ائتمت بمن لا يصلح للإمامة، وفى ذلك نسبة لبعض الأئمة إلى تكفير وتفسيق، وهذا غير جائز، ولو فرض أنه حُكى عن واحد من الأئمة بعض هذه الحيل المجمع على تحريمها فإما أن تكون الحكاية باطلة، أو يكون الحاكى لم يضبط لفظه فاشتبه عليه فتواه بنفوذها بفتواه بإباحتها مع بُعد ما بينهما، ولو فُرض وقوعها منه فى وقت ما فلا بد أن يكون قد رجع عن ذلك، وإن لم يُحمل الامر على ذلك لزم القدح فى الإمام وفى جماعة المسلمين المؤتمين به، وكلاهما غير جائز۔"[1]

"اور ان حیلوں کو امام رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ ان کی امامت پر عیب لگانا ہے، جو کہ امت پر عیب لگانے کو متضمن ہے، اس حیثیت سے کہ امت نے اس کو امام بنایا جو اس کے لائق نہیں، اور اس میں (یعنی حیلہ

[1] أعلام الموقعين عن رب العالمين لابن قيم، ج5، ص99

Marfat.com

کرنے میں) بعض ائمہ کی تکفیر اور تفسیق کی طرف نسبت کی جاتی ہے جو کہ نہ جائز ہے، اور اگر بالفرض کسی نے ائمہ میں سے کسی ایک کی طرف سے بعض حیلوں کا حرمت پر مشتمل ہونا حکایت کیا ہو، پس یا تو اس کی حکایت باطل ہوگی، یا حکایت کرنے والے کو اس کے الفاظ پوری طرح یاد نہ ہوں گے جس کی وجہ سے اس پر نفاذ اور اباحت کا فتوی مشتبہ ہوگیا، اور اگر بالفرض اس سے کسی وقت میں اس کا وقوع ہوا بھی ہو، تو یقیناً اس نے رجوع ضرور کیا ہوگا، اور اگر معاملہ (یعنی شرعی حیلہ کا) اس (تعبیر) پر محمول نہ کیا گیا تو امام رحمہ اللہ اور مسلمانوں کی مقتدی جماعت پر عیب لازم آئے گا جبکہ یہ دونوں (امور) ناجائز ہیں۔''

جیسا کہ اوپر ابن جوزی رحمہ اللہ کا بیان گزرا:

''واصحاب ابی حنیفة رحمه الله مجمعون علی أن مذهب ابی حنیفة ان ضعیف الحدیث عنده اولیٰ من القیاس والرأی وعلی ذلك بنیٰ مذهبه۔''

''ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں کا اس پر اجماع ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس ورائے سے بہتر ہے، اور اسی پر انہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔''

چنانچہ صاحب ہدایہ نے اسی اصل کی روشنی میں چند تفریعات ذکر کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

1...... ((والاغماء حدث فی الاحوال کلها و هو القیاس فی النوم الا انا عرفناه بالاثر و الاغماء فوقه فلا یقاس علیه.)) [1]

''اور بے ہوش ہونا ہر حالت میں ناپاکی ہے جو کہ قیاس ہے نیند میں، مگر یہ کہ ہم نے اس کو (یعنی نیند کا محدث ہونا) حدیث کی رو سے جانا، جبکہ بے ہوش ہونا

[1] الهداية، علی بن ابی بکر المرغینانی، برهان الدین (م 593ھ)، مکتبه رحمانیه، اُردو بازار لاهور، س ن، ج 1، ص 26

Marfat.com

اس سے زیادہ (قوی دلیل) ہے چنانچہ اس پر قیاس نہ کیا جائے گا۔"

2...... ((. والقهقهة فی الصلاة ذات رکوع وسجود، والقیاس انها لا تنقض، وهو قول الشافعی، لانه لیس بخارج نجس، ولهذا لم یکن حدثا فی صلاة الجنازة وسجدة التلاوة وخارج الصلاة ولنا قوله علیه السلام: الا من ضحك منكم قهقهة فليعد الوضوء والصلاة جميعا.)) ☆

"رکوع اور سجدوں والی نماز میں قہقہہ کرنا (نماز اور وضو دونوں کو توڑ دیتا ہے)، جبکہ قیاس کی رو سے نہیں توڑتا، جو کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے، کیونکہ یہ ناپاکی کے نکلنے کا سبب نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ نماز جنازہ، سجدہ تلاوت اور غیر نمازی کے حق میں ناقض نہیں، اور ہمارے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: خبردار غور سے سنو! تم میں سے جو کوئی (نماز میں) قہقہہ کرتے ہوئے ہنسے، تو اسے چاہیے کہ نماز اور وضو دونوں کا اعادہ کرے۔"

3......((ومسائل البئر مبنية على اتباع الآثار دون القياس.))❶

"اور کنویں کے مسائل احادیث کی اتباع پر مبنی ہیں نہ کہ قیاس پر۔"

4...... ((وان حاذته امراة وهما مشتركان فی صلاة واحدة فسدت صلاته ان نوى الامام امامتها، والقياس ان لا تفسد، وهو قول الشافعی رحمة الله علیه اعتبارا بصلاتها حیث لا تفسد، وجه الاستحسان ما رویناه وانه من المشاهیر.))❷

"اور اگر ایک ہی نماز میں کسی مرد کے ساتھ عورت برابر میں کھڑی ہوگئی تب اس

☆......سنن الدار قطنی، علی بن عمر، دارقطنی، (م 385ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، س ن، ج 1، ص 181

❶ ایضا، ج 1، ص 41 ❷ ایضا، ج 1، ص 124

Marfat.com

کی نماز ٹوٹ گئی اگرچہ امام نے اس کی نیت ہی کیوں نہ کی ہو، جبکہ قیاس یہ ہے کہ نماز نہ ٹوٹے، جو کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول بھی ہے عورت کی نماز کے فاسد نہ ہونے کا اعتبار کرتے ہوئے، وجہ الاستحسان وہی ہے جو ہم نقل کر چکے ہیں اور وہ مشاہیر میں سے ہے۔"

5...... ((ویصلی القائم خلف القاعد وقال محمد لا یجوز وهو القیاس لقوة حال القائم ونحن ترکناه بالنص، وهو ما روی ان النبی علیه السلام صلیٰ آخر صلاته قاعدا والقوم خلفه قیام.)) ❶

"اور نماز میں کھڑا ہونے والا بیٹھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے جبکہ محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے جو کہ قیاس ہے قائم کے قوی ہونے کی وجہ سے حالیکہ ہم نے اس کو بسبب نص چھوڑ دیا، جو یہ ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری نماز بیٹھ کر پڑھائی حالیکہ قوم ان کے پیچھے کھڑی تھی۔"

6...... ((ومن سبقه الحدث فی الصلاة انصرف فان کان اماما استخلف وتوضا وبنی، و القیاس ان یستقبل، وهو قول الشافعی لان الحدث ینافیها والمشی والانحراف یفسد انها فاشبه الحدث العمد، ولنا قوله علیه السلام :من قاء او رعف او امذی فی صلاته فلینصرف ولیتوضئا ولیبن علی صلوٰته ما لم یتکلم. ☆)) ❷

---

❶ ایضا، ج1، ص127

☆......سنن ابن ماجه، محمد بن یزید، قزوینی، (م273ھ)، دارالاحیاء الکتب، 2010ء، حدیث 1278

❷ ایضا، ج1، ص128

Marfat.com

”جس شخص کو نماز میں حدث سبقت کر جائے تو وہ پھیر جائے پس اگر یہ شخص امام ہو تو خلیفہ بنا لے اور وضو کر کے بنا کرے، جبکہ قیاس یہ ہے کہ از سرے نو نماز پڑھے، جو کے امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی قول ہے کیونکہ حدث تو نماز کے منافی ہے اور چلنا اور قبلہ سے منحرف ہونا دونوں نماز کو فاسد کرتے ہیں پس یہ حدث مشابہ ہو گیا حدث عمد کے، اور ہماری دلیل آں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ: جس کو نماز میں قے ہوئی، نکسیر پھوٹی یا مذی نکل پڑی تو وہ پھیر جائے اور وضو کر کے اپنی نماز پر بنا کرے جب تک کلام نہ کیا ہو۔“

Marfat.com

باب دوم

تراجم الابواب کی روشنی میں امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہ الحدیث کا جائزہ

فصل اوّل:......امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہی اور محدّثانہ حیثیت کا جائزہ

نام ونسب

ابن الحجر عسقلانی رحمہ اللہ آپ کا سلسلۂ نسب یوں لکھتے ہیں:

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرۃ بن بردزبۃ اور بردزبہ مجوسی تھا۔اور اسی مجوسیت پر وہ مرا، اسکا بیٹا مغیرہ پہلا شخص ہے جو امیر بخارا ایمان جعفی کے ہاتھوں پر مشرف باسلام ہوا، اسی نسبت سے امام موصوف جعفی مشہور ہوگئے، ورنہ خاندانِ جعف سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ [1]

بعض مؤرخین نے آپ کے پَردادا کا نام احنف لکھا ہے۔ [2]

امام بخاری رحمہ اللہ کے والد اسماعیل اپنے زمانہ میں طبقۂ رابعہ کے مشہور محدّث شمار کیے گئے ہیں، ان کے شیوخ میں امام مالک رحمہ اللہ، حماد بن زید رحمہ اللہ وغیرہ ہیں، لیکن عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی خدمت میں رہنے کا زیادہ موقع ملا تھا۔امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد اسماعیل نے حماد بن زید رحمہ اللہ کو دیکھا کہ انہوں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا اور انہیں امام مالک رحمہ اللہ سے بھی سماع حاصل ہے، اور

---

[1] تهذيب التهذيب ، احمد بن علي بن محمد بن احمد بن حجر ، العسقلاني (م 852هـ)، دائرة المعارف النظامية، هندوستان، 1326هـ، ج9، ص41

[2] تهذيب الكمال في اسماء الرجال ، ، يوسف المزي، جمال الدين، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1413هـ ، ج24، ص431

Marfat.com

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے ہیں لیکن تعجب ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ ❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''امام موصوف رحمہ اللہ کے دادا ابراہیم کے حالاتِ زندگی معلوم نہ ہو سکے۔'' ❷

پیدائش اور ابتدائی حالات

ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" ولد يوم الجمعة بعد الصلاة لثلاث عشرة ليلة خلت من شوال سنة مأة اربع وتسعين "

''امام موصوف رحمہ اللہ کی پیدائش 13 شوال 194ھ، بعد از نمازِ جمعہ ہوئی۔''

بچپن میں نابینا تھے لیکن والدہ کی دعا کی برکت سے آنکھیں روشن ہو گئیں، امام صاحب رحمہ اللہ کی والدہ نے جب ان کے لیے دعا کرنا شروع کی تو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، آپ نے فرمایا کہ تمہاری کثرتِ دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لڑکے کی بینائی واپس کر دی چنانچہ اس خواب کی صبح کو واقعی وہ بینا ہو گئے۔ ❸ بھائی اور والدہ کے ساتھ حج کے لیے گئے، بھائی تو واپس بخارا آ گئے اور امام موصوف رحمہ اللہ نے حج سے فراغت کے بعد دو سال مکہ معظّمہ میں اور پھر مدینہ منورہ کا رخ کیا، اور وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس چاندنی راتوں میں ''قضايا الصحابة رضى الله عنهم و التابعين رحمہ اللہ'' اور ''تاریخ الكبير'' تصنیف کی۔ ❹ اس کے خلاف جن شروحِ

---

❶ لامع الدراری علی جامع البخاری، محمد زکریا کاندھلوی، المکتبة الامدادية، مكه (قديم)، 1395ھ، مقدمه، ص 4

❷ هدى السارى مقدمة فتح البارى، احمد بن على بن محمد بن احمد بن حجر، العسقلانى، (م852ھ)، دار المعرفة، بيروت، 1379ھ، ص 71

❸ ايضا، ص458

❹ ايضا، ص479

Marfat.com

حدیث یا کتاب میں ہے، وہ غلط ہے۔ناسخ کی غلطی ہے یا مؤلف سے فروگذاشت ہوگئی ہے۔ [1]

امام بخاری رحمہ اللہ کی علمی زندگی کا آغاز:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''امام صاحب رحمہ اللہ کے علمی سفر کا آغاز 210ھ سے ہوا، انہوں نے سماعِ حدیث کے لیے دور دراز مقامات کا سفر کیا، مصر اور جزیرہ میں دوبارہ تشریف لے گئے، اور حجازِ مقدس میں چھ سال قیام فرمایا، کوفہ و بغداد جو علماء کا مرکز تھا، بار بار گئے، اور بصرہ میں چار بار جانا ہوا، اور بعض دفعہ پانچ پانچ سال تک قیام کیا، ایامِ حج میں مکہ معظمہ چلے جایا کرتے تھے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام موصوف آٹھ مرتبہ بغداد آئے اور ہر مرتبہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بغداد کے قیام پر اصرار کرتے تھے۔ [2] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کے باوجود امام بخاری رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے بہت کم روایت کی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کو خود امام احمد رحمہ اللہ کے مشائخ سے استفادہ کا موقع ملا تھا، اور اس لیے کہ اخیر سفر میں امام صاحب رحمہ اللہ نے روایت کرنا بہت کم کر دیا تھا۔ [3]

اسی سلسلہ میں علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ نے سب سے پہلے سماعِ حدیث 205ھ میں شروع کیا، اور اپنے شہر کے شیوخ سے استفادہ کرنے کے بعد 210ھ سے انہوں نے سفر کا آغاز کیا۔اس سلسلہ میں نیشا پور کا سفر بھی کیا تھا، اور وہاں بھی کچھ دن مقیم رہے تھے۔ [4]

---

[1] لامع الدراری علی جامع البخاری، محمد زکریا کاندھلوی، مقدمہ، ص 6

[2] ارشاد الساری لشرح البخاری، ابن حجر، القسطلانی، (م923ھ)، المطبعة الکبری الامیریة، مصر، 1323ھ، ص 31

[3] لامع الدراری علی جامع البخاری، محمد زکریا کاندھلوی، مقدمہ، ص 6

[4] تذکرة الحفاظ، محمد بن احمد، الذہبی، (م748ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، 1419ھ، ج6

Marfat.com

امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ اور شیوخ

امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ اور شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے ان کا خود بیان ہے:

"کتبت عن الف وثمانین نفسا لیس فیھم الا صاحب حدیث" ❶

"میں نے ایک ہزار اسی آدمیوں سے حدیثیں لکھیں، ان میں سب کے سب محدّث تھے)، لیکن یہ مسلم ہے کہ

ان کو اسحاق بن راہویہ اور علی بن المدینی سے زیادہ فیض پہنچا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کے شیوخ کے پانچ طبقات قائم کیے ہیں:

1۔ تبع تابعین مثلاً محمد عبداللہ الانصاری اور ابو عاصم النبیل۔

2۔ تبع تابعین کے وہ معاصر جنہوں نے کسی ثقہ تابعی سے حدیث کی روایت نہیں کی، جیسے آدم بن ابی ایاس۔

3۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ کا یہ درمیانی طبقہ ہے اس میں ان لوگوں کا شمار ہے جن کو کبار تبع تابعین سے اخذِ حدیث کا موقع ملا، جیسے قتیبہ ابن سعید، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ۔

4۔ معاصرین اور ہم عصر رفقاء، جیسے محمد بن یحییٰ ذہلی، ابو حاتم رازی۔

5۔ وہ معاصرین جو امام صاحب رحمہ اللہ کے تلامذہ کے صف کے تھے، لیکن ان سے بھی بعض مرتبہ انہوں نے روایت کی ہے، جیسے عبداللہ بن حماد آملی وغیرہ۔

ان محدثین سے استفادہ میں امام صاحب رحمہ اللہ نے امامِ وکیع رحمہ اللہ کے اس مقولہ پر عمل کیا کہ "آدمی اس وقت تک محدّث نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بڑوں، معاصرین اور چھوٹوں سے استفادہ نہ کرے۔" ❷ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ امامِ موصوف نے اپنے معاصرین وتلامذہ

❶ ھدی الساری مقدمة فتح الباری، ابن حجر، العسقلانی، ص479

❷ ایضا، ص480

Marfat.com

سے بھی روایت کی ہے۔ [1]

امام بخاری رحمہ اللہ کے مشہور اساتذۂ کرام کے اسمائے گرامی آپ کے وہ اساتذہ جن سے آپ نے اپنی "جامع صحیح" میں روایات کیں ہیں، درج ذیل ہیں:

ابراہیم بن حمزہ الزبیری، ابراہیم بن المنذر الحزامی، ابراہیم بن موسیٰ الرازی، احمد بن حنبل، احمد بن صالح المصری، احمد بن ابی الطیب المروزی، احمد بن محمد الازرقی، آدم بن ابی ایاس العسقلانی، ابی النضر اسحاق بن ابراہیم الفرادیسی، اسحاق بن راہویہ، اسماعیل بن ابان الوراق، اسماعیل بن ابی اویس، ایوب بن سلیمان بن بلال، بدل بن محبر، ثابت بن محمد الشیبانی الزاہد، جعفر بن عبداللہ السلمی البلخی، حجاج بن منہال الانماطی، حسن بن بشر البجلی، حسن بن ربیع البورانی، ابوعمر حفص بن عمر الحوضی، ابوالیمان الحکم بن نافع، خالد بن مخلد، خلاد بن یحییٰ، داؤد بن شبیب الباہلی، ربیع بن یحییٰ الاشنانی، زکریا بن یحییٰ البلخی، سریج بن نعمان الجوہری، سعید بن الحکم بن ابی مریم، سعید بن سلیمان الواسطی، سعید بن کثیر بن عفیر، سلیمان بن حرب، سلیمان بن عبدالرحمٰن الدمشقی، شہاب بن عباد العبدی، صدقۃ بن الفضل المروزی، صلت بن محمد الخارکی، ابوعاصم الضحاک بن مخلد، طلق بن غنام النخعی، ابوبکر عبداللہ بن الاسود، عبداللہ بن زبیر الحمیدی، ابومعمر عبداللہ بن عمرو المنقری، عبداللہ ابن محمد الجعفی المسندی، ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقرء، عبداللہ بن یوسف التنیسی، عبدالرحمٰن بن ابرہیم دحیم، عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسی، ابوالمغیرۃ عبدالقدوس بن الحجاج الخولانی، عبدان بن عثمان المروزی، عبداللہ بن موسیٰ، عفان بن مسلم، علی بن المدینی، ابونعیم الفضل بن دکین، قبیصۃ بن عقبۃ، قتیبۃ ابن سعید، قیس بن حفص الدارمی، ابوغسان مالک بن اسماعیل النہدی، محمد بن بشار بُندار، محمد بن سعید ابن الاصبہانی، محمد بن سنان العوقی، محمد بن الصباح الدولابی، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد ابن عبداللہ الانصاری، ابوثابت محمد بن عبداللہ المدینی، محمد بن الفضل السدوسی عارم، محمد بن کثیر العبدی، ابوموسیٰ محمد بن المثنی، محمد بن یوسف الفریابی، مطرف بن عبداللہ المدینی، مکی بن ابراہیم البلخی،

[1] تہذیب التہذیب، ابن حجر العسقلانی، (م852ھ)، ج9، ص41

Marfat.com

ابوسلمۃ موسیٰ ابن اسماعیل التبوذکی، ابوحذیفہ موسیٰ بن مسعود النہدی، نعیم بن حماد المروزی، ابو الولید ہشام بن عبدالملک الطیالسی، ہشام بن عمار الدمشقی، ولید بن صالح النخاس، یحیٰ بن صالح الوحاظی، یحیٰ بن عبداللہ بن بکیر، یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ۔ ❶

آپ رحمہ اللہ کے وہ اساتذہ کے جن سے آپ نے اپنی "جامع صحیح" کے علاوہ روایات کیں ہیں، درج ذیل ہیں:

ابراہیم بن بشار الرمادی، ابراہیم بن محمد بن یحیٰ بن عباد بن ھانء الشجری، ابوحفص احمد بن حفص البخاری، احمد بن خالد الوہبی، اسماعیل بن سالم الصائغ، بشر بن شعب بن ابی حمزہ، حسن بن شجاع البلخی، حسن بن واقع الرملی، حسین بن ضحاک النیسابوری، ظلیم بن خطیط الجھضمی الدبوسی، ابوصالح عبداللہ بن صالح المصری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، ابومسہر عبدالاعلی بن مسہر الغسانی، عثمان بن ہارون القرشی الانماطی، علی بن عبدالحمید المعنی، محمد بن مسلمۃ المخزومی، محمد بن وھب بن عطیۃ الدمشقی، معقل بن مالک الباہلی، ہشام بن اسماعیل العطار الدمشقی۔ ❷

امام بخاری رحمہ اللہ کے مشہور تلامذہ کے اسمائے گرامی

آپ کے تلامذہ اور مستفیدین کا حلقہ بھی نہایت وسیع تھا، مشہور محدّث امام فربری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "امام صاحب سے براہِ راست نوّے ہزار آدمیوں نے جامع صحیح کو سنا تھا۔" ❸

امام نووی رحمہ اللہ شارحِ مسلم لکھتے ہیں:

"امام صاحب کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا، دنیائے اسلام کے مختلف گوشوں کے آدمی اس میں شریک ہوتے تھے، ان کی مجلس درس کبھی مسجد میں اور کبھی ان کے

---

❶ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، یوسف المزی، جمال الدین، ج24، ص433-431

❷ ایضا، 434، 433

❸ (ا) ارشاد الساری لشرح البخاری، ابن حجر القسطلانی، (م923ھ)، ص33

(ب) تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، یوسف المزی، جمال الدین، ج24، ص480

Marfat.com

مکان میں منعقد ہوتی تھی، ان کے شاگرد بڑے پایہ کے علماء ومحدثین تھے، مثلاً حافظ ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ، ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمہ اللہ، مسلم بن حجاج رحمہ اللہ وغیرہ جو ارکانِ ستہ کے جلیل القدر رکن ہیں۔''[1]

امام ذہبی رحمہ اللہ اسی سلسلہ میں لکھتے ہیں:

''ابوزرعہ، ابوحاتم، ابن خزیمہ محمد بن نصر مروزی اور ابوعبداللہ الفربری رحمۃ اللہ علیہم بھی امام صاحب رحمہ اللہ کے تلامذہ میں شامل ہیں جو آگے چل کر خود بڑے پایہ کے محدث ہوئے اور ہزاروں کو نفع پہنچایا۔''[2]

امام بخاری رحمہ اللہ کا قوتِ حافظہ

امام صاحب رحمہ اللہ خود کہتے ہیں:

''مجھے ایک لاکھ صحیح اور دولاکھ غیرصحیح حدیثیں یاد ہیں، اور اس جامع صحیح کو میں نے چھ لاکھ احادیث سے منتخب کیا ہے۔''[3]

امام صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کا مشہور واقعہ ہے کہ جس وقت بغداد تشریف لے گئے تو وہاں کے محدثین نے آپ کا امتحان لینا چاہا، چنانچہ سو احادیث کے متن اور سندوں میں الٹ پھیر کر کے دس آدمیوں کے حوالہ کیا کہ ہر شخص ان میں سے دس دس حدیثیں اسی طرح امام صاحب رحمہ اللہ کے سامنے پیش کرے، شہر کے بہت سے لوگ اس کو دیکھنے کے لیے جمع ہوئے، پھر ان محدثین نے حدیثیں پیش کیں ہر مرتبہ امام موصوف رحمہ اللہ لا ادری ہی فرماتے رہے، جب سب لوگ حدیثیں پیش کر چکے تو امام صاحب رحمہ اللہ نے ہر متن کو اصلی سند اور ہر سند کو اس کے اصلی متن کے ساتھ ملحق کر کے ترتیب وار سنا دیا، لوگ سن کر دنگ رہ گئے، اور آپ

---

[1] تہذیب الاسماء و اللغات، یحی بن شرف، النووی، (م 676ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، س ن، ص173

[2] تذکرۃ الحفاظ، محمد بن احمد، الذہبی، (م748ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، 1419ھ، ج6

[3] ارشاد الساری لشرح البخاری، ابن حجر القسطلانی، (م923ھ)، ص290

Marfat.com

کے علم وفضل کا ان کو لوہا ماننا پڑا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"تعجب اس پر نہیں کہ صحیح وغلط میں امتیاز کر دیا، کمال یہ ہے کہ ان لوگوں نے جس ترتیب سے روایت کو غلط شکل میں پیش کیا تھا اس کو بھی بیان کر دیا۔" ❶

امام بخاری رحمہ اللہ کا زہد وتقویٰ

امام موصوف رحمہ اللہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے، ان کا قارورہ اطبّاء کو دکھایا گیا، انہوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ سالن استعمال نہیں کرتے، امام موصوف نے فرمایا کہ چالیس سال سے سالن استعمال کرنے کا اتفاق نہیں ہوا، نماز میں امام صاحب رحمہ اللہ کے استغراق کا واقعہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ ایک بار ظہر کی نماز سے فراغت کے بعد نفل میں مشغول ہو گئے اس سے فارغ ہونے کے بعد اپنی قمیص کا دامن اٹھا کر اپنے بعض ساتھیوں سے فرمایا کہ دیکھو قمیص کے اندر کچھ ہے تو نہیں، انہوں نے دیکھا تو بھڑ نکلی جس کے ڈنک سے ستّر نشانات تھے، اور جسم کا وہ حصہ متورّم ہو گیا تھا، ایک صاحب نے عرض کیا کہ آپ نے نماز کیوں نہیں توڑ دی، فرمایا میں ایک ایسی سورۃ پڑھ رہا تھا کہ دل چاہ رہا تھا کہ اس کو ختم کرلوں۔ ❷

محدّثین وفقہاء کی نظروں میں امام بخاری رحمہ اللہ کا مقام ومرتبہ

اس بارے چند اقوال درج ذیل ہیں:

1۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا:

"اشهد انه ليس فى الدنيا مثلك۔" ❸

---

❶ فتح المغيث بشرح الفية الحديث، محمد بن عبدالرحمن السخاوى (902م) دار المناهج، 1426هـ، ص 173۔

❷ نيل الامانى فى توضيح مقدمة القسطلانى، نجا بن رضوان، الابيارى، (م1305هـ)، دارالكتب العلمية، بيروت، 2001م، ص 31

❸ ارشاد السارى لشرح البخارى، ابن حجر القسطلانى، (م852هـ)، هدى السارى مقدمة فتح البارى، ص485

Marfat.com

”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ جیسا دنیا میں کوئی نہیں۔“

2۔ امام خزیمہ رحمۃ اللہ کہتے ہیں:

” ما رایت تحت ادیم السماء اعلم بحدیث رسول اللہ ﷺ ولا احفظه من البخاری“[1]

”رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو یاد کرنے والا امام بخاری رحمۃ اللہ سے بڑھ کر میں نے آسمان تلے کسی کو نہیں پایا۔“

3۔ امام حسین بن محمد العجلی رحمۃ اللہ امام بخاری رحمۃ اللہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ کا موازنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: کہ دونوں حافظ تو ہیں لیکن امام مسلم کے بارے میں لکھتے ہیں:

”لم یبلغ مبلغ محمد بن اسماعیل۔“[2]

”امام مسلم رحمۃ اللہ کہاں امام بخاری رحمۃ اللہ تک پہنچ سکتا ہے۔“

4۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

” ولم ار احدا بالعراق ولا بخراسان فی معنی العلل والتاریخ ومعرفة الاسانید اعلم من محمد بن اسما عیل۔“[3]

”میں نے آج تک معانی علل، تاریخ اور معرفۃ السانید میں عراق اور خراسان میں محمد بن اسماعیل جیسا کسی کو نہیں پایا۔“

5۔ امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں:

” لم تخرج خراسان قط احفظ من محمد بن اسماعیل و لا قدم منها الی العراق اعلم منه۔“[4]

---

[1] تهذیب التهذیب، ابن حجر القسطلانی، (م852ھ)، ج9، ص45

[2] ارشاد الساری لشرح البخاری، ابن حجر القسطلانی، (م852ھ)، هدی الساری مقدمة فتح الباری، ص484

[3] تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ج2، ص72

[4] ارشاد الساری لشرح البخاری، ابن حجر القسطلانی، (م852ھ)، هدی الساری مقدمة فتح الباری، ص484

Marfat.com

"سرزمین عراق وخراسان نے امام بخاریؒ جیسی شخصیت آج تک پیدا نہیں کی۔"

امام بخاری رحمہ اللہ پر دورِ آزمائش

حدیث میں ہے:

((اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل فالامثل .)) ☆

چنانچہ امام موصوف رحمہ اللہ کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑے بڑے امتحانات میں ڈالا۔ امام موصوف رحمہ اللہ 250ھ میں جب نیشا پور تشریف لائے تو محمد بن یحییٰ ذہلی رحمہ اللہ نے لوگوں سے کہا کہ ان صالح عالم کی خدمت میں جا کر ان سے حدیثیں سنو، ان کے کہنے پر لوگ اس کثرت سے امام موصوف رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ خود محمد بن یحییٰ کی مجلس درس ماند پڑ گئی، پھر امام صاحب رحمہ اللہ جس شان سے نیشا پور میں داخل ہوئے اس کی تصویر امام مسلم رحمہ اللہ نے ان لفظوں میں کھینچی ہے کہ اہلِ نیشا پور نے اس سے پہلے کسی والی اور کسی عالم کا ایسا استقبال نہیں کیا تھا، ان کے استقبال کے لیے نیشا پور سے دو تین منزل باہر نکل آئے تھے امام صاحب رحمہ اللہ نیشا پور پہنچ کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے، امام ذہلی رحمہ اللہ نے اعلان کر دیا تھا کہ کسی اختلافی مسئلہ میں امام صاحب رحمہ اللہ سے گفتگو نہ کی جائے، ورنہ اگر کوئی جواب ہمارے خلاف ہوا تو خراسان کے لوگ ہمارا مذاق اُڑائیں گے، لیکن امام صاحب رحمہ اللہ کے آنے کے دو چار دِن کے بعد جب آپ کے اشتیاق میں مکانوں اور چھتوں پر لوگوں کا ہجوم تھا، ایک شخص نے قرآن کے الفاظ کے متعلق بار بار سوال کیا، اس لیے مجبوراً امام صاحب رحمہ اللہ کو اس کا جواب دینا پڑا، آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

" القرآن كلام الله غير مخلوق الفاظنا من افعالنا و افعالنا مخلوقة و الامتحان عنه بدعة . "

"قرآن کلام الٰہی غیر مخلوق ہے، الفاظ ہماری زبان کا فعل ہیں، اور ہمارے تمام افعال مخلوق ہیں، اور اس مسئلہ میں امتحان لینا بدعت ہے۔"

☆......السنن الکبریٰ للنسائی، احمد بن شعیب، النسائی (م 303ھ)، ج 4، ص 307، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1421ھ، حدیث 7482

Marfat.com

عوام اس دقیق جواب کو نہ سمجھ سکے اور امام ذہلی رحمہ اللہ نے شدت سے امام صاحب رحمہ اللہ کی مخالفت شروع کردی، اور اپنی مجلس میں اعلان کردیا کہ جو شخص لفظی بالقرآن مخلوق کا قائل ہو وہ ہماری مجلس میں نہ آئے۔ اس پر امام مسلم رحمہ اللہ، احمد بن سلمہ رحمہ اللہ نے جو حلقۂ درس کے ممتاز طالب علم تھے، امام ذہلی رحمہ اللہ کی ساری تقریروں کو واپس کردیا اور اس کا حلقہ چھوڑ دیا۔ [1]

امام بخاری رحمہ اللہ کا فقہی مسلک

اس سلسلہ میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ......

1۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے مباحث فقہ کا غالب حصہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک سے ماخوذ ہے۔ [2]

2۔ نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی اپنی کتاب "ابجد العلوم" میں آپ کو شافعی المسلک لکھا ہے۔ [3]

3۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کہ امام موصوف رحمہ اللہ حنبلی المسلک تھے۔ [4]

4۔ علامہ طاہر جزائری رحمہ اللہ کی نظر میں آپ مجتہدِ مطلق ہیں۔ [5]

5۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ بلا شک وشبہ مجتہدِ مطلق تھے اور یہ شہرت کہ آپ شافعی تھے، اور آپ نے مسائلِ مشہورہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کی پیروی کی ہے صحیح نہیں ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی موافقت بھی امام شافعی رحمہ اللہ سے کم

---

[1] شامزئی، نظام الدین، شیوخ امام بخاری رحمہ اللہ (پی.ایچ.ڈی مقالہ) شعبۂ اسلامیات، سندھ یونیورسٹی حیدر آباد، ص72، 71، غیر مطبوعہ

[2] ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری، ابن حجر القسطلانی، (م852ھ)، ص123

[3] ابجد العلوم، صدیق بن حسن، القنوجی، دارالکتب العلمیۃ، دمشق، 1978ء، ص810۔

[4] اعلام الموقعین لابن القیم، ج1، ص226

[5] توجیہ النظر الی اصول الاثر، طاہر بن صالح، الجزائری (م1338ھ)، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ، حلب، 1416ھ، ص185

Marfat.com

نہیں ہے۔ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ کی تالیفات وتصنیفات

الجامع الصحیح، الادب المفرد، التاریخ الکبیر، التاریخ الاوسط، التاریخ الصغیر، خلق افعال العباد، جزؤ رفع الیدین، قرأة خلف الامام، برّ الوالدین، کتاب الضعفاء، الجامع الکبیر، التفسیر الکبیر، کتاب الاشربة، کتاب الھبة، کتاب المبسوط، کتاب الکنیٰ، کتاب العلل، کتاب الفوائد، کتاب المناقب، اسامی الصحابة رضی اللہ عنہم، کتاب الوحدان، قضایا الصحابة رضی اللہ عنہم۔ ❷

آپ کی شہرۂ آفاق کتاب

"الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول الله ﷺ وسننه وایامه" متعین طور سے تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ امام موصوف نے اس کتاب کی تصنیف کا آغاز کس سنہ سے کیا، اور کب اس سے فارغ ہوئے، لیکن اتنا معلوم ہے کہ تصنیف کرنے کے بعد اس کو اپنے شیوخ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ متوفی 241ھ، ابن المدینی م 234ھ اور ابن معین 233ھ کے سامنے پیش کیا تھا۔ ابن معین کا سنہ وفات 233ھ ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سنہ میں امام بخاری رحمہ اللہ تصنیف سے فارغ ہو چکے تھے، البتہ اس میں کچھ بعد میں اضافے بھی کرتے رہے۔ ❸

یہ کتاب امام صاحب رحمہ اللہ نے سولہ/16 سال میں مکمل کی، چنانچہ خود فرماتے ہیں "صنّفت کتابی الصحیح فی ست عشرة سنة۔" ❹ چنانچہ اس حساب سے اس کا

❶ فیض الباری علی صحیح البخاری، محمد انور شاہ بن معظم شاہ، الکشمیری، الدیوبندی، (م1353ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، 1426ھ، ج1، ص58

❷ تذکرة المحدثین، ضیاء الدین اصلاحی، دارالابلاغ، اردو بازار، لاہور، 2014ء، ج1، ص180

❸ لامع الدراری علی جامع البخاری، محمد زکریا کاندھلوی، ص37

❹ وفیات الاعیان لابن خلکان، ج2، ص335

Marfat.com

آغاز 217ھ میں ہوا ہوگا، جب کہ آپ کی عمر شریف 23 سال کی تھی۔ ❶

جامع صحیح کے محاسن وفضائل

بخاری شریف کے محاسن وفضائل بے شمار ہیں جس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ بخاری ومسلم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"کتابا هما اصح الکتاب بعد کتاب الله العزیز ثم ان الکتاب البخاری اصح الکتابین صحیحا واکثرها فوائد۔" ❷

"کتاب اللہ کے بعد ان دونوں کتابوں کا درجہ ہے، پھر صحیح بخاری کا مرتبہ صحت اور کثرتِ فوائد کے لحاظ سے ممتاز ومقدم ہے۔"

چنانچہ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اجود هذه الکتب کتاب البخاری۔" ❸

"سب سے بہترین کتابِ حدیث صحیح بخاری ہے۔"

شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ جو شخص اس کتاب کی عظمت کا قائل نہ ہو وہ مبتدع ہے، اور مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے۔ ❹

نیز شاہ صاحب رحمہ اللہ قسم کھا کر کہتے ہیں: "صحیح بخاری کو جو شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔" ❺

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بخاری شریف کے پڑھنے سے قحط سالی دور ہو جاتی

---

❶ لامع الدراری علی جامع البخاری، محمد زکریا کاندھلوی، ص26

❷ مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، عثمان بن عبدالرحمن، ابن الصلاح، (م 646ھ)، المکتبة الفاروقیة، ملتان، پاکستان، س ن

❸ تهذیب الاسماء و اللغات، یحی بن شرف، النووی، (م 676ھ)، ج1، ص74

❹ حجة الله البالغة، احمد بن عبدالرحیم، ولی الله، الدهلوی، (م1176ھ)، دارالجیل، بیروت، 1426ھ، ج1، ص297

❺ ایضا، ج1، ص350

Marfat.com

ہے، اور قحط کے زمانے میں اس کے ختم کی برکت سے بارش کا نزول ہوتا ہے۔" ❶

صحیح بخاری کو جمع کرنے کا مقصد اور اس کا پورا نام

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "امام بخاری رحمہ اللہ کی اصل غرض احادیث کے ذخیرہ میں سے صحیح، مستفیض اور متصل کا انتخاب ہے اور فقہ و سیرت اور تفسیر کو بھی استنباط کیا ہے اور اخذِ حدیث میں جو شرط انہوں نے مقرر کی تھی، وہ بدرجۂ کمال پوری کی ہے۔" ❷

اس سے معلوم ہوا کہ امام موصوف کا مقصودِ اعظم اپنی الجامع الصحیح میں طرقِ استنباط ہیں، اسی لیے فقہ البخاری فی تراجمہ کہا گیا ہے، بخاری کا سارا کمال ان کے تراجمِ ابواب میں ہے۔ ❸

جامع صحیح کا پورا نام "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ وسننہ وأیامہ۔"☆

امام رحمہ اللہ بخاری کے تخریج کے شرائط

شروط الائمۃ پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں، محمد بن طاہر مقدسی فرماتے ہیں کہ ان ائمہ یعنی بخاری رحمہ اللہ و مسلم رحمہ اللہ اور سنن اربعہ کے مصنفین میں کسی سے بھی تخریج روایات میں ان کے شرائط منقول نہیں، بلکہ ان کی کتابوں کے مطالعہ سے ان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ❹:

1۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط یہ ہے کہ وہ ایسی روایت کی تخریج کرتے ہیں جس کے سارے رواۃ صحابی مشہور تک ثقہ ہوں، اور ان کے ثقہ ہونے پر کبار محدثین کا اتفاق۔

---

❶ ارشاد الساری لشرح البخاری، ابن حجر القسطلانی، (م923ھ)، ص29

❷ حجۃ اللہ البالغۃ، احمد بن عبدالرحیم، ولی اللہ، الدھلوی، (م1176ھ)، ج1، ص15

❸ لامع الدراری علی جامع البخاری، محمد زکریا کاندھلوی، ص24

☆......شیوخ امام بخاری رحمہ اللہ، ص75

❹ شروط الائمۃ الستۃ، محمد بن موسی المقدسی–محمد بن طاھر الحازمی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1984ء، ص1

Marfat.com

2۔ اس کی سند متصل ہو منقطع نہ ہو۔

3۔ جس روایت کے صحابی رضی اللہ عنہ سے دو یا اس سے زیادہ راوی ہوں، وہ نہایت ہی اعلیٰ و ارفع ہوگی، اور اگر ایک ہی راوی ہو اور اس کی سند صحیح ہو تب بھی مضائقہ نہیں، جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے ایسے لوگوں سے حدیث کی تخریج کی ہے جن کی حدیث کو کسی شبہ کی بناء پر امام بخاری رحمہ اللہ نے ترک کر دیا تھا، جس کی مثال امام زہری رحمہ اللہ کے تلامذہ ہیں جو اوصاف کی کمی اور زیادتی کے لحاظ سے پانچ/5 طبقوں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔

4۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان میں سے طبقۂ اولیٰ سے اصالۃ اور طبقۂ ثانیہ سے جن کی احادیث پر ان کو اعتماد ہے، ان کو بخاری میں روایت کیا ہے، لیکن بالاستعاب ایسا نہیں کیا ہے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے دونوں طبقوں کی حدیث کو بالاستعاب لیا ہے، اسی طرح طبقۂ ثالثہ کی روایات کو امام بخاری رحمہ اللہ نے بالکل قبول نہیں کیا ہے، لیکن امام مسلم رحمہ اللہ ان سے بھی کبھی کبھی روایت کرتے ہیں۔ [1]

5۔ اگر روایت معنعن ہو تو راوی کی اپنے شیخ سے لقاء (ملاقات) ضرور ثابت ہونا چاہیے۔

6۔ نیز اس حدیث کی صحت اور قبولیت پر امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے کے محدّثین کا اتفاق ہو، یا امام بخاری رحمہ اللہ کے معاصرین کا اتفاق ہو۔

7۔ علت اور شذوذ سے پاک ہو۔ [2]

کتب احادیث میں جامع صحیح بخاری کا مقام

اس سلسلہ میں علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماءِ اسلام کا اتفاق ہے کہ صحیح بخاری صحت اور دیگر فوائد کے لحاظ سے صحیح مسلم پر فائق ہے۔ [3]

---

[1] تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی للسیوطی، (م 911ھ)، دار طیبۃ، س ن، ص 41

[2] ضحی الاسلام، احمد امین، ، ط، س ن، ج2، ص 113

[3] المنہاج شرح مسلم بن الحجاج، یحی بن شرف، النووی، (م 676ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1392ھ، ص 11

Marfat.com

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"لا یوازیه فیه غیره لا صحیح مسلم ولا غیره۔"❶

"صحیح بخاری کا صحیح مسلم یا اور کوئی کتاب مقابلہ نہیں کرسکتی۔"

جامع صحیح میں تعدادِ روایات

نووی رحمہ اللہ اور ابن صلاح رحمہ اللہ کے نزدیک تکرار کے ساتھ بخاری کی روایات کی تعداد 7275 ہے، اور عدمِ تکرار کے ساتھ 4000۔❷ لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے پوری احتیاط سے شمار کیا تو روایاتِ مرفوعہ کی تعداد 7397، اور تکرار کے ساتھ متابعات وتعلیقات کی تعداد 1341 ہے، جن میں اکثر کو امام بخاری رحمہ اللہ نے سندا بیان کردیا ہے، اور موقوفاتِ صحابہ رضی اللہ عنہ ومقطوعاتِ تابعین رحمہ اللہ کی تعداد 341 ہے، اس طرح مجموعی تعداد 9407 ہے، غیر مکرر روایات مرفوعہ 2353، اور غیر مکرر متابع و معلق 160 ہیں، اس طرح غیر مکرر مجموعہ 2513 ہے، اس تعداد میں آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہ وتابعین رحمہ اللہ جن کا تراجمِ ابواب میں تذکرہ ہے شامل نہیں ہیں۔❸

جامع صحیح کی خصوصیات

درج ذیل ہیں:

1۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے دورانِ تالیف میں جب کبھی تالیف کا سلسلہ چھوڑ کر دوبارہ بھی شروع کیا تو اس کی ابتداء بسم اللہ سے کی، اس لیے درمیان میں متعدد جگہوں پر بسم اللہ مذکور ہے۔

2۔ عام طور پر مشہور ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں صیغہ تمریض سے روایات کے

❶ البدایة و النهایة، اسماعیل بن عمربن کثیر، الحافظ، عماد الدین، بیت الافکار الدولیة، س ن، ج11، ص28

❷ تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی للسیوطی، (م 911هـ)، دار طیبة، س ن، ص30

❸ (ا) هدی الساری مقدمة فتح الباری، ابن حجر العسقلانی (م852هـ)، ص465 (ب) لامع الدراری علی جامع البخاری، محمد زکریا کاندهلوی، ص38

Marfat.com

ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے، علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن معلق روایات کو امام موصوف رحمہ اللہ نے صیغۂ جزم سے بیان کیا ہے ان کی صحت کا فیصلہ کیا گیا ہے لیکن جب صیغہ تمریض سے بیان کرتے ہیں تو ان کی صحت کا حکم تو نہیں لگایا جائے گا لیکن صحیح بخاری میں آجانے کی وجہ سے ناقابلِ اعتبار بھی نہیں سمجھا جائے گا، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے علامہ نووی رحمہ اللہ کے کلام پر تعقب کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلے میں صحیح رائے ہمارے شیخ کی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ صیغۂ تمریض کو ضعفِ اسناد کے ساتھ خاص نہیں کرتے بلکہ جب کبھی متن کو بالمعنیٰ اختصار کے ساتھ بیان کرنا مقصود ہوتا ہے تو صیغۂ تمریض سے اس اختلاف کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

3۔ صحیح بخاری کا امراض و مصائب، دشمنوں کے خوف و غلبہ کی گرانی وغیرہ میں پڑھنا تریاقِ مجرب ہے۔

4۔ عام طور پر مشہور ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ جب قال فلاں کہتے ہیں تو یہ مذاکرہ پر محمول ہوتا ہے، علامہ عینی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کا رتبہ تحدیث سے کم ہے، اور یہ صیغہ وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں روایت ان کی شرط پر نہیں ہوتی، لیکن یہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ کبھی اس کو صیغۂ تحدیث سے بھی بیان کر دیتے ہیں۔

5۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا معمول ہے کہ جب حدیث میں کوئی ایسا غریب لفظ آجاتا ہے جس کی نظیر کتاب اللہ میں موجود ہے تو اس کی وضاحت میں مفسرین کے اقوال نقل کر دیتے ہیں، اسی طرح کبھی باب کی مناسبت سے آیاتِ قرآنی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں، اور اکثر آیات کے بجائے صرف اس کے چند الفاظ نقل کر دیتے ہیں، کتاب التفسیر و کتاب بدء الخلق میں بکثرت اس کی مثالیں ہیں۔

6۔ محدثین کرام کے نزدیک سندِ عالی کی بڑی خصوصیت رہی ہے، بخاری کا یہ خاص امتیاز ہے کہ اس میں بائیس روایات ثلاثی ہیں، جن کا تذکرہ حاشیہ پر نہایت جلی قلم سے کیا گیا ہے، ان میں سے بعض ثلاثیات کے شیوخ حنفی ہیں، اور کے متعلق

Marfat.com

تحقیق نہیں۔ ❶

7۔ شروع میں بیان کیا جا چکا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے پیشِ نظر طرقِ استنباط ہے، اس لیے ایک ہی حدیث کو استنباطِ مسائل یا کسی دوسرے مقصد سے متعدد مقامات پر بیان کرتے ہیں، مثلاً انما الاعمال بالنیات والی روایت کو تیرہ/13 مقامات پر ذکر کیا ہے، حالاں کہ امام موصوف رحمہ اللہ نے خود فرمایا ہے کہ میں مکرر روایات کو اس کتاب میں داخل نہ کروں گا، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ بالارادہ اپنی کتاب میں ایک ہی سند و متن کو مکرر نہیں لاتے، اگر کہیں تکرار ہے تو محض اتفاقی ہے۔ ❷ چنانچہ پوری کتاب میں بائیس/22 روایات مکرر ہیں جو اتنی ضخیم کتاب کے لیے زیادہ نہیں کہیں جا سکتیں۔

8۔ تاریخ پر بھی امام بخاری رحمہ اللہ کی مجتہدانہ نظر ہے حضرت الاستاد رحمہ اللہ (یعنی شیخ الحدیث زکریا کاندھلوی) کی تحقیق میں امام بخاری رحمہ اللہ ہر کتاب کے شروع میں اس کے زمانۂ نزول اور مشروعیت کی ابتداء کی طرف بھی کبھی کبھی اشارہ کر دیتے ہیں، خصوصاً جبکہ اس میں کوئی اختلاف ہو اور کبھی صراحت بھی کر دیتے ہیں۔

9۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام موصوف رحمہ اللہ ہر کتاب کے اختتام پر کوئی نہ کوئی ایسا لفظ لاتے ہیں، جس سے ختمِ کتاب کی طرف اشارہ ہوتا ہے، مثلاً بدء الوحی کے آخر میں فکان ذلك آخر شان هرقل اور کتاب الحج کے ختم پر و اجعل موتی ببلد رسولك۔ حضرت الاستاد کی رائے ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ہر کتاب کے ختم پر کوئی ایسا لفظ لاتے ہیں جس سے ختم زندگی کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے، ان کا مقصد یہ ہے کہ اس کتاب کو موت کے استحضار کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔

10۔ کتاب کی ابتداء اور انتہاء میں گہرا ربط ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنے استاد کا قول

---

❶ لامع الدراری علی جامع البخاری، محمد زکریا کاندھلوی، ص 30

❷ هدی الساری مقدمة فتح الباری، ابن حجر العسقلانی (م852ھ)، ص 12

Marfat.com

نقل کیا ہے، کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کو کتاب التوحید پر ختم کیا، کیونکہ توحید ہی آخرت میں کامیابی اور ناکامی کی اصلی میزان ہے، اور اس کی ابتداء انما الاعمال بالنیات کی حدیث سے فرمائی، کیونکہ اعمال کی عند اللہ مقبولیت کے لیے اخلاص نیت ضروری ہے، اور آخرت میں صرف وہی اعمال وزنی ہوں گے جو اخلاص کے ساتھ رضائے الٰہی کے لیے کیے جائیں، یہ چند خصوصیات لامع کے مقدمہ سے باختصار نقل کی گئی ہیں۔ [1]

امام دارِ قطنی رحمہ اللہ کے اعتراضات وشبہات

صحیح بخاری کی جن روایات پر دارِ قطنی رحمہ اللہ وغیرہ نے نقد کیا ہے ان کی تعداد مجموعی طور پر ایک سو دس/110 ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور علامہ عینی رحمہ اللہ وغیرہ نے اس کا مفصل جواب دیا ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جواب دینے کے بعد کہتے ہیں: الحمد للہ اکثر اعتراضات کا جواب کافی اور شافی ہوگیا ہے، بعض جوابات محتمل ہیں البتہ چند جگہوں پر تکلف سے کام لینا پڑا ہے جب کوئی منصف مزاج ان جوابات پر غور کرے گا تو مصنف کی جلالتِ شان اور کتاب کی عظمت اس کی نظر میں دوبالا ہو جائے گی، اور اس پر واضح ہو جائے گا کہ علماء میں جو اس کو حسنِ قبول حاصل ہوا اور تمام کتبِ حدیث پر جو انہوں نے اس کو ترجیح دی، وہ سراسر مبنی برحقیقت ہے، ناقدین کے اصول نقد چند کمزور اصولوں پر مبنی ہے جو جمہور ائمہ کے خلاف ہیں اس لیے معارضہ کے وقت شیخین کی تصریح کو فوقیت حاصل ہوگی۔ [2] اسی طرح بخاری کے تقریباً اسّی/80 اور مسلم کے ایک سو ساٹھ/160 رواۃ پر کسی نوع کا نقد کیا گیا ہے۔ [3] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا اجمالی جواب یہ دیا ہے:

"ینبغی لکل منصف ان یعلم تخریج صاحب الصحیح لای

---

[1] شامزئی، نظام الدین، شیوخ امام بخاری رحمہ اللہ (پی۔ایچ۔ڈی مقالہ) شعبۂ اسلامیات، سندھ یونیورسٹی حیدر آباد، ص 81 غیر مطبوعہ

[2] ھدی الساری مقدمة فتح الباری، ابن حجر العسقلانی (م852ھ)، ص 400

[3] لامع الدراری علی جامع البخاری، محمد زکریا کاندھلوی، ص 74

Marfat.com

راو کان مقتض بعدالته عنده و صحة حفظه عدم غفلته۔"❶

امام بخاری رحمہ اللہ کی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت نہ کرنے کی وجہ

کہا جاتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ چونکہ حنفیہ سے ناراض تھے اس لیے انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کوئی روایت نقل نہیں کی، زیلعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ نے شدتِ تعصب اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک پر بے جا تنقید کی وجہ سے ان کی کوئی روایت اپنی کتاب میں نقل نہیں کی❷، اسی طرح بعض الناس کے ذریعے امام صاحب رحمہ اللہ پر تعریض کی ہے اور ان پر حدیث کی مخالفت کا الزام لگایا ہے، مولانا نعمانی لکھتے ہیں:

"امام بخاری رحمہ اللہ نے امامِ اعظم کے ساتھ وہی روش اختیار کی جو امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے ساتھ کی تھی۔"

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو امام بخاری رحمہ اللہ نے قابلِ استدلال نہیں سمجھا، حالاں کہ وہ جمہور امت کے نزدیک ثقہ ہیں۔"❸

لیکن امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ محدثین کے متعلق عناد و تعصب کا شبہ کرنا نہایت نہ مناسب ہے، اکابر کی شان اس سے بلند تھی، کوثری رحمہ اللہ نے اس بارے میں نہایت مناسب و معتدل رائے ظاہر کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ قابلِ غور امر یہ ہے کہ شیخین نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کوئی روایت نقل نہیں کی حالاں کہ ان کے صغیر السن تلامذہ سے ان کا لقاء اور روایت دونوں ثابت ہیں، اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کے بعض تلامذہ سے بھی ان کی ملاقات ہوئی، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کی کوئی روایت اپنی کتاب میں نہیں کی، امام بخاری رحمہ اللہ کو امام احمد رحمہ اللہ

---

❶ هدی الساری مقدمة فتح الباری، ابن حجر العسقلانی (م852ھ)، ص443

❷ نصب الراية لاحاديث الهداية مع حاشية بغية الالمعی فی تخريج الزيلعی، عبدالله بن يوسف، جمال الدين (762ھ)، مؤسسة الريّان، بيروت، 1418ء، ج1، ص355

❸ ما تمس اليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه، عبد الرشيد نعمانی، ج1، مقدمه، ص28

Marfat.com

سے زیادہ ملنے اور ان کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا اس کے باوجود ان سے صرف دو روایتیں اپنی کتاب میں نقل کی ہیں، ایک تعلیقاً اور دوسری ایک واسطے سے، امام مسلم رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں اور انہوں نے اپنی کتاب میں سے پورا استفادہ کیا ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ سے صحیح مسلم میں کسی روایت کی تخریج نہیں کی، امام احمد رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید ہیں اور ان سے موطا امام مالک کا سماع بھی کیا ہے، لیکن امام مالک رحمہ اللہ کی کل پانچ روایات امام شافعی رحمہ اللہ کے واسطے سے اپنی کتاب میں درج کی ہیں، ان واقعات اور ان محدثین کرام کے اخلاص و دیانت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ائمہ مجتہدین کی احادیث کو روایت کرنے والے شرق و غرب ہر چہار سُو پھیلے ہوئے تھے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں تھا، اس لیے ان محدثین کرام نے صرف ان راویوں کی روایات کی طرف توجہ مبذول فرمائی جس کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ تھا، اس لیے ان محدثین کا دامن ہر تعصب و عناد سے پاک تھا۔ [1]

ایک غلط فہمی کا ازالہ

صحیحین سے متعلق ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ ائمہ نے بہت سے ایسی روایات سے استدلال کیا ہے جو صحیحین میں موجود نہیں ہیں، پھر صحیحین کے اصح ہونے کا کیا مطلب ہے؟ تحریر کے شارح ابن امیر الحاج رحمہ اللہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے: صحیحین کے اصحیت ما بعد کے لوگوں کے لحاظ سے ہے وہ ائمہ مجتہدین جو ان سے پہلے گزرے ہیں وہ اس زمرہ میں شامل نہیں۔ [2]

نیز علامہ کوثری رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''شیخین اور اصحابِ سنن وغیرہ فقۂ اسلامی کی تدوین

---

[1] شروط الائمة الستة، محمد بن موسى المقدسي-محمد بن طاهر الحازمي، دار الكتب العلمية، بيروت، 1984ء، ص50

[2] التقرير والتحبير، محمد بن محمد، شمس الدين، (م 879هـ)، ، دار الكتب العلمية، بيروت، 1983ء، ج3، ص30

Marfat.com

کے بعد پیدا ہوئے اور حدیث کی طرف اعتناء کیا، لیکن ائمہ مجتہدین جوان سے پہلے گزرے ہیں ان کے سامنے مرفوع و موقوف اور صحابہ رضی اللہ عنہ و تابعین رحمہ اللہ کے فتاوے کا بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا، اور مجتہد کی نظر حدیث کی صرف ایک قسم پر محدود نہیں ہوتی، آج ہمارے سامنے اس دور کی جوامع و مصنّفات موجود ہیں جن کے مصنّفین ائمہ مجتہدین کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں اس لیے علوئے طبقہ کی وجہ سے ائمہ مجتہدین کے لیے احادیث کی اسانید پر غور و خوض کرنا آسان تھا، پھر مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال اس کی صحت کی دلیل ہے کتبِ ستہ کی ضرورت اور ان سے استدلال مابعد کے لوگوں کے لحاظ سے ہے۔ [1]

امام بخاری رحمہ اللہ کی تاریخ وفات

یکم شوال 256ھ تریسٹھ/63 سال کی عمر میں دنیائے فانی سے روپوش ہو گئے۔ [2] انا للہ و انا الیہ راجعون.

---

[1] لامع الدراری علی جامع البخاری، محمد زکریا کاندھلوی، ص 74

[2] طبقات الحنابلۃ، محمدبن محمد، ابو الحسین بن ابی یعلی، دارالمعرفۃ، بیروت، س ن، ج 1، ص278

Marfat.com

فصل دوم:

تراجم امام بخاری رحمہ اللہ کے مقاصد

امام بخاری رحمہ اللہ کے پیش نظر جس طرح احادیثِ صحیحہ کی تخریج ہے، اسی طرح وہ ان سے بہت سے مسائل کا استنباط و استخراج بھی کرتے ہیں، اسی لیے بسا اوقات ایک روایت متعدد جگہوں پر نقل کرتے ہیں، جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جو حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے متعلق ہے، اس کو بیس سے زائد بار نقل کیا ہے، علماء کا یہ مشہور مقولہ ہے کہ فقہ البخاری فی تراجمہ کہ بخاری کا سارا کمال ان کے تراجم میں ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے تراجمِ ابواب میں جس دقتِ نظر کا مظاہرہ کیا ہے، اس کو سمجھنے سے بڑے بڑے اہلِ علم قاصر رہے، اس کی اسی اہمیت کی بنا پر متقدمین اور متاخرین نے تراجمِ ابواب پر مستقل رسالے لکھے ہیں۔ چنانچہ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام موصوف نے بہت سے فقہی فوائد اور حکیمانہ نقطے اپنی کتاب میں بکھیرے ہیں اور غور و فکر کرنے والوں کو اس میں بہت سی نادر چیزیں ملتی ہیں۔ [1] آپ رحمہ اللہ کے تراجم کے درجہ ذیل مقاصد ہیں:

1...... ((احیانا یذکر الامام البخاری فی التراجم احادیث لیست علی شرط ثم یورد فی الباب احادیث تصح علی شرطه وتشهد لصحة الحدیث المذکور فی الترجمة ویقصد من هذا تصحیح وتائید الحدیث المشار الیه فی ترجمة الباب۔))

"امام بخاری رحمہ اللہ کبھی کبھار تراجم میں ایسی احادیث بھی لاتے ہیں جو کہ ان کے شرط کے موافق نہیں ہوتی لیکن ترجمہ کی حدیث کے صحیح اور مؤید ہونے کی

[1] هدی الساری مقدمة فتح الباری، ص2

Marfat.com

غرض سے باب میں ایسی احادیث لاتے ہیں جو کے ان کے شرط کے موافق ہوتیں ہیں اور ترجمہ میں مذکورہ حدیث کی صحت کی گواہی بھی دیتی ہیں۔"

2...... ((ویذکر احیانا فی ترجمة الباب مسئلة استنبطها عن احادیث صحیحة علی شرطه سواء کانت من صریح النص او اشارة النص او الاقتضاء ثم یورد فی الباب احادیث او آیات تکون دلیلا للمسئلة المذکورة فی ترجمة الباب ولکن لیس بوسع کل واحد ان یدرك وجه الاستدلال ادراکا کاملا.)) ☆

"اور بعض اوقات ترجمۃ الباب میں کوئی ایسا مسئلہ ذکر فرماتے ہیں کہ جو آپ نے اپنی شرط کے موافق احادیثِ صحیحہ سے نکالا ہوتا ہے پھر چاہے (استنباط) صریح النص، اشارة النص یا پھر اقتضاء النص ہی سے کیوں نہ ہو اس کے بعد آپ ترجمۃ الباب میں مذکورہ مسئلہ کی تائید کی خاطر آیات یا پھر احادیث بھی باب میں لاتے ہیں، لیکن وجہ الاستدلال کا کامل ادراک اخذ کرنا ہر کسی کے بس کا کام نہیں۔"

3...... ((واحیانا یذکر فی ترجمة الباب مسئلة قال بها جماعة من المسلمین من قبل ثم ثبت لدیه حسب تحقیقه واجتهاده ما یدل علیه او یشهد له او یرجحه وفی مثل هذه المواضع یقول الامام البخاری فی ترجمة الباب "باب من قال کذا" او "ذهب الی کذا.))

☆...... 1 – 14 تک کے تمام نکات (مقاصد تراجم ابواب صحیح البخاری فی ضوء فقه البخاری فی تراجمه، پاکستان جرنل آف اسلامك ریسرچ، 2012ء، شماره 10، ص 214–217) سے ماخوذ ہیں۔ (جبکہ یہ نکات ابن منیر کی مشہور کتاب "المتواری علی تراجم ابواب البخاری" سے لیے گیے ہیں، جو کے اسی کتاب سے آگے بالتفصیل آرہے ہیں)۔

Marfat.com

''اور بعض اوقات ترجمۃ الباب میں کوئی ایسا مسئلہ ذکر فرماتے ہیں کہ جس کا قول آپ سے پہلے مسلمانوں کی ایک جماعت نے کیا ہو، پھر بعد میں وہی مسئلہ آپ کے نزدیک آپ کی اپنی تحقیق اور اجتہاد کے مطابق ثابت ہوا ہو جو کہ اس پر دلالت کرتا ہو، اس کی گواہی دیتا ہو یا پھر اس کو راجح قرار دیتا ہو، اور ان مواضع کی مثال امام بخاری رحمہ اللہ کا ترجمۃ الباب میں ''باب من قال کذا'' اور ''ذھب الی کذا'' کا فرمانا ہے۔''

4...... ((واحیانا یذکر فی ترجمة الباب مسئلة وردت فیها احادیث مختلفة فیجمع فی الباب تلك الاحادیث المختلفة ویقصد من هذا التسهیل فی الجمع بینهما او الترجیح والاستنباط .))

''اور بعض اوقات ترجمۃ الباب میں کوئی ایسا مسئلہ ذکر فرماتے ہیں کہ جس کے بارے میں مختلف احادیث وارد ہوتیں ہیں چنانچہ آپ اس باب میں وہ مختلف احادیث جمع فرما دیتے ہیں اور اس سہولت سے آپ کا مقصد ان احادیث کے مابین جمع یا ترجیح اور ان میں سے مسائل کا استنباط کرنا ہوتا ہے۔''

5...... ((واحیانا تکون الادلة متعارضة فی مسئلة ما کما سبق تترجح عند الامام البخاری او تحقق صورة التوفیق فیذکر الجمع بینهما فی ترجمة الباب ثم یورد تلك الادلة المتعارضة لکی تنشا فی المتعلم قوة الجمع والتوفیق بین تلك الادلة التی ظاهرها التعارض .))

''اور بعض اوقات کسی مسئلہ میں دلائل متعارض ہوتے ہیں پھر اگر امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی دلیل کو راجح قرار دیا ہوتا ہے یا موافقت کی صورت کی تحقیق کی ہوتی ہے تو ایسی صورت میں آپ ترجمۃ الباب میں ان دونوں دلائل کے مابین جمع کرنا

Marfat.com

ذکر فرماتے ہیں اور بعد میں انہیں ادلۂ متعارضہ کو لاتے ہیں تا کہ طالب علم میں ان ظاہری متعارض دلائل کے مابین جمع کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔''

6...... ((واحیانا یذکر عدة احادیث فی اثبات ترجمة الباب ویری فی تلك الاحادیث من الفوائد المهمة والضروریة التی یجب التنویة بها فمثل هذه المواضع یکتب فیها "باب" بدلا من "فائدة" او "التنبیه" ویظن القارئ انه بدا مسئلة جدیدة مع انه لیس فی الحقیقة باب جدید بل هو کما جرت عادة المؤلفین بانهم یذکرون فی مثل هذه المواضع "قف" او "فائدة" او "التنبیه" لکن الامام البخاری لا یحب غیر کلمة باب ولا مشاحة فی الاصطلاح وذلك کما ورد فی کتاب بدا الخلق ترجمة باب قول الله عز و جل "وبث فیها من کل دآبة۔"❶...... فذکر فیها حدیثا یوافق هذه الترجمة ثم قال "باب خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال ۔"❷

''اور بعض اوقات ترجمۃ الباب کے اثبات میں آپ چند احادیث ذکر فرماتے ہیں حالیکہ آپ ان احادیث میں ضروری اور اہم فوائد پاتے ہیں چنانچہ ایسے مقامات کی مثال یہ کہ آپ لفظ "فائدة" یا "التنبیه" کی جگہ لفظ ''باب'' لکھتے ہیں، نیز پڑھنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ شاید یہاں سے کوئی نیا مسئلہ شروع ہو گیا ہے، جبکہ درحقیقت وہ کوئی نیا باب نہیں ہوتا، بلکہ مؤلفین کی عادت کے موافق جاری ہوا ہوتا ہے بایں طور کہ وہ ان جیسے مقامات پر ''قف'' یا ''فائدۃ'' یا

---

❶ الجامع الصحیح للامام البخاری رحمہ اللہ، طبع دار السلام، ریاض، 1999ء، کتاب بدء الخلق، باب قول اللہ عز وجل و بث فیها من کل دآبة، ص 109

❷ ایضا، ص 180

Marfat.com

"التنبیه" جیسے الفاظ لاتے ہیں، جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کو لفظ باب نہایت پسند ہے اور مقولہ مشہور ہے کہ "لا مشاحة فی الاصطلاح "(یعنی اصطلاح میں کسی پر کوئی پابندی نہیں) اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ کتاب بدأ الخلق میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وبث فيها من كل دابة﴾ کا ترجمہ وارد ہوا ہے، چنانچہ آپ نے اس باب میں اسی ترجمۃ الباب کے موافق احادیث بیان کی ہیں اور پھر فرمایا کہ "باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال۔"

7...... ((واحيانا يذكر كلمة "باب" بدل من حاء التحويل او قولهم "وبهذا الاسناد" كما فعل فى كتاب بدأ الخلق هذا "باب ذكر الملائكة۔"[1]

''اور بعض اوقات حاء التحويل یا قولهم کی جگہ کلمہ ''باب'' یا "وبهذا الاسناد" ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ آپ نے كتاب بدأ الخلق میں باب ذكر الملائكة ذکر کیا ہے۔''

8...... ((واحيانا يذكر تحت ترجمة الباب حديثا لا يدل على الترجمة وليست له علاقة بالترجمة حسب الظاهر من الفاظ الحديث المذكور ولكن للحديث طرق مختلفة والفاظ بعض الطرق تدل على الترجمة يقصد من ذكر هذا ان لهذه الترجمة اصلا وليست بدون اصل تماما .))

''اور بعض اوقات ایسی حدیث بھی ذکر کرتے ہیں جو کہ بظاہر نہ تو ترجمۃ الباب پر دلالت کرتا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی تعلق ہوتا لیکن چونکہ اس حدیث کے مختلف طرق ہوتے ہیں اور بعض طرق کے الفاظ ترجمہ پر دلالت کرتے ہیں، لہٰذا

[1] ایضا، ص311

Marfat.com

آپ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس ترجمہ کے لیے کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔"

9...... ((واحيانا يذكر في ترجمة الباب رايا ذهب اليه بعض الناس او يمكن ان يقول به احد في المستقبل ولكنه لا يرى صحة ذلك .))

"اور بعض اوقات آپ ترجمۃ الباب میں کوئی ایسی رائے بھی لاتے ہیں جو کہ یا تو کسی کا مذہب ہوتا ہے یا ممکن ہو کہ کوئی مستقبل میں ان جیسا قول کرے حالیکہ آپ اس کی صحت کو صحیح نہیں پاتے۔"

10...... ((و هكذا قد يورد في ترجمة الباب حديثا ليس بصحيح عنده رحمه الله و يورد في الباب احاديث صحيحة فيقصد منها الرد على ذلك المذهب او ذلك الحديث المذكور في الترجمة .))

"اور اسی طرح بعض اوقات ترجمۃ الباب میں ایسی حدیث بھی وارد ہوتی ہے جو کہ آپ کے نزدیک صحیح نہیں ہوتی، جبکہ باب میں بہت سی صحیح احادیث وارد ہوئیں ہیں، چنانچہ آپ کا مقصد ان کے بیان کرنے سے اس مذہب یا ترجمہ میں مذکورہ حدیث پر رد کرنا ہوتا ہے۔"

11...... ((واحيانا يذكر بعد ترجمة الباب اثر الصحابي او تابعي بدلا من الحديث المرفوع او يكتفي بذكر الآيات فقط ويفعل مثل هذا في الغالب اذا كان لفظ الترجمة جزء من حديث ليس على شرط البخاري ويشير بهذا الى ان الحديث وان كان ورد بهذا اللفظ الا انه ليس صحيحا على شرطه ومع ذلك فهو صالح للعمل .))

"اور بعض اوقات ترجمۃ الباب کے بعد مرفوع حدیث کی جگہ صحابی رضی اللہ عنہ یا

Marfat.com

تابعی رحمہ اللہ کا اثر لاتے ہیں یا پھر صرف آیات پر ہی اکتفاء کرتے ہیں، اور آپ اکثر یہی رویہ اپناتے ہیں جب ترجمہ کا لفظ کسی ایسی حدیث میں سے ہو جو کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شرط پر نہ ہو، اور اس کے ذریعے سے آپ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اگرچہ حدیث ترجمہ میں موجود لفظ کی بناء پر ان کی شرط کے موافق تو نہیں، لیکن پھر بھی وہ قابلِ عمل ہے۔"

12...... ((واحیانا یذکر فی ترجمة الباب آیة من القرآن ویشرحها بالحدیث او یخصص عمومها او یقید اطلاقها او یعین محتملاتها او یذکر حدیثا فی ترجمة الباب ویقصد من الایة تخصیصها او تعیین احد الاحتمالات او شرحها.)) [1]

"اور آپ بعض اوقات ترجمۃ الباب میں کوئی ایسی قرآنی آیت بھی لاتے ہیں جس کی تشریح حدیث کے ذریعے سے کرتے ہیں یا پھر اس کو خاص، مقید یا معین کردیتے ہیں، اور یا پھر ترجمۃ الباب میں کوئی حدیث ذکر فرما دیتے ہیں جس کا مقصد اس کا قرآنی آیت کے ذریعے سے مقید، معین بنانا یا پھر اس کی تشریح کرنا ہوتا ہے۔"

13...... ((واحیانا یقصد فقط تمرین طلّاب الحدیث علی الاستدلال بالحدیث حسب المسئلة المطروحة.)) [2]

"اور بعض اوقات آپ کا مقصد حدیث کے طالب علموں کو ایک حدیث سے مسئلہ کے استدلال کی مشق کرانا ہوتا ہے۔"

14...... ((لقد سلك الامام البخاری فی کثیر من تراجم ابوابه مسلك اهل السیر والمؤرخین وهو استنباط امر خاص

---

[1] رسالة شرح تراجم ابواب صحیح البخاری، ولی الله بن عبدالرحیم، الدهلوی، طبع دارالحدیث، بیروت، 1997ء، ص125 [2] ایضا

Marfat.com

لیتعلق بحادث ما من طرق الروایات والفقهاء یتعجبون من هذا لعدم ممارستهم بهذا الفن ولکن اهل السیر یعتنون به اعتناء خاصا.)) ❶

''بلاشبہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے اکثر تراجم الابواب میں اہل سیر اور مؤرخین کے مسلک کی پیروی کی ہے، اور وہ کسی خاص امر کا استنباط کرنا جو کسی ایسے امر حادث سے متعلق ہو جو کہ بہت سی روایات میں سے ہو، اور فقہاء اس کے بارے میں متعجب ہوں بوجہ اس فن سے عدم ممارست کے، جبکہ اہلِ سیر اس کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ کے تراجم الابواب کے حوالہ سے نور الدین عتر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((ولدی الرجوع إلی تلك الدراسات لتراجم البخاری فی " صحیحه " وجدنا جُهُودًا کبیرة ضخمة، دراسات مفصلة حافلة، قد تناولت تراجم الامام البخاری علی سبیل التفصیل، ترجمة بعد ترجمة، لکن هذه الدراسات مع غزارة فائدتها لم تضبط تراجم البخاری بتقسیم یصنفها تصنیفا کاملاً، ولیبین مسالك کل صنف منها، اللهم إلا محاولتین لضبط هذه التراجم وتصنیف أنواعها.)) ❷

''ہم نے صحیح بخاری میں تراجم بخاری کے جائزے لیتے ہوئے، اس میدان میں بہت ساری کوششوں کو پایا، تفصیلی دراسات پائے، نتیجتاً فرداً فرداً تراجم کی تفصیل

---

❶ المتواری علی تراجم ابواب البخاری، احمد بن محمد، ابن منیر، (م683ھ)، طبع دار السلفیہ، المدینہ المنورہ، س ن، ص211

❷ الامام البخاری وفقه التراجم فی جامعه الصحیح، محمد عتر، نور الدین، مجلة الشریعت و الدراسات الاسلامیة، کویت، 1406ھ، ج1، ص71

Marfat.com

کا اہتمام کیا گیا ہے اگرچہ یہ تفصیلات مع اپنے کثیر الفوائد ہونے کے باوجود بھی ان تراجم کی ایسی مکمل تفصیل نہیں کہ جو ہر قسم کے راستوں (یعنی اشکالات وغیرہ) کو کھولتا ہو، بلکہ یہ تو صرف تراجم اور ان کے اقسام کی درجہ بندی کی دو کوششیں ہیں۔“

آگے لکھتے ہیں:

((فقد قسم الحافظ ابن حجر التراجم إلى قسمين: ظاهرة وخفية، ثم مضى فى الشرح .))

”حافظ ابن حجر نے تراجم کو دو حصوں پر تقسیم کیا ہے: تراجم ظاہرہ اور تراجم خفیہ، پھر ان کی تشریح کی ہے۔“

آگے ان پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

1...... ((أنه لَمْ يُعْنَ بالتفصيل للتراجم الظاهرة، وَلاَ بَيَّنَ مسالك البخارى فيها، وما امتاز به منها .))

”ابن حجر نے تراجم ظاہرہ کی پوری تفصیل نہیں کی، نہ ہی ان میں امام بخاری کے مسلک کو واضح کیا اور نہ ہی ان کو جدا کیا ہے۔“

2...... ((أنه تداخل معه بحث التراجم الخَفِيَّةِ بالتراجم الظَّاهِرَةِ))

”اس نے تراجم خفیہ کو تراجم ظاہرہ میں داخل کر دیا ہے۔“

3...... ((أنه لم يستكمل كل أنواع التراجم، فلم يذكر النوع الثالث من تقسيمنا الذى أطلقنا عليه اسم التَّرَاجِمَ المُرْسَلَةَ .)) [1]

”اس نے تراجم کی ہر نوع کو مکمل نہیں کیا، چنانچہ اس نے تیسری قسم ہماری تقسیم

[1] ایضا، ص 72

Marfat.com

میں سے یعنی تراجم مرسلہ کا ذکر نہیں کیا۔"

نیز آپ لکھتے ہیں:

((المحاولة الثانية: لِلْعَلَّامَةِ مُحَدِّثُ الهِنْدِ وَلِيُّ اللهِ الدَّهْلَوِي فی کتابه " شرح تراجم أبواب البخاری " صَدَّرَ بِهَا كِتَابَهُ هذا.))

"دوسری کوشش علامہ محدث الہند ولی اللہ دہلوی کی ہے جنہوں نے اپنی کتاب کی ابتدا" شرح تراجم أبواب البخاری" سے کیا۔"

((أنه يترجم بحديث مرفوع ليس على شرطه، ويذكر فی الباب حديثًا شاهدًا له على شرطه))

"وہ (یعنی امام بخاری رحمہ اللہ) ترجمہ میں کوئی ایسی حدیث مرفوع لاتے ہیں جو ان کی شرط کے موافق نہیں ہوتا، اور باب میں ایسی حدیث لاتے ہیں جو ان کی شرط کے موافق ہو۔"

((أنه يترجم بمسألة استنباطها من الحديث بنحو من الاستنباط من نصه أو إشارته أو عمومه أو إيمائه.))

"وہ ترجمہ میں کوئی ایسا مسئلہ لاتے ہیں جو حدیث سے مستنبط ہو اس طور پر کہ مستنبط ہو اپنی نص، اشارے یا عموم سے۔"

((أنه يترجم بمذهب ذُهب إليه قبل، ويذكر فی الباب ما يدل عليه من غير قطع بترجيح ذلك المذهب، فيقول: باب من قال كذا.))

"وہ ترجمہ میں کوئی ایسا مذہب لاتے ہیں جس کی طرف پہلے سے ذہاب ہوا ہو، اور باب میں کوئی ایسی چیز لاتے ہیں جو اس مذہب کے راجح ہونے پر بغیر قطع کے دلالت کرتا ہو، پس وہ کہتے ہیں: باب من قال کذا۔"

Marfat.com

((أنـه يتـرجـم بمسألة اختلفت فيها الأحاديث ، فيأتي بتلك الأحاديث على اختلافها ، لِيُقَرِّبَ إِلَى الفَقِيهِ مِنْ بَعْدِهِ أَمْرَهَا ، مثالـه (بَـابُ خُـرُوجُ الـنِّسَـاءِ إِلَـى البُرَازِ) جمع فيه حديثين مختلفين .))

''وہ ترجمہ میں کوئی ایسا مسئلہ لاتے ہیں جس میں احادیث مختلف ہوں، پس ان احادیث کو اپنے اختلاف کے ساتھ لاتے ہیں، تاکہ بعد والے فقیہ پر اس کا معاملہ واضح ہو، اس کی مثال (بَـابُ خُرُوجُ النِّسَاءِ إِلَى البُرَازِ)اس میں انہوں نے دو مختلف حدیثیں جمع کیں ہیں۔''

((أنـه قـد تتـعارض الأدلة ويكون عند البخاري وجه التطبيق بينهـمـا ، بـحـمـل كـل واحد على محمل ، فيترجم بذلك المحمل إشارة إلى وجه التطبيق . مثاله: (بَابُ خَوْفِ المُؤْمِنِ أَنْ يُـحْبَـطَ عَـمَـلُـهُ ، وَمَـا يُـحْذَرُ مِنَ الاصْرَارِ عَلَى التَّقَاتُلِ وَالعِصْيَانِ) ، ذكر فيه حديث: سِبَـابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَاله كُفْر .))

''بعض اوقات دلائل متعارض ہوتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں دونوں میں وجہ التطبیق ہوتی ہے، بایں صورت کہ ہر ایک کو کسی محمل پر ڈال دے، پس وہ وجہ تطبیق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ترجمہ میں وہی محمل لاتے ہیں۔ اس کی مثال (بَـابُ خَـوْفِ الـمُـؤْمِـنِ أَنْ يُـحْبَـطَ عَمَلُهُ وَمَا يُحْذَرُ مِنَ الاصْـرَارِ عَـلَـى التَّـقَاتُلِ وَالعِصْيَان)، انہوں نے اس میں سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَاله كُفْر والی حدیث ذکر کی۔''

((أنـه قد يجمع في باب أحاديث كثيرة ، كل واحد منها يدل عـلـى الـتـرجـمة ، ثـم يظهر له في حديث واحد فائدة أخرى

Marfat.com

سوى الفائدة المترجم عليها، وَيُعَلِّمَ على ذلك الحديث بِعَلامَةِ الباب.))

"بعض اوقات وہ کسی باب میں بہت سی احادیث کو جمع کرتے ہیں، جن میں سے ہر ایک ترجمہ پر دلالت کرتا ہے، پھر جب اسے کسی ایک دوسری حدیث میں مترجم علیہ فائدہ کے علاوہ کوئی دوسرا فائدہ معلوم ہو جائے تو وہ اس حدیث پر علامۃ الباب کے ذریعے سے نشان لگا دیتا ہے۔"

((أنه قد يكتب لفظة (باب) مكان قول المُحَدِّثِينَ وبهذا الإسناد. وذلك حيث جاء حديثان بإسناد واحد.)) [1]

"بعض اوقات وہ محدثین کے قول وبهذا الإسناد کی جگہ لفظ باب لکھتے ہیں اور ایسا تب ہوتا ہے کہ جہاں دو حدیثیں کسی ایک سند سے آئیں ہوں۔"

شاہ صاحب رحمہ اللہ کے علاوہ نور الدین عتر رحمہ اللہ نے "جامع صحیح بخاری" کے تراجم الابواب کو بذات خود چار انواع پر تقسیم کیا ہے چنانچہ لکھا ہے:

((وهكذا كانت الحاجة مَاسَّةً لتقسيم حاصر، وتصنيف ضابط لأنواع فنون التراجم فی "صحيح البخاری"، وقد توصلنا إلى تقسيم مبتكر لأنواع التراجم عند البخاری، واستقام لنا هذا التقسيم على أربعة أنواع من التراجم، اخترنا لكل نوع منها تسمية، نرجو أن تكون مَحَلَّ القَبُولِ لَدَى العُلَمَاءِ الأَفَاضِلِ، وهذه الأنواع هی التالية:

"اس طرح صحیح بخاری کے تراجم کی ایک محدود اور عمدہ درجہ بندی کی ضرورت محسوس ہوئی، اور بلاشبہ ہم نے تراجم بخاری کی ایک اعلیٰ تقسیم کو پایا ہے، اور

---

[1] (ا) ایضا، ص 73، 72 (ب). رسالة شرح تراجم ابواب صحيح البخاری، ولی الله بن عبدالرحيم، الدهلوی، طبع دارالحديث، بيروت، 1997ء، ص 2-5

تراجم میں سے ہم پر یہ تقسیم چار انواع کی ظاہر ہوئی، ہم نے ہر نوع کا نام رکھا، اس امید پر کہ افاضل علما کے ہاں یہ مقبول ہوگی، اور وہ انواع یہ ہیں:

أَوَّلاً: ......التَّـرَاجِـمُ الظَّاهِرَةُ: وهى التى تطابق الأحاديث التى تـخـرج تـحتهـا مـطـابقة واضحة جليلة، دون حاجة للفكر والنظر.

''پہلی قسم: ......تراجم ظاہرہ: وہ ہیں کہ جن کے تحت وہ احادیث ہیں جو کہ واضح طور پر بغیر کسی غور وفکر کے مطابقت رکھیں۔''

((ثَانِيًا :...... التَّـرَاجِـمُ الاسْتِنْبَاطِيَّةُ: وهى التى تدرك مطابقتها لـمـضـمـون الـبـاب بـوجـه مـن البحث والتفكير القريب أو البعيد.))

''دوسری قسم: ......تراجم استنباطیہ: وہ ہیں کہ جن کی مطابقت مضمون الباب سے تھوڑی بہت غور وفکر کرنے حاصل ہوں۔''

((ثَـالِثًا: ......التَّـرَاجِـمُ الـمُـرْسَـلَةُ: وهى التى اكتفى فيها بلفظ (بـاب)، ولـم يُعَنْوِنْ بشىء يدل على المضمون بل ترك ذلك العنوان.))

''تیسری قسم: ......تراجم مرسلہ: وہ ہیں کہ جن میں لفظ باب ہی پر اکتفا کیا گیا ہو، اور کسی ایسی چیز کے ساتھ جو اس کے مضمون پر دلالت کرے عنوان نہ دیا گیا ہو، بلکہ اس عنوان کو چھوڑ دیا ہو۔''

((رَابِعًا: ...... التَّـرَاجِمُ المُفْرَدَةُ: وهى تراجم لا يُخْرِجُ البخارى فيها شَيْئًا من الحديث للدلالة عليها.)) [1]

---

[1] الامام البخارى وفقه التراجم فى جامعه الصحيح، محمد عتر، نور الدين، مجلة الشريعت و الدراسات الاسلامية، كويت، 1406ھ، ج1، ص74

Marfat.com

''چوتھی قسم:.......تراجم مفردہ: وہ ایسی تراجم ہیں کہ جن میں امام بخاری رحمہ اللہ ان پر دلالت کرنے کی غرض سے کوئی حدیث نہیں لائے۔''

نورالدین عتر رحمہ اللہ کی اس تقسیم پر بالترتیب چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

1...... ((قول البخاری (بَابُ الْمَاءِ الدَّائِمِ) ثم أخرج فیه الحدیث: "لاَ یَبُولَنَّ أَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِی لاَ یَجْرِی، ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیهِ☆")) ❶

''امام بخاری رحمہ اللہ کا قول بَابُ الْمَاءِ الدَّائِمِ پھر اس کے تحت حدیث: لاَ یَبُولَنَّ أَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِی لاَ یَجْرِی، ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیهِ کو لائے ہیں۔''

2...... ((مثاله عند "البخاری" ما ذکر الامام بدر الدین بن جماعة فی "مناسبات تراجم البخاری" قال "فَتَارَةً یَخْتَصِرُ الْحَدِیثَ الْمُتَضَمِّنَ حُکْمَ تَرْجَمَةِ الْبَابِ، وَیُحِیلُ فَهْمَ ذٰلِكَ عَلَی مَنْ یَعْرِفُهُ مِنْ أَهْلِ الْحَدِیثِ، کَحَدِیثِ أَبِی سَلَمَةَ فِی الشِّعْرِ فِی الْمَسْجِدِ، فَإِنَّ الْحَدِیثَ الَّذِی أَوْرَدَهُ لَیْسَ فِیهِ تَصْرِیحٌ بِالْمَسْجِدِ، لٰکِنَّهُ جَاءَ مُصَرِّحًا بِهِ فِی رِوَایَةٍ أُخْرَی، فَاکْتَفَی بِالْإِشَارَةِ فِی الْحَدِیثِ إِحَالَةً عَلَی مَعْرِفَةِ أَهْلِهِ.)) ❷

''اس کی مثال امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں وہ ہے جو امام بدر الدین بن جماعہ نے ''مناسبات تراجم البخاری'' میں ذکر کی ہے، وہ کہتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ

☆......الجامع الصحیح للامام البخاری رحمہ اللہ، طبع دار السلام، ریاض، 1999ء، کتاب الوضوء، باب البول فی الماء الدائم، حدیث 239

❶ هدی الساری مقدمة فتح الباری، ص 57

❷ الامام البخاری وفقه التراجم فی جامعه الصحیح، محمد عتر، نورالدین، ج 1، ص 82۔(بحوالہ ورقة من النسخة المخطوطة بمکتبة الاوقاف، حلب، الخزانة الاحمدیة، رقم 318)

Marfat.com

بعض اوقات ایک حدیث کو مختصر کر دیتے ہیں جو ترجمۃ الباب کے حکم کو متضمن ہوتا ہے، اور اہل الحدیث میں سے جو اس کی سمجھ رکھتا ہو اس کے حوالے کر دیتے ہیں، جیسے حدیث ابی سلمہ کی جو کے مسجد میں شعر کہنے کے بارے میں ہے، پس بلاشبہ جو حدیث وہ لائے اس میں مسجد (میں شعر کہنے) کی تصریح نہیں ہے، لیکن ایک دوسری حدیث میں وہ اس کو بالتصریح لائے ہیں، پس وہ ایسی حدیث میں اشارہ کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں اس کے جاننے والوں کو حوالہ کرتے ہوئے۔''

3...... ((ومن ذلك في "الجامع الصحيح" قول البخاري في الجنائز، (بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى المَيِّتِ) وأخرج فيه حديث المغيرة: مَن نِيحَ عليه يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ...... ☆☆، وحديث عمر: الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْه ☆☆☆)) [1]

''اور انہیں میں سے ''جامع صحیح'' میں امام بخاری رحمہ اللہ کا قول جنائز میں (بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى المَيِّتِ) اور اس میں حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ: مَن نِيحَ عليه يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ لائے ہیں، اور حدیث عمر رضی اللہ عنہ: الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْه لائے ہیں۔''

4......((مثال ذلك قوله في (الصَّلاَةِ): (بَابُ يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ القِبْلَةَ)، قَالَهُ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، عَنِ النَّبِيِّ

☆☆......الجامع الصحيح للامام البخاري رحمه الله، طبع دار السلام، رياض، 1999ء، كتاب الجنائز، باب مايكره من النياحة على الميت، حديث 1291

☆☆☆...... الجامع الصحيح للامام البخاري رحمه الله، طبع دار السلام، رياض، 1999ء، كتاب الجنائز، باب مايكره من النياحة على الميت، حديث 1292

[1] هدى الساري مقدمة فتح الباري، ص 80، 81

Marfat.com

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .)) [1]

"اس کی مثال نماز میں ان کا قول: (بَابُ يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ)، اسے ابوحمید ساعدی نے حضور ﷺ سے نقل کیا۔"

جامع صحیح بخاری میں تراجم الابواب کا اجمالی نقشہ

یہ نقشہ محمد زکریا رحمہ اللہ کاندھلوی کی کتاب "الابواب و التراجم لصحیح البخاری" سے لیا گیا ہے:

رقم	التراجم المجردة المحضة التى ليس فيهاحديث ولا ذكر مع الترجمة شيئا من الآيات و الآثار
1	باب فضل الصدقة من كسب
2	باب التعجيل الى الموقف
3	باب الخروج فى الفزع وحده
4	باب جوائز الوفد
5	باب ذكر مصعب بن عمير
6	باب اذا اعتق عبدا بينه و بين آخر
7	باب ميراث العبد النصرانى والمكاتب النصرانى و اثم من ...... الخ
8	باب عمود الفسطاط تحت وسادته
9	باب اثم من قذف مملوكه (ليس فى محله)

....

[1] الامام البخاری وفقه التراجم فی جامعه الصحیح ، محمد عتر، نورالدین ، ج1، ص 87

Marfat.com

رقم	التراجم المجردة لكن جعل الآية ترجمة
1	باب قول الله تعالى (وابتلوا اليتٰمى)
2	باب (و اذا صرفنا اليك نفرا من الجن)
3	باب قول الله تعالى (و اذ قال ابراهيم رب اجعل)
4	باب (و اذ بوانا لابراهيم)......الخ
5	باب قول الله تعالى (و اذكر فى الكتٰب موسى)
6	باب (ان قٰرون كان من قوم موسى)......الخ
7	باب (وسئلهم عن القرية التى)......الخ
8	باب (و اضرب لهم مثلا اصحٰب القرية)......الخ
9	باب قول الله تعالى (و من لم يستطيع منكم) الى (غفور رحيم)
10	باب قول الله تعالى (يٰايها الذين اٰمنوا)......الخ
11	باب قول الله تعالى (وما كان لمؤمن ان يقتل)......الخ
12	باب (و اذ قال موسى لقومه ان الله يامركم)......الخ
13	باب (ام حسبت ان اصحٰب الكهف و الرقيم)
14	باب قول الله تعالى (و لو انهم صبروا)......الخ

....

رقم	التراجم غير المجردة التى ليس فيها حديث مسند لكن ذكر فى الترجمة آية او حديثا او اثرا
1	باب كيف كان بدء الحيض
2	باب استواء الظهر فى الركوع
3	باب يستقبل باطراف رجليه القبلة

Marfat.com

4 باب صلاۃ الطالب و المطلوب راکبا و ایماء

5 باب من صفّق جاھلا من الرجال. . . . . .الخ

6 باب الریاء فی الصدقة

7 باب لا یقبل اللہ صدقة من غلول

8 باب صدقة العلانیة

9 باب صدقة السر

10 باب المنّان بما اعطیٰ

11 باب المحصر و جزاء الصید

12 باب قول النبی ﷺ (اذا توضا فلیستنشق بمنخرہ الماء)

13 باب امر النبی ﷺ الیھود بیع ارضھم

14 باب من رمی جمرة العقبة و لم یقف

15 باب الاھلال من البطحاء

16 باب اذا وقف فی الطواف

17 باب صدقة الکسب و التجارة

18 باب من استاجر اجیرا فبین له الاجل......الخ

19 باب فی الشرب

20 باب من اخّر الغریم الی الغد

21 باب الانتصار من الظالم

22 باب العفو المظلوم

23 باب اماطة الاذی

24 باب ماجاء فی البینة علی المدعی

25 باب اذا وقف شیا فلم یدفعه الی غیرہ

26 باب اذا قال داری صدقة اللہ

Marfat.com

27 باب قول الله تعالیٰ (و یسئلونك عن الیتٰمی)

28 باب من غزا و هو حدیث عهد بعرسه

29 باب من اختار الغزو بعد البناء

30 باب (فاما منا بعد و اما فداء)

31 باب هل للاسیر ان یقتل و یخدع ......الخ

32 باب قول النبی ﷺ للیهود (اسلموا تسلموا)

33 باب ما یعطی البشیر

34 باب اذا قالوا صبانا . . . . الخ

35 باب الموادعة من غیر وقت

36 باب فی النجوم

37 باب خلق آدم و ذریته

38 باب قوله تعالیٰ (ولقد ارسلنا نوحا . . . .)الخ

39 باب (و ان الیاس لمن المرسلین)

40 باب قصة اسحاق بن ابراهیم

41 باب (و اذا جاء هم امر من الامن)

42 باب (الذین استجابوا لله الرسول......)الخ

43 باب (هلم شهداء کم)

44 باب تفسیر سورة المائدة

45 باب قال ابن عباس......الخ

46 باب قوله تعالیٰ (و اعبد ربك)

47 باب ما یحل من النساء و ما یحرم

48 باب قول الله تعالیٰ (ولاجناح علیکم مما عرّضتم......)الخ

49 باب العدل بین النساء

Marfat.com

50 باب اذا قال فارقتك......الخ

51 باب لا طلاق قبل النكاح

52 باب اذا قال لامراته و هو مكره......الخ

53 باب الظهار

54 باب (و الّٰتی یئسن)

55 باب قوله تعالیٰ (و المطلقٰت......)الخ

56 باب و قال الله تعالیٰ (و الوٰلدٰت یرضعن......)الخ

57 باب الطاعم الشاكر......الخ

58 باب اكل المضطر

59 باب رفع الایدی فی الدعاء

60 باب الدعاء اذا هبط واديا

61 باب رؤيا يوسف

62 باب رؤيا ابراهيم

63 باب متیٰ یستوجب الرجل القضاء

64 باب ذكر الله بالامر......الخ

65 باب فضل العلم

66 باب ما جاء فی العلم

67 باب العلم قبل القول و العمل

68 باب ما جاء فی قول الله تعالیٰ (اذا قمتم......)الخ

---

(1) الابواب والتراجم لصحیح البخاری، الکاندھلوی، محمد زکریا بن یحیٰ، (م 1402ھ)، دار البشائر الاسلامیة، بیروت، الطبعة الاولیٰ، 1433ھ، ج 1، ص 243-248 راقم نے یہ نقشہ اس غرض سے پیش کیا، تاکہ قاری بیک وقت تمام تر ابواب وتراجم سے مطلع ہوجائے۔

Marfat.com

فصل سوم:

امام بخاری رحمہ اللہ پر فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کے اثرات کا جائزہ

دراصل اس بحث کو سمجھنے کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ کے مسلک و مذہب کو سمجھنا ہوگا، یعنی کیا امام بخاری رحمہ اللہ مقلد تھے یا مجتہد تھے؟ چنانچہ اس سلسلے میں علماء محدثین کی مختلف آراء ہیں، جو درج ذیل ہیں:

1...... ((قال محمد بن بشار (م 307ھ) :دخل اليوم سيد الفقهاء.)) ❶

"محمد بن بشار نے کہا: آج تو فقہا کے سردار داخل ہوئے۔"

2......((قال أبو مصعب أحمد بن أبي بكر المديني (م 241ھـ) : محمد بن إسماعيل أفقه عندنا وأبصر من ابن حنبل ، فلما اعترض عليه بعض جلسائه قائلا جاوزتَ الحد ، قال أبو مصعب لو أدركت مالكا ونظرت إلى وجهه ووجه محمد بن إسماعيل لقلت كلاهما واحد في الفقه والحديث.)) ❷

"احمد بن ابی بکر مدینی نے کہا: ہمارے نزدیک محمد بن اسماعیل زیادہ فقیہ، اور ابن حنبل سے زیادہ بصیرت والا ہے، پھر جب اس کے پاس بیٹھنے والے بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ آپ نے حد سے تجاوز کیا تو آپ نے کہا: اگر تم نے امام مالک کو پایا ہوتا اور ان کے چہرے اور محمد بن اسماعیل کے چہرے کو دیکھا

❶ تاریخ بغداد، ج2، ص6 ❷ ایضا، ص19

Marfat.com

ہوتا تب تم ضرور کہتے کہ: دونوں (علم) فقہ اور حدیث میں ایک ہیں۔"

3...... ((يقول ابن تيمية رحمہ اللہ (م758هـ): أما البخاری وأبو داود فإمامان فی الفقه من أهل الاجتهاد)) ❶

"ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام بخاری اور امام ابوداؤد فقہ میں مجتہدین ائمہ میں سے ہیں۔"

4...... ((يقول محمد أنور الكشميری رحمہ اللہ (م1352هـ): البخاری عندی سلك مسلك الاجتهاد و لم يقلد احدا فی كتابه .)) ❷

"محمد انور کشمیری کہتے ہیں: میرے نزدیک تو امام بخاری رحمہ اللہ مجتہد ہیں اور انہوں اپنی کتاب میں کسی کی بھی تقلید نہیں کی۔"

5...... ((يقول نور الدين عتر: أما البخاری فكان فی الفقه أكثر عمقا وغوصا وهذا كتابه كتاب إمام مجتهد غواص فی الفقه والاستنباط بمالا يقل عن الاجتهاد المطلق لكن على طريقة فقهاء المحدثين النابهين وقد قرأ منذ صغره كتب ابن المبارك وهو من خواص تلامذة أبی حنيفة ثم اطلع على فقه الحنفية وهو حدث كما أخبر عن نفسه واطلع على فقه الشافعی من طريق الكرابيسی كما أخذ عن أصحاب مالك فقهه فجمع طرق الاجتهاد إحاطة واطلاعا فتهيأ له بذلك مع ذكائه المفرط وسيلان ذهنه أن يسلك طريق المجتهدين

---

❶ مجموع الفتاوى، ابن تيمية، احمد بن عبد الحليم، (م728هـ) ، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، سعودی عرب، 1425هـ، ج20، ص40

❷ فيض البارى على صحيح البخارى، ج1، ص438

Marfat.com

ویبلغ شأوهم و هذا کتابه شاهد صدق علی ذلك حیث یستنبط فیه الحکم من الأدلة ویتبع الدلیل دون التزام مذهب من المذاهب والأمثلة التی ضمها بحثنا عن فقهه وما أوجزنا من القول فی عمق تراجمهم وتنوع طرق استنباطه یدل علی أنه مجتهد بلغ رتبة المجتهدین ولیس مقلدا لمذهب ما کما یدعی بعض أتباع المذاهب)) [1]

''نورالدین عتر لکھتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ فقہ میں کافی گہری نظر رکھتے تھے، اور یہ ان کی کتاب ایسی کتاب ہے جو فقہ و استنباط میں کامل بصیرت رکھنے والے مجتہد امام کی ہو، ایسا مجتہد کے جو بیدار وفقیہ محدثین کی راہ پر چلا ہو نہ کہ صرف مجتہد مطلق ہو، اور بلاشبہ انہوں نے کم سنی ہی میں ابن مبارک رحمہ اللہ جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے کی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا اور فقہ حنفیہ پر مطلع ہوئے اور یہ ان کی ابتدا تھی جیسا کہ انہوں خود اپنے بارے میں بتایا، اور امام کرابیسی سے فقہ شافعی سیکھی جیسا کہ امام مالک کے شاگردوں سے ان کی فقہ سیکھی، چنانچہ انہوں نے اجتہاد کے راستوں کا احاطہ کیا اور ان پر مطلع بھی ہوئے، پس اپنی ذکاوت وحاضر دماغی کے ساتھ وہ اس بات کے لیے تیار ہوئے مجتہدین کی راہ پر چلے اور اپنے عظم تک پہنچے اور یہ ان کی کتاب اس بات کا کھلی گواہی دیتا ہے کہ کس طرح سے انہوں نے دلائل میں سے ایک حکم نکالا اور کسی مذہب کی پیروی کیے بغیر ایک دلیل کے تابع ہوئے، اور وہ مثالیں جو وہ لائے اور جن سے ہم نے بحث کی اور جو ہم نے ان کے تراجم کی گہرائی اور استنباط کے اقسام کو مختصراً پیش کیا، یہ تمام تر اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مجتہد ہیں نہ کہ مقلد

---

[1] الإمام الترمذی والموازنة بین جامعة وبین الصحیحین- ارشیف ملتقی اهل الحدیث، نورالدین عتر، ج10، ص446، رقم 67752

Marfat.com

جیسا کہ بعض نے دعویٰ کیا ہے۔''

6......''قاضی ابن ابی یعلی الفراء رحمہ اللہ نے آپ کو "طبقات الحنابلہ" میں حنبلی المسلک بتایا ہے۔'' ❶

7......''علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے "طبقات الشافعیہ" میں آپ کو شافعی المسلک بتایا ہے۔'' ❷

8......''مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہاں ایک مسئلہ کہ اہل الحدیث اور ائمہ محدثین مقلد تھے یا غیر مقلد؟ پھر مقلد ہونے کی صورت میں کس کی تقلید کرتے تھے؟ اور بات یہ ہے کہ جو آدمی بڑا ہوتا ہے اس کو ہر ہر شخص چاہتا ہے کہ ہماری پارٹی میں شامل ہو جائے کیونکہ اس میں تجاذب اور کشش بہت ہوتی ہے اور ہر ایک اپنی طرف کھینچتا ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق غیر مقلدین تو کہتے ہیں کہ وہ غیر مقلد تھے اور مقلدین ان کو مقلد مانتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے شوافع نے اپنے طبقات میں ان کو شافعی تحریر کیا ہے، چکی کا پاٹ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ پختہ طور پر مجتہد تھے۔ اگرچہ فقہائے شافعیہ نے ان کو طبقاتِ شافعیہ میں اور غیر مقلدین نے اپنا کہا ہے لیکن چونکہ امام بخاری رحمہ اللہ احناف سے زیادہ ناراض ہے اس لیے نمایاں طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ شافعی ہیں حالانکہ امام بخاری رحمہ اللہ جتنے احناف سے ناراض ہیں اتنے ہی بلکہ اس سے کچھ زیادہ شافعیہ کے خلاف ہیں۔ چنانچہ الوضوء من القبلة اور قنوت فجر کا باب انہوں نے اپنی کتاب میں نہیں باندھا اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے

❶ طبقات الحنابلة، محمد بن محمد، ابن ابی یعلی، (م 526ھـ)، دار المعرفة، بیروت، س ن، ج 1، ص 271

❷ طبقات الشافعیه الکبریٰ، عبدالوهاب بن تقی الدین، السبکی، (م 771ھ)، هجر للطباعة و النشر و التوزیع، 1413ھ، ج2، ص3

Marfat.com

پاس روایت موجود نہیں بلکہ قنوتِ فجر اور درود شریف کی احادیث موجود ہیں ایسے ہی قلتین اور درود شریف کا بھی باب نہیں باندھا حالانکہ ”درود فی الصلاۃ“ شافعیہ کے یہاں واجب ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مسائل ہیں اور اگر امام صاحب رحمہ اللہ کو مقلد مان ہی لیا جائے تو یہ ہمارے جیسے مقلد نہیں کہلائے جائیں گے کہ بس جو امام نے کہ دیا اسی پر عمل کرلیا بلکہ چونکہ ان کے پاس ایسے ذرائع تھے جن سے وہ اقوالِ ائمہ کو دلائل کی روشنی میں پرکھ سکتے تھے۔“ ❶

9...... ”مفتی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

”امام بخاری کا مجتہد ہونا اور امام شافعی کا مقلد نہ ہونا اس طور پر ثابت ہے کہ صحیح بخاری میں امام شافعی سے آپ نے کچھ اخذ نہیں کیا۔ صرف ایک جگہ بلفظ ابن ادریس ان کا نام تو لیا ہے۔ مگر نہ ان سے کوئی حدیث لی ہے۔ اور نہ کوئی کسی اجتہادی مسئلہ میں ان کی پیروی ہے۔ اور نہ کسی جگہ میں ان کا نام لے کر کسی مسئلہ میں ان کی تائید کی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ امام شافعی کو لائق اتباع و باخذ روایت نہیں سمجھتے تھے۔ اگر ایسا سمجھتے تو ان کی روایت کو ترک نہ کرتے۔ پس باوجود ثقہ ہونے امام شافعی کے، ان سے امام بخاری نے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ تو پھر وہ امام شافعی کو اپنا امام کب سمجھ سکتے تھے۔ اور ان کی تقلید کیسے اختیار کر سکتے تھے۔ اگر امام بخاری امام شافعی کے مقلد ہوتے۔ تو امام شافعی سے کسی مسئلہ میں اختلاف نہ کرتے۔ جیسا کہ بہت سے مسائل میں آپ نے امام شافعی سے اختلاف کیا ہے۔ مثلاً امام شافعی فرماتے ہیں کہ انسان کے بال بدن سے جدا ہونے پر نجس و ناپاک ہوجاتے ہیں۔ اور جس پانی میں وہ بال

---

❶ تقریر بخاری شریف اُردو، محمد زکریا کاندھلوی، مکتبۃ الشیخ، بہارآباد، کراچی، س ن، ج 1، ص 44

Marfat.com

پڑ جائیں وہ پانی ناپاک اور پلید ہو جاتا ہے۔ سو امام بخاری نے اس قول کو اپنی کتاب میں رد کیا ہے۔ اور اس پانی کا پاک ہونا اختیار فرمایا ہے۔ چنانچہ عینی نے شرح بخاری میں فرمایا ہے۔ "یعنی ابن ابطال نے کہا ہے مراد امام بخاری کی شافعی کے قول کو رد کرنا ہے۔'' امام شافعی فرماتے ہیں کہ وضو میں تمام سر کا مسح کرنا واجب نہیں ہے بلکہ ایک دو بال کا مسح بھی کافی ہے۔ سو امام بخاری نے اس قول کا خلاف کیا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں امام مالک کا وہ قول وارد کیا ہے جس سے بعض حصہ سر کے مسح کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔ امام شافعی کا قول ہے کہ سونے چاندی کی زکوٰۃ میں صرف دینار درہم لیے جائیں نہ کے ان کی قیمت کے کپڑے سو امام بخاری نے اس کا خلاف کیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ کپڑے وغیرہ بھی زکوٰۃ میں لینے درست ہیں۔ چنانچہ بخاری میں باب العرض فی الزکوٰۃ کا باب باندھا ہے۔ علامہ عینی اپنی شرح میں لکھتے ہیں۔ کہ اس حدیث کے ساتھ ہمارے لوگوں (یعنی حنفیہ) نے دلیل پکڑی ہے۔ اس پر کہ زکوٰۃ میں قیمت دینی جائز ہے۔ اور اسی واسطے ابن رشید نے کہا کہ بخاری اس مسئلہ میں باوجود یہ کہ حنفیوں کے ساتھ بہت مخالف ہیں موافق ہو گئے ہیں۔ اور کرمانی شارح بخاری نے کہا ہے۔ کہ امام شافعی کے نزدیک زکوٰۃ میں قیمت دینی جائز نہیں ہے۔ امام شافعی کا قول ہے کہ جیسا امام مالک کا قول ہے۔ کہ ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر کے مسکینوں کے واسطے منتقل نہ ہو۔ سو امام بخاری نے اس کا خلاف کیا۔ اور اپنی صحیح میں فرمایا کہ جہاں کہیں فقیر ہوں۔ ان کو زکوٰۃ دی جائے چنانچہ لکھا ہے:

"باب اخذ الصدقة عن الاغنياء ورده على الفقراء حيث كانوا۔"

على هذ القياس صحیح بخاری میں اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں۔ پس ان

Marfat.com

مثالوں کو دیکھ کر کوئی منصف مزاج یہ نہیں کہہ سکتا کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلد تھے۔ ہاں یہ بات مسلم ہے کہ امام بخاری کو بہت سے مسائل میں امام شافعی کی رائے سے اتفاق ہے۔ مگر چونکہ کئی ایک مسائل میں ان کو امام شافعی سے اختلاف بھی ہے۔ لہٰذا اس امر کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ان مسائل اتفاقیہ کے لحاظ سے امام بخاری کو امام شافعی کا مقلد ٹھہرایا جاوے اور ان مسائل اختلافیہ کے لحاظ سے ان کو تارک تقلید امام شافعی نہ خیال کیا جاوے۔ یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔ جس کا کوئی عقل وانصاف والا قائل نہیں ہوسکتا۔'' [1]

جائزہ

ان تمام تر اقوال اور ان کے علاوہ اور کئی اقوال کے نتیجے میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ دراصل امام بخاری رحمہ اللہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے بھی مقلد نہ تھے، بلکہ آپ رحمہ اللہ کے تراجم کے تحقیقی مطالعے سے کوئی محقق اس بات کا اندازہ آسانی سے لگا سکتا ہے کہ آپ مجتہدِ مطلق ہی تھے۔ آپ نے خود اپنے ہی فقہی اصول کے تحت اپنی جامع میں ابواب قائم کیے اور مسائل کا استخراج کیا، آپ باوجود یہ کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے شاگردِ رشید تھے لیکن اکثر مسائل میں آپ کا ان سے اختلاف پایا جاتا ہے، آپ رحمہ اللہ کا یہی اسلوب امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ بھی رہا بہت ہی کم مسائل میں ان کے موافق رہے، جبکہ حیرت کی بات یہ ہے کہ جتنی موافقت آپ کی اکثر مسائل میں احناف کے ساتھ رہی کم ہی اروں کے ساتھ اتنی موافقت کی۔ واللہ اعلم

---

[1] امرتسری، ثناء اللہ-راز، محمدداؤد، فتاویٰ ثنائیہ، ادارہ ترجمان السنۃ، لاہور، 1972ء، ج1، ص38

Marfat.com

باب سوم

استخراج المسائل اور فقہ الحدیث کے میدان میں امام ابو حنیفہؒ اور امام بخاریؒ کے اختلاف کا جائزہ

فصل اوّل:...... ائمہ احناف اور امام بخاری رحمہ اللہ کے فقہی اُصولوں کا جائزہ

جامع صحیح میں امام بخاری رحمہ اللہ کے بنیادی اصولِ استنباط

1۔اضافت کے عموم کے ساتھ احکامات کا استنباط کرنا:

اس کی مثال "باب اذا فاته العيد يصلي ركعتين، وكذالك النساء ومن كان في البيوت والقرى" ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث نقل کی ہے "هذا عيدنا اهل الاسلام" کہ یہ اہل اسلام کی عید ہے۔اس حدیث عید کی جو اضافت اہل اسلام کی طرف کی گئی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے عموم سے استنباط کیا ہے، حتی کہ انہوں نے عورتوں، بستی والوں اور معذوروں کے لیے بھی عید کی نماز میں شریک ہونا ثابت کیا ہے۔[1]

2۔الفاظ کے عموم سے کسی مسئلے کا استنباط کرنا:

اس کی مثال ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے کہ جس میں زانیہ لونڈی کی بابت استفسار کیا گیا، یعنی اگر وہ بار بار زنا کرے اور پاکیزگی اختیار نہ کرے تو کیا حکم ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] فتح الباری، ج2، ص475

Marfat.com

"ثم ان زنت فلیجلدها الحد ثم بیعوها بعد الثالثة و الرابعة" ❶

"پھر اگر وہ زنا کرے تو اس پر حد قائم کر بعد ازاں اگر وہ تیسری اور چوتھی دفعہ زنا کرے تو اس کو بیچ ڈال۔"

اب امام بخاری رحمہ اللہ نے لفظ امة کے عموم سے مدبر غلام کی بیع وشراء کے جواز کا حکم بھی مستنبط کیا ہے، کیونکہ یہ لفظ مدبرہ لونڈی اور دوسری تمام تر لونڈیوں کو شامل ہے۔ ❷

3۔ دلالت النص سے مسئلہ کا استنباط کرنا:

اس کی مثال "باب الاستماع فی الخطبة" میں وارد یہ حدیث "فاذا خرج الامام طووا الصحف ویستمعون الذکر" ❸ ہے، اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ جب فرشتے ذکر الٰہی کو سننے کے واسطے اعمال نامے بند کر دیتے ہیں، تب جمعہ کا خطبہ تو بدرجۂ اولی سنتے ہوں گے۔

4۔ قیاس العلة سے مسئلہ کا استنباط کرنا:

اس کی مثال "باب فضل صلاة الفجر فی جماعة" میں وارد وہ حدیث ہے، جس میں اس شخص کی فضیلت آئی ہے جو نماز کا انتظار کرتا ہے حتی کہ ادا کر لیتا ہے یہ شخص اس آدمی سے زیادہ فضیلت والا ہے جو نماز عشاء ادا کر کے سو جاتا ہے۔ ❹ یہ حدیث نماز عشاء کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے پر دلالت کرتی ہے، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے نماز فجر کو جماعت سے ادا کرنے کی فضیلت کو قیاس العلة سے مستنبط کیا ہے، اور وہ ایسے کہ

---

❶ الجامع الصحیح للامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ، کتاب البیوع، باب بیع المدبر، طبعة باموق استنبول، س ن، حدیث 2234

❷ فتح الباری، ج4، ص423

❸ الجامع الصحیح للامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة، طبعة باموق استنبول، س ن، حدیث 3211

❹ الجامع الصحیح للامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ، کتاب الاذان، باب فضل صلاة الفجر فی جماعة، طبعة باموق استنبول، س ن، حدیث 651

Marfat.com

جب حدیث مذکور سے یہ ثابت ہوگیا کہ آدمی نماز عشاء کی جماعت کا انتظار بڑی مشقت سے کرتا ہے، تو یہ بات معلوم ہوئی کہ نماز فجر کو جماعت سے ادا کرنے میں زیادہ مشقت ہوتی ہے، لہٰذا اس کا اجر بھی زیادہ ہوگا۔

5۔ شرع من قبلنا سے استنباط کرنا:

اس کے بارے میں تو آپ خود فرماتے ہیں:

"شرع من قبلنا شرع لنا مالم ینکرہ شارعنا ﷺ" ❶

''جب تک شارع ﷺ نے ہم سے پہلی شرع پر انکار نہ کیا ہو وہ ہمارے لیے بھی شریعت ہے۔''

6۔ سد الذرائع و اعتبار المقاصد کے تحت مسائل کا استنباط کرنا:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث ((إنما الأعمال بالنیات)) کے تحت لکھتے ہیں: ''اور سد الذرائع اور ابطال التحیل پر اس حدیث سے استدلال کرنا قوی دلائل میں سے ہے۔'' ❷

7۔ عرف کا اعتبار کرتے ہوئے مسئلہ مستنبط کرنا:

امام بخاری رحمہ اللہ عرف کی حجیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ جس کی مثال یہ ہے:

ابو طیبہ رضی اللہ عنہ نے پیشگی طے کیے بغیر نبی کریم کو سینگی لگائی تو آپ ﷺ نے اس کے لیے کھجور کے ایک صاع کا حکم دیا۔ گویا اس وقت سینگی لگوانے کی اجرت ایک صاع معروف تھی، جسے پہلے طے نہیں کیا گیا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جس طرح اس ترجمۂ باب سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے فعل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے حجام کو مزدوری دی اور آپ نے یہ کام عرف کو مدنظر رکھ کر کیا اور امام حسن بصری بھی ایسا کرتے تھے۔ پس مزدوری دینا ان کے ہاں عرف عام تھا۔ ❸

---

❶ فتح الباری، ج3، ص363

❷ فتح الباری، ج15، ص360

❸ فتح الباری، ج4، ص498

Marfat.com

ائمہ احناف کے فقہی اُصول

علی بن محمد ائمہ احناف کے اصولِ فقہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"علم الشرايع والاحكام والاصل فی النوع الاول التمسك بالكتاب والسنة ومجانبة الهوى والبدعة ولزوم طريق السنة والجماعة الذى كان عليه الصحابة والتابعون ومضى عليه الصالحون وهو الذى كان عليه ادركنا مشايخنا وكان على ذلك سلفنا اعنى اباحنيفة وابايوسف ومحمدا وعامة اصحابهم رحمهم الله۔"❶

"علم الشرایع، احکام اور اصل کی پہلی قسم کتاب وسنت کا مضبوطی سے تھامنا، بدعت اور خواہشاتِ نفسانیہ سے بچنا ہے، نیز اہل سنت اور جماعت کے اس طریقہ کو لازمی پکڑنا ہے کہ جس پر صحابہ رضی اللہ عنہ اور تابعین رحمہ اللہ تھے اور جس پر وہ صالحین تھے کہ جس پر ہم نے اپنے مشایخ رحمہم اللہ کو پایا تھا اور اسی پر ہمارے بڑے تھے میری مراد ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد اور ان کے عام شاگرد ہیں اللہ ان پر رحم کرے۔"

ذیل میں ہم ہرایک کی مثال ذکر کرتے ہیں:

1...... "قال الله تعالى ﴿يايها الذين امنو اذا قمتم الى الصلاة فاغسلوا وجوهكم...... الاية﴾ ☆ ففرض الطهارة غسل الاعضاء الثلاثة ومسح الراس بهذا النص."❷

"اللہ کا فرمان ہے: اے ایمان والوں جب تم نماز قائم کرنے کے لیے کھڑے

---

❶ کشف بزدوی، علی بن محمد، فخر الاسلام، (م 482ھ)، میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی، س ن، ص 3

☆...... المائده: ٥: ٦

❷ الهداية: علی بن ابی بکر والمرغينانی، (593 ھ)، مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار، لاہور، ج: 1، ص. 17

Marfat.com

ہو جاؤ تو اپنے چہروں کو دھو لو۔ الآیہ، چنانچہ اس نص سے وضو کے فرائض تین اعضا (چہرہ، ہاتھ اور پاؤں) کا دھونا اور سر کا مسح کرنا ثابت ہوتا ہے۔“

2...... ”والمفروض فی مسح الراس مقدار الناصية وهو ربع الراس لما روى مغيرة بن شعبة ان النبی ﷺ......الخ“ [1]

”اور چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی وجہ سے کہ ایک دن آپ ﷺ ......الخ“

3...... ”نظام الدین شاشی رحمہ اللہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

”اجماع هذه الامة بعد ما توفی رسول الله ﷺ فی فروع الدين حجة موجبة للعمل بها شرعا و كرامة لهذه الامة۔“ [2]

اس کی مثال:...... رسول اللہ ﷺ نے صرف دورات تراویح باجماعت پڑھیں، اس کے بعد یہ فرما کر تراویح پڑھنی چھوڑ دی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ تمہارے اوپر فرض نہ کر دی جائے پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین عملاً وقولاً اختلاف رہا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پورے رمضان مواظبت کے ساتھ بیس رکعات باجماعت تراویح پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع منعقد ہو گیا۔ [3]

4...... ”قیاس کی مثال یہ ہے:

”قياس حرمة اللواطة على حرمة الوطی فی حالة الحيض بعلة الاذى المستفادة من قوله تعالى: ﴿ولا تقربوهن حتى

---

[1] الهداية، على بن ابی بكر، المرغينانی، (م593ھ)، مكتبه رحمانيه، اُردو بازار لاهور، س ن، ج1، ص18

[2] اصول الشاشی مع احسن الحواشی، احمد بن محمد، نظام الدين الشاشی، (م 344ھ)، المصباح، اُردو بازار، لاهور، س ن، ص78

[3] نصب الراية لعبد الله بن يوسف، ج: 2، ص: 153

Marfat.com

یطھرن﴾☆ ❶

5...... ''استحسان کی مثال یہ ہے:''جناب رسول اللہ ﷺ نے چاندی سونے کے ظروف کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

آپ ﷺ نے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا:

((ھی لھم فی الدنیاولکم فی الأخرہ .))

''یہ کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔'' ❷

6...... ''حیلہ شرعی کی مثال یہ ہے:

"قال الطحاوی عن أبی حنیفة إنه قال من وجد رکازا فلا بأس أن یعطی الخمس للمساکین وإن کان محتاجا جاز له أن یأخذه لنفسه قال وإنما أراد أبو حنیفة أنه تأول أن له حقا فی بیت المال ونصیبا فی الفیء فلذلك له أن یأخذ الخمس لنفسه عوضا عن ذلك ." ❸

''امام طحاوی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا: اگر کسی کو رکاز ملے تو کچھ باک نہیں اس پر کہ اس میں سے خمس مساکین کو دے، اور اگر وہ خود ہی محتاج ہوں تو اپنے لیے بھی استعمال کر سکتا ہے، اور کہا: ابوحنیفہ کی مراد اس کے حق میں تاویل کرنا ہے بایں طور کہ اس کا بیت المال، اور مال فیء میں حصہ ہے، چنانچہ اس کے لیے یہ جائز ہے کہ اس خمس کو اپنے حصے کے عوض لے لے۔''

☆......سورۃ البقرۃ، 222

❶ نور الانوار فی شرح المنار، احمد بن ابی سعید، ملاجیون، (م 1130ھ)، مرکز الامام البخاری، صادق آباد، پاکستان، 1419ھ، ج1، ص15 ❷ مسند امام اعظم، ص200

❸ شرح معانی الآثار، احمد بن محمد، الطحاوی، (م 321ھ)، عالم الکتب، بیروت، 1414ھ، ج2، ص180

Marfat.com

7......"عرف اور اس کی مثال مساقات ہے۔ (1)

نیز امام سرخسی کہتے ہیں:

"الثابت بالعرف كالثابت بالنص"

"جو چیز عرف سے ثابت ہو جائے وہ ایسا ہے گویا کہ نص۔" (2)

جائزہ:......ان تمام تر اصولوں کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے:

1۔ امام بخاری رحمہ اللہ شرعی حیلوں کے قائل نہ تھے۔ (3)

2۔ امام بخاری رحمہ اللہ استحسان کے قائل نہ تھے۔ (4)

چنانچہ کہا جا سکتا ہے ان اصولوں کے علاوہ تقریباً تمام تر اصول یکساں ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

---

(1) مختصر القدوری فی الفقه الحنفی، احمد بن محمد، القدوری (م 428ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1418ھ، ص: 144۔

(2) المبسوط فی الفقه الحنفی، محمد بن أحمد، السرخسی، (م 483ھ)، ط 1406ھ، دار المعرفة، بیروت: 9/4، 11/15

(3) الجامع الصحیح للامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ، کتاب الزکاة باب فی الرکاز الخمس، طبعة باموق استنبول، س ن، ج2، ص 137

(4) صحیح البخاری، کتاب الاکراه، ج8، ص 58

Marfat.com

فصل دوم:

امام بخاری رحمہ اللہ کے قول "قال بعض النا س" کی روشنی میں مذہب احناف کا جائزہ

جامع صحیح بخاری کی معتبر عربی شروحات مثلاً: عمدۃ القاری لملا علی القاری رحمہ اللہ، فیض الباری لانورشاہ الکشمیری وغیرہ نے اگرچہ امام بخاری رحمہ اللہ کے قول "قال بعض الناس" کے قیمتی و مُسکِت جوابات دیئے ہیں لیکن انہی کی تحقیقات پر مشتمل ان موجودہ شروحات کا مطالعہ بھی مفید تر ہے کہ جنہوں نے اپنی تحقیقات کے ذریعہ علمِ حدیث کے طالب علم پر کئی فقہی پردے یک جا صورت میں عیاں کردیئے ہیں۔ چنانچہ ان نامور شروحات میں تراجم شیخ الہند لمولانا محمود حسن الدیوبندی رحمہ اللہ، کشف الباری لمولانا سلیم اللہ خان الدیوبندی مدّ ظلہ، انعام الباری لمفتی محمد تقی عثمانی الدیوبندی مدّ ظلہ، نصر الباری لمولانا محمد عثمان غنی السہار نفوری مدّ ظلہ، احسن الخبر فی مبادی علم الاثر لمفتی محمد حسن جان الشہید رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ زیرِ بحث موضوع پر عربی اور اُردو ہر دو قسم کی شروحات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

جامع صحیح بخاری میں " قال بعض الناس" کے کل مقامات کی نشان دہی وعلماءِ احناف کے جوابات......

الأول:...... فی الرکاز

"وقال مالك وابن إدريس الركاز دفن الجاهلية فى قليله وكثيره الخمس وليس المعدن بركاز وقد قال النبى صلى الله عليه وسلم فى المعدن جبار وفى الركاز الخمس وأخذ عمر بن عبد العزيز من كل مائتين خمسة وقال الحسن ما كان من

Marfat.com

رکاز فی أرض الحرب ففيه الخمس وما كان فی أرض السلم ففيه الزكاة وإن وجدت اللقطة فی أرض العدو فعرفها وإن كانت من العدو ففيها الخمس وقال بعض الناس المعدن ركاز مثل دفن الجاهلية لأنه يقال أركز المعدن إذا خرج منه شیء قيل له قد يقال لمن وهب له شیء أو ربح ربحا كثيرا أو ثمرة أركزت ثم ناقض وقال لا بأس أن يكتمه ولا يؤدی الخمس." [1]

''اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا رکاز زمانہ جاہلیت کا دفینہ ہے اس کے قلیل اور کثیر میں پانچواں حصہ ہے، اور کان رکاز نہیں ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کے بارے میں فرمایا کہ اس میں سے کوئی گر کر یا کام کرتے ہوئے مر جائے تو ہدر ہے اور رکاز میں خمس ہے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کانوں سے دوسو روپے میں سے پانچ لیا کرتے اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ دارالحرب کے رکاز میں سے خمس لیا جائے اور جو دار الاسلام سے ملے اس میں زکوۃ ہے اور اگر دشمن کے ملک میں لقطہ ملے تو اس کا اعلان کرے، لیکن اگر دشمن کا ہے تو اس میں خمس ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ معدن رکاز ہے دفینہ جاہلیت کی طرح کیونکہ عرب لوگ کہتے ہیں ارکز المعدن جب اس میں سے کوئی چیز نکلے، ان کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی کو کوئی چیز ہبہ کی جائے یا وہ بہت نفع کمائے یا اس کے باغ میں بہت پھل نکلے تو کہتے ہیں ارکزت پھر ان لوگوں نے اپنے قول کے خلاف خود کیا، کہتے ہیں کہ رکاز کو چھپا لینے میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی خمس ادا کرے گا۔''

[1] الجامع الصحيح للامام محمد بن اسماعيل البخاری رحمہ اللہ، كتاب الزكاة باب فی الركاز الخمس، طبعة باموق استنبول، س ن، ج2، ص 137

Marfat.com

"قال بدر العینی فی عمدة القاری قال بعض الناس قال ابن التین المراد أبو حنیفة." ❶

"بدرالدین عینی نے کتاب عمدة القاری میں کہا کہ ابن تین رحمہ اللہ نے کہا کہ قال بعض الناس سے امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔"

"قال الشنقیطی فی کوثر المعانی الدراری وحیث إن ابن التین جزم بأن المراد بالبعض هنا أبو حنیفة." ❷

"علامہ شنقیطی نے بھی کوثر المعانی الدراری میں کہا کہ ابن تین نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہاں پر بعض الناس سے مراد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔"

" وقال الغنیمی فی کشف الالتباس أقول نسبة هذا القول إلی أبی حنیفة صحیحة سواء کان مراد البخاری أو غیره ممن وافقه أبو حنیفة." ❸

"کشف الالتباس میں علامہ غنیمی کا بھی یہی کہنا ہے کہ اس قول کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کرنا صحیح ہے چاہے یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد ہو یا پھر کسی اور کی۔"

" الرکاز فی الصحاح کنوز الجاهلیة المدفونة وفی المختار والرکاز بالکسر دفین الجاهلیة وکما یظهر من کلام البخاری فإن المعدن لیس برکاز وعلی ذلك یظهر منه أن الرکاز عنده

---

❶ عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الزکاة ، محمود بن احمد، العینی، (م 855ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س ن، ج9، ص100

❷ کوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح البخاری، باب فی الرکاز الخمس، محمد الخضر، الشنقیطی، دارالمؤید-مؤسسة الرسالة، 1415ھ ، ج12، ص460

❸ کشف الالتباس عما اورده البخاری علی بعض الناس، عبدالغنی ، الغنیمی، مکتبة المطبوعات الاسلامیة، دمشق، س ن، ص64

Marfat.com

وعند غيره من الأئمة التابعين هو كنوز الجاهلية ودفيناتهم وهو يغاير المعدن والمعدن بقول النبى ﷺ جبار أى الهدر الذى لا شىء فيه بخلاف الركاز لأن الخمس يتعلق فى قليله وكثيره نظرية الحنفية يرى أبو حنيفة كما حكاه البخارى تعميم معنى الركاز ليشمل حتى المعادن أيضا لأنه أفتى بوجوب إخراج الخمس من المعدن أو المال الموهوب أو الربح أو الثمرة والذى ينبت بالأرض. "[1]

"دراصل رکاز دفینہ جاہلیت کے خزانے کو کہا جاتا ہے جبکہ رِکاز کسرہ کے ساتھ دفینہ جاہلیت کو کہتے ہیں، اور جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے، پس بلا شبہ معدن رکاز نہیں ہے اور اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ رکاز کا معنی امام بخاری رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ ائمہ تابعین رحمہ اللہ کے نزدیک دور جاہلیت کے خزانے اور دفینیں ہیں جو کہ معدن کے علاوہ ہے جبکہ بقول نبی ﷺ معدن، جبار یعنی ھدر ہے یعنی ایسی چیز ہے کہ جس میں سے کچھ نہیں لیا جاتا بخلاف رکاز کے، کیونکہ ان میں چاہے تھوڑا ہو یا بہت خمس لیا جاتا ہے، احناف کی سوچ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے خود بیان کیا ہے رکاز کے معنی کو عمومی لیتے ہیں تا کہ اس میں معادن بھی شامل ہو جائیں، کیونکہ انہوں نے معدن یا مالِ موہوب یا ربح یا پھل اور وہ جو زمین سے اُگے کے بارے میں خمس کی ادائیگی کا وجوبی قول کیا ہے۔"

"قال الطحاوى عن أبى حنيفة إنه قال من وجد ركازا فلا بأس أن يعطى الخمس للمساكين وإن كان محتاجا جاز له أن يأخذه لنفسه قال وإنما أراد أبو حنيفة أنه تأول أن له حقا فى

---

[1] نصب الراية لعبدالله بن يوسف، ج2، ص380

Marfat.com

بیت المال ونصیبا فی الفیء فلذلک له أن یأخذ الخمس لنفسه عوضا عن ذلک . " ❶

"امام طحاوی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نقل کیا: اگر کسی کو رکاز ملے تو کچھ باک نہیں اس پر کہ اس میں سے خمس مساکین کو دے، اور اگر وہ خود ہی محتاج ہوں تو اپنے لیے بھی استعمال کر سکتا ہے، اور کہا کہ ابو حنیفہ کی مراد اس کے حق میں تاویل کرنا ہے بایں طور کہ اس کا بیت المال، اور مال فیء میں حصہ ہے، چنانچہ اس کے لیے یہ جائز ہے کے اس خمس کو اپنے حصے کے عوض لے لے۔"

نیز صاحب نصر الباری (شرح اُردو صحیح البخاری) لکھتے ہیں:

"امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں جس مسئلہ پر تعریض کی ہے یہ صرف امام اعظم ہی کا مذہب نہیں ہے بلکہ سفیان ثوری رحمہ اللہ من اھل الکوفة اور امام اوزاعی من اھل الشام وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ "المعدن رکاز...... الخ" معدن بھی رکاز ہے جاہلیت کے دفینے کی طرح کیونکہ عرب لوگ کہتے ہیں ارکز المعدن جب اس میں سے کوئی چیز نکلے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی چیز ہبہ کی جائے یا وہ نفع کمائے یا اس کے باغ میں میوہ بہت نکلے تو کہتے ہیں ارکزت (حالانکہ یہ چیزیں بالاتفاق رکاز نہیں ہیں)۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو بخاری رحمہ اللہ کا یہ اعتراض غلط ہے اوّل تو یہ کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ارکز المعدن کے معنی یہ نہیں بیان کیے ہیں کہ جب معدن میں سے کچھ نکلے اور نہ ہی عرب کے محاورے میں ارکز المعدن کے یہ معنی ہیں بلکہ ارکز المعدن کے معنی ہیں معدن رکاز بن گئی تو ارکز میں صیرورت کی خاصیت ہے جو بابِ افعال کی خاصیتوں میں سے ایک خاصیت ہے۔ نیز یہ بھی صحیح نہیں

❶ شرح معانی الآثار، احمد بن محمد، الطحاوی، (م 321ھ)، عالم الکتب، بیروت، 1414ھ، ج2، ص180

Marfat.com

کہ کسی کو کچھ ہبہ ملے یا نفع کمائے تو اسکو ارکزت کہتے ہیں بلکہ عرب لوگ ارکز الرجل جب کہتے ہیں جب وہ کوئی رکاز پائے۔ "ثمّ ناقض...... الخ" یہاں سے امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسرا اعتراض کیا ہے کہ اوپر تو بعض الناس نے تعمیم کی کہ معدن کو بھی رکاز بنا دیا اور پھر کہنے لگے کہ اگر کوئی معدن کو چھپالے اور خمس نہ ادا کریں تو مضائقہ نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ سے یہاں بھی فاش غلطی ہوئی۔ امام اعظم کا مذہب سمجھا نہیں اور اعتراض کردیا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے رکاز کا چھپانا اس وقت جائز رکھا ہے جبکہ پانے والا شخص خود محتاج ہو اور خمس بیت المال کے لیے ہے اس میں سارے مسلمانوں کا حق ہے اور خود اس شخص کا بھی حق ہے جس نے رکاز پایا ہے لہٰذا وہ اگر اپنا حق چھپالے اور بیت المال میں داخل نہ کرے تو یہ جائز ہے کیونکہ اس نے تو اپنا حق لیا ہے۔"[1]

جائزہ:......دراصل امام بخاری رحمہ اللہ اور احناف کا موقف ایک ہی ہے کیونکہ رکاز میں سے خمس کے نکالنے کا کوئی بھی منکر نہیں جیسا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ کے بیان سے واضح ہے فرق اتنا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ صاحبِ رکاز کو جب کہ خود ضرورت مند ہو خمس کا حقدار سمجھتے ہیں، جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس صورت میں مذہبِ احناف کی پوری وضاحت نہ جان کر امام صاحب رحمہ اللہ کو موردِ اعتراض ٹھہرایا۔

الثانی:...... فی الهبة

"إذا قال أخدمتك هذه الجارية على ما يتعارف الناس فهو جائز وقال بعض الناس هذه عارية وإن قال كسوتك هذا الثوب فهو هبة."[2]

---

[1] نصر الباری شرح اُردو صحیح البخاری، محمد عثمان غنی، مکتبۃ الشیخ، بہار آباد، کراچی س ن، ج5، ص166، 167

[2] صحیح البخاری، کتاب الهبة، باب إذا قال: أخدمتك....، ج3، ص145

Marfat.com

”اگر کوئی دوسرے سے کہے میں نے لوگوں کے رواج کے موافق اس لونڈی کو تیری خدمت میں دیا، تو یہ جائز ہے جبکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ عاریت ہے، اور اگر کوئی دوسرے سے کہے میں نے تجھے یہ لباس پہنایا تو وہ ہبہ ہوگا۔“

”نظرية الحنفية ومذهب أبى حنيفة فى المسألة هكذا إذا قال قائل لمخاطب أخدمتك هذه الجارية أو هذا الغلام على ما يتعارفه الناس، هذه الصيغة عارية، لأنها صريحة فى إعارة المنافع دون الرقبة إلا إذا نوى بها الهبة.“ [1]

”احناف کی رائے یہ ہے کہ جب کوئی دوسرے سے کہے میں نے لوگوں کے رواج کے موافق اس لونڈی یا غلام کو تیری خدمت میں دیا (تو اس سے مراد عاریت ہوگی نہ کہ ہبہ)، ھذہ کا صیغہ عاریت کے لیے آتا ہے کیونکہ یہ صریح ہے منافع کے ادھار لینے میں نہ پوری رقبہ کے لینے میں مگر یہ کہ اس کے ذریعے سے ہبہ کی نیت کی گئی ہو۔“

ومراده أن لفظ الإخدام للتمليك كما أن لفظ الكسوة كذلك وقد عارضه فى ذلك ابن بطال فقال لا أعلم خلافا أن من قال أخدمتك هذه الجارية أنه قد وهب له الخدمة خاصة فإن الإخدام لا يقتضى تمليك الرقبة كما أن الإسكان لا يقتضى تمليك الدار واستدلال البخارى بقوله فأخدمها هاجر على الهبة لا يصح وإنما صحت الهبة فى هذه القصة من قوله فأعطوها هاجر إنتهى وقال أيضا لم يختلف العلماء أنه إذا قال كسوتك هذا الثوب مدة يسميها فله شرطه وإن لم يذكر

[1] الهداية فى شرح بداية المبتدى، على بن ابى بكر، المرغينانى (م 593هـ)، دار احياء التراث العربى، بيروت، س ن، ج3، ص160-161

Marfat.com

حدا فهو هبة لأن لفظ الكسوة يقتضى الهبة لقوله تعالى فكفارته إطعام عشرة مساكين . . . أو كسوتهم . [1] ولا تختلف الأمة أن ذلك تمليك للطعام والكسوة .“ [2]

”اور امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ لفظ الإخدام تملیک کے لیے آتا ہے جیسے کہ لفظ الکسوۃ بھی اس کے لیے آتا ہے، جبکہ ابن بطال نے اس کی مخالفت کی ہے چنانچہ اس نے کہا: میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں پاتا کہ کوئی دوسرے سے کہے کہ میں نے یہ لونڈی تیری خدمت میں دی اور وہ بھی اس کو صرف خدمت ہی کے لیے سمجھتا ہے (یعنی اس کو ملک نہیں سمجھتا محض کچھ دیر خدمت ہی کے لیے سمجھتا ہے)، کیونکہ اخدام تملیک رقبی کا مقتضی نہیں ہے جیسا کہ اسکان تملیک دار کا مقتضی نہیں، پس امام بخاری رحمہ اللہ نے جو فأخدمها هاجر علی الهبة سے جو استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس قصہ میں ہبہ کے صحیح ہونے کی وجہ ان کا قول فأعطوها هاجر ہے۔ اور (ابن بطال نے) یہ بھی کہا کہ علما کا اس میں کوئی اختلاف نہیں اگر کوئی دوسرے سے کہے کسوتك هذا الثوب اور اس سے مراد ایک معین مدت تک پہنانا ہی ہو تب تو یہ اس کی (یعنی پہنانے والے) شرط کے مطابق ہوگا (یعنی ہبہ نہ ہوگا) ورنہ مدت متعین نہ کی گئی ہو تو اس سے مراد ہبہ ہی ہوگی۔ کیونکہ لفظ الکسوۃ اللہ تعالی کے قول ﴿فكفارته إطعام عشرة مساكين.... أو كسوتهم﴾ وجہ سے ہبہ کا مقتضی ہے، جبکہ امت کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ تملیک طعام اور کسوۃ کے لیے ہے۔“

نیز صاحب انعام الباری کہتے ہیں:

”یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر جو اعتراض کیا ہے وہ اس لیے

---

[1] المائدة 5: 89.
[2] فتح الباری، ص5، ص188.

Marfat.com

عائد نہیں ہوتا، کہ امام بخاری رحمہ اللہ خود کہہ رہے ہیں علی ما یتعارف الناس کہ اس کا فیصلہ عرف سے ہوگا۔ اگر عرف اخدم کہہ کر ہبہ کرنے کا ہے تو حنفیہ کے نزدیک بھی محقق ہو جائے گا، لیکن اگر عرف ہبہ کا نہیں بلکہ عاریۃ کا ہے تو پھر عاریت ہی ہوگی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جو عاریت کا حکم لگایا ہے وہ عرف کی بنیاد پر لگایا ہے، جہاں عرف نہ ہو وہاں عاریۃ کا نہیں ہبہ کا حکم ہوگا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ سے استدلال اس لیے درست نہیں کہ اس میں صرف اخدم کا لفظ نہیں ہے بلکہ ساتھ اعطاھا کا لفظ آیا ہے۔'' [1]

جائزہ: ......امام صاحب رحمہ اللہ نے جو عرف کو سمجھتے ہوئے قول کیا ہے نہایت ملائم ہے، ہاں اگر کسی جگہ عرف کا اعتبار نہیں ہے تب وہاں اخدام بمعنی عاریت کے نہیں بلکہ ہبہ کے ہے۔ لہٰذا اعتراض کی گنجائش نہیں۔

الثالث:...... فی الھبة

"باب إذا حمل رجل علی فرس فھو کالعمری والصدقة وقال بعض الناس له أن یرجع فیھا." [2]

''اگر کسی نے (اللہ کی راہ میں) کسی کو سواری کے لیے گھوڑا دیا تو وہ عمریٰ اور صدقہ کے حکم میں ہے (یعنی عمری اور صدقہ کی طرح اس کی ملک ہو جاتا ہے اس میں رجوع جائز نہیں ہے)، جبکہ جو بعض لوگوں نے کہ اس میں رجوع کرسکتا ہے۔''

"البخاری مثل للھبة بالعمری والصدقة أما العمری فلقول النبی صلی اللہ علیه وسلم من أعمر عمری فھی للمعمر له ولورثته من بعده وأما الصدقة فإنه یراد بھا وجه اللہ تعالی

---

[1] انعام الباری دروس بخاری شریف، مفتی، محمدتقی، عثمانی، مکتبة الحراء، کے-ایریا، کراچی، س ن، ج7، ص317

[2] صحیح البخاری، کتاب الھبة، باب: إذا حمل الرجل علی فرس....، ج3، ص145

Marfat.com

فيقع القبض لله تعالى وإنما يصير للفقير نيابة عن الله تعالى بحكم الرزق الموعود فلا يبقى محل للرجوع .❶ ولذلك فإنه أورد تحت ترجمة باب لا يحل لأحد أن يرجع فى هبته وصدقته . ❷ نظرية الحنفية قال فى الهداية وإذا وهب هبة لأجنبى فله الرجوع فيها ولنا قوله الواهب أحق بهبته ما لم يثب منها ☆☆❸ أى ما لم يعوض ولأن المقصود بالهبة هو التعويض للعادة فتثبت ولاية الفسخ عند فواته ، أما الكراهة فلازمة لقوله صلى الله عليه وسلم العائد فى هبته كالعائد فى قيئه . ❹ وهذا لاستقباحه أى لا لحرمته . " ❺

''امام بخاری رحمہ اللہ ہبہ کے لیے عمریٰ اور صدقہ کو بطور مثال کے پیش کرتے ہیں، چنانچہ عمریٰ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول :من أعمر عمرى فهى للمعمر له ولورثته من بعده ☆......''جس کسی نے دوسرے کو تمام عمر رہنے کے لیے گھر دیا تو وہ اس کا اور اس کے ورثہ کا اور بعد والوں کا ہے) کی وجہ سے اور صدقہ کو اس وجہ سے ہبہ کہتے ہیں کہ اس کے ذریعے سے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مراد ہوتی ہے، پس اس پر (اصل) قبضہ تو اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے جبکہ نیابۃً فقیر (کے ہاتھوں میں) یہ بحکم رزق کے لوٹتا ہے چنانچہ اس میں رجوع کا محل ہی باقی نہ رہا، اور یہی وجہ ہے کہ وہ ترجمة الباب کے تحت لا يحل لأحد أن يرجع فى هبته وصدقته (کسی کے لیے جائز نہیں کہ اپنے ہبہ اور صدقہ میں رجوع کرے) لائے ہیں۔ احناف کا نظریہ یہ ہے :ہدایہ میں کہا گیا کہ :اور جب کوئی کسی اجنبی کو ہبہ کردے تو اس کے لیے رجوع کرنا (اپنے ہبہ میں) جائز ہے، اور ہماری دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول : الواهب أحق بهبته ما لم يثب منها (ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ کا خود زیادہ حقدار ہے جب تک کہ اس کا عوض نہ

Marfat.com

لے لے) کیونکہ عموماً ہبہ اس لیے دیا جاتا ہے تا کہ اس کے بدلے کچھ لے لے پس عوض نہ ملنے کی صورت میں اس کا فسخ کرنا ثابت ہو گیا، اور اس کا مکروہ ہونا تو آپ ﷺ کے قول: العائد فی هبته كالعائد فی قيئه (ہبہ میں رجوع کرنے والا گویا کہ ایسا ہے جیسا کہ اپنی قے (اُلٹی) میں رجوع کرنے والا ہو) سے ظاہر ہے، اور یہ امر اس کے قبیح ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ حرمت کی وجہ سے۔"

نیز صاحب الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری لکھتے ہیں:

"غرض یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے آدمی کو کہے حملتك على هذا الفرس تو یہ ہبہ اور صدقہ ہوتا ہے عمریٰ کی طرح و قال بعض الناس له ان يرجع فيها ، یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حملتک علی ھذا الفرس کہنے میں چار احتمال ہیں:

1......عاریت کی نیت ہو تو عاریت۔

2......ہبہ کی نیت ہو تو ہبہ۔

3......وقف کی نیت ہو تو وقف فی سبیل اللہ۔

4......کچھ نیت نہ ہو تو ادنیٰ یعنی عاریت ہے، اب امام بخاری رحمہ اللہ جو

---

❶ كشف الالتباس، ص 73

☆...... الدرية فی تخريج احاديث الهداية، ابن حجر العسقلانی ، (م 852ھ)، دار المعرفة، بيروت، س ن، ج 1، 183

❷ صحيح البخاری، كتاب الهبة، ج 3، ص 142

☆☆...... سنن ابن ماجه، ابن ماجه ، محمد بن يزيد، القزوينی، دار احيا الكتب العربية، كتاب الهبات، باب من وهب هبة رجاء ثوابها، حديث 2474

❸ الهداية، ج 3، ص 227

❹ صحيح البخاری، ج 3، ص 215

❺ اختلاف الفقهاء، محمد بن نصر، المروزی ، (م 294ھ)، ، اضواء السلف، رياض، س ن، ص 277

Marfat.com

کالعمریٰ فرمارہے ہیں، ہم کہتے ہیں: ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ ہمارے امام صاحب پر اعتراض فرمارہے ہیں کہ حدیث میں تو حمل کے لفظ کو صدقہ قرار دیا گیا ہے آپ کیسے اس کے عاریت قرار دے رہے ہیں۔

جواب :......اصل وضع عاریت کے لیے ہے، لیکن ہبہ اور صدقہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اس لیے کوئی اعتراض نہیں۔ [1]

جائزہ :......اس جگہ بھی امام بخاری رحمہ اللہ کا صدقہ اور عمریٰ کو ہبہ پر قیاس کرنا کچھ مناسب نہیں، کیونکہ صدقہ اور عمری میں رجوع کرنے پر کوئی صحیح حدیث دال نہیں ہے، لیکن احناف نے اپنے رجوع کے موقف پر احادیث سے دلائل پیش کیے ہیں جبکہ رجوع عند الاحناف بھی بسبب حدیث مکروہ ہے۔

الرابع: ......فی الشهادات

"باب شهادة القاذف والسارق والزاني وقوله تعالى ﴿ولا تقبلوا لهم شهادة أبدا أولئك هم الفاسقون إلا الذين تابوا من بعد ذلك وأصلحوا﴾ [2] وجلد عمر أبا بكرة وشبل بن معبد ونافعا بقذف المغيرة ثم استتابهم وقال من تاب قبلت شهادته وأجازه عبد الله بن عتبة وعمر بن عبد العزيز وسعيد بن جبير وطاووس ومجاهد والشعبي وعكرمة والزهري ومحارب بن دثار وشريح ومعاوية بن قرة وقال أبو الزناد الأمر عندنا بالمدينة إذا رجع القاذف عن قوله فاستغفر ربه قبلت شهادته. وقال الشعبي وقتادة إذا أكذب نفسه جلد

---

[1] الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری، الصوفی، محمد سرور، ادارۂ تالیفات اشرفیہ، ملتان، 1426ھ، ج3، ص448

[2] النور24: 4-5

Marfat.com

وقبلت شهادته وقال الثوری إذا جلد العبد ثم أعتق جازت شهادته وإن استقضى المحدود فقضاياه جائزة وقال بعض الناس لا تجوز شهادة القاذف وإن تاب. ❶ ثم قال لا يجوز النكاح بغير شاهدين فإن تزوج بشهادة محدودين جاز وإن تزوج بشهادة عبدين لم يجز وأجاز شهادة المحدود والعبد والأمة لرؤية هلال رمضان." ❷

''یہ باب جھوٹی تہمت، چوری اور زانی کی گواہی کے بارے میں ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اور ان لوگوں کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کرو، یہی لوگ تو فاسق بد کار ہیں، مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کرلی۔'' اور عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکرہ (نفیع بن حارث)، شبل بن معبد اور نافع کو مغیرہ رضی اللہ عنہ پر زنا کی تہمت لگانے کی وجہ سے کوڑے مارے تھے، پھر ان پر توبہ پیش کی اور فرمایا: جو تم میں سے توبہ کرے تو میں اس کی گواہی قبول کروں گا، اور عبداللہ بن عتبہ، عمر بن عبدالعزیز، سعید بن جبیر، طاؤس، مجاہد، شعبی، عکرمہ، زہری، محارب بن دثار، شریح اور معاویہ بن قرہ رحمھم اللہ یہ تمام اس کو جائز کہتے ہیں، اور ابوزناد نے کہا کہ ہمارا معاملہ تو مدینے والوں کی طرح ہے اگر قاذف اپنے قول سے پھرا، اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی تب اس کی گواہی مقبول ہے، جبکہ شعبی نے کہا اگر وہ اپنے قول کی تکذیب کرے گا تب اس کو کوڑے لگائیں جائیں گے اور پھر گواہی مقبول ہوگی، اور سفیان نے کہا جب غلام کو کوڑے لگائیں جائیں اور پھر آزاد کردیا جائے تب

---

❶ (ا) مجمع الأنهر فی شرح ملتقی الابحر، عبدالرحمن بن محمد، داماد آفندی، (م 1078ھ)، ج2، ص192، داراحیاء التراث العربی، س ن (ب) البحر الرائق شرح کنز الدقائق، زین الدین بن ابراهیم، ابن نجیم، (م970ھ)، ج7، ص86

❷ صحیح البخاری، کتاب الشهادات، ج3، ص150

Marfat.com

اس گواہی کو قبول کر لینا جائز ہے، اور جب محدود کو قضاوۃ سونپ دی جائے تب اس کے فیصلے جائز ہوتے ہیں، اور بعض لوگوں نے کہا کہ قاذف کی گواہی کو قبول کرنا جائز نہیں اگرچہ توبہ ہی کیوں نہ کر لے۔جبکہ بعد میں کہا نکاح بغیر دو گواہوں کے جائز نہیں، ہاں اگر دو محدود افراد گواہ ہوں تو جائز ہے لیکن اگر گواہ دو غلام ہیں تو جائز نہیں، جبکہ رؤیت ہلال رمضان میں ان کے نزدیک محدود، غلام اور لونڈی تک کی گواہی مقبول ہے۔''

"إن البخاری قد أخذ علی أهل الرأی تناقضاتهم فی باب الشهادات حيث منعوا شهادة المحدودين ثم أجازوا شهادة اثنين منهم فی النكاح فقط، ولم يجيزوا شهادة العبيد فی النكاح ثم أجازوا شهادتهم فی رؤية هلال رمضان"[1]

''امام بخاری رحمہ اللہ نے باب الشہادات میں اہل رائے کے اپنے تناقضات کے بسبب پکڑ کی ہے بایں طور کہ پہلے محدودین کی شہادت کو مردود ٹھہراتے ہیں پھر نکاح میں صرف دو (محدودین) تک کو بھی بطور گواہ بنانا جائز مانتے ہیں جبکہ نکاح ہی میں پھر غلام کی گواہی کو نہیں مانتے اور رؤیت ہلال رمضان میں مانتے ہیں۔''

"عقيدة الحنفية: قال صاحب الهداية لا تشترط العدالة حتی ينعقد بحضرة الفاسقين عندنا ولنا أنه من أهل الولاية فيكون من أهل الشهادة وهذا لأنه لما لم يحرم الولاية علی نفسه لإسلامه لا يحرم علی غيره لأنه من جنسه والمحدود فی القذف من أهل الولاية فيكون من أهل الشهادة تحملا وإنما الفائت ثمرة الأداء بالنهی لجريمته فلا يبالی بتوبته كما فی شهادة ابنی العاقدين ولا بد من اعتبار الحرية فيه لأن العبد لا

---

[1] عمدة القاری، ج13، ص 210

Marfat.com

شهادة له لعدم الولاية على نفسه فلا تثبت له الولاية على غيره." [1]

''احناف کا عقیدہ یہ ہے: صاحب ہدایہ نے کہا (نکاح کے انعقاد میں) عدالت شرط نہیں حتی کہ ہمارے نزدیک (نکاح) دو فاسق گواہوں کی موجودگی میں بھی منعقد ہو جاتا ہے اور ہماری دلیل ہے کہ جب (فاسق) اہل ولایت میں سے ہے تو شہادت کا اہل بھی ہوگا اور یہ اس لیے کہ جب وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے اپنے نفس پر ولایت رکھتا ہے تو غیر کے حق میں بھی اس کی ولایت معتبر ہے۔ کیونکہ یہ اسی کی جنس سے ہے، اور جب محدود فی القذف اہل ولایت میں سے ہے تب وہ تحمل شہادت کا اہل بھی ہوگا جبکہ اپنے جرم کی وجہ سے ادائے شہادت کا متحمل نہ ہوگا چنانچہ اس کی توبہ کی پرواہ نہ کی جائے گی جیسا کہ عاقدین کے (اپنے) بیٹوں کی گواہی کی نہیں کی جاتی، اور گواہ کا آزاد ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ غلام کی گواہی معتبر نہیں اس بنا پر کہ وہ خود اپنے پر ولایت نہیں رکھتا چہ جائیکہ اپنے علاوہ کسی اور پر کیا حق ولایت رکھ سکتا ہے۔''

"وقال ابن رشد في بداية المجتهد:أما قبول شهادة العدل في هلال رمضان وإن كان عبدا فلأنه أمر ديني يشبه رواية الأخبار" [2]

''اور ابن رشد نے بدایۃ المجتہد میں کہا: رؤیت ہلال رمضان کے سلسلے میں عادل کی گواہی کو قبول کرنا اگرچہ غلام ہی کیوں نہ ہو، ایک دینی امر کی وجہ سے ہے جو کہ اخبار الروایت کے مشابہ ہے۔''

نیز محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''اس کا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ نکاح کے اندر شہادت کے لیے وہ

---

[1] الهداية، ج 3، ص 89

[2] بداية المجتهد، ج 2، ص 370 - 386

Marfat.com

اس وجہ سے کافی ہیں کہ وہ عادل ہیں ان کی شہادت مقبول نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ تحمل شہادت کے اور عدالت کے لائق نہ ہوں۔ اور چاند کے اندر شہادت اس وجہ سے مقبول ہے کہ وہ دوسری نوع کی شہادت ہے حتیٰ کہ استفاضہ اور شہرت بھی اس کے اندر کافی ہے گویا وہ شہادت ہی نہیں بلکہ خبر ہے۔ و کیف تعرف توبتہ اس کے اندر بھی اختلاف ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر وہ اپنی تکذیب کر لے کہ میں نے جھوٹی گواہی دی تھی بس یہی اس کے تائب ہونے کی علامت ہے، امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک ظاہر عدالت ہونا کافی ہے جمہور کے نزدیک کوئی مقدار متعین نہیں ہے اور کوئی متعین قاعدہ نہیں ہے۔" [1]

جائزہ: ...... کیونکہ احناف کے نزدیک توبہ کے ذریعہ سے اسے اتنا فائدہ ہوا کہ اس کی ولایت باقی رہی اور وہ متحمل شہادت رہا، باقی ادائے شہادت سے وہ اب بھی قاصر ہے اور اس پر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور بقیہ تابعین کا قول بھی دال ہے۔ (☆) چنانچہ اعتراض کی گنجائش نہیں۔

الخامس: ......فی الوصايا

"بـاب قول الله تعالى (من بعد وصية يوصى بها أو دين). [2]

ويذكر أن شريحا وعمر بن عبد العزيز وطاووسا وعطاء وابن أذيـنة أجـازوا إقـرار الـمـريـض بـدين وقال الحسن أحق ما تـصـدق بـه الـرجـل آخر يوم من الدنيا وأول يوم من الآخرة وقـال إبراهيم والحكم إذا أبرأ الوارث من الدين برء وأوصى

[1] تقریر بخاری شریف اُردو، محمد زکریا الکاندھلوی، مکتبۃ الشیخ، بہار آباد، کراچی، س ن، ج 5، ص 130

☆...... بدایۃ المجتہد، ج 2، ص 370 - 386

[2] النساء 4: 11

Marfat.com

رافع بن خديج ألا تكشف امرأته الفزارية عما أغلق عليه بابها وقال الحسن إذا قال لمملوكه عند الموت كنت أعتقتك جاز وقال الشعبي إذا قالت المرأة عند موتها إن زوجي قضاني وقبضت منه جاز وقال بعض الناس لا يجوز إقراره لسوء الظن به للورثة ثم استحسن فقال يجوز إقراره بالوديعة والبضاعة والمضاربة وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث ☆☆ ولا يحل مال المسلمين لقول النبي صلى الله عليه وسلم آية المنافق إذا ائتمن خان ☆☆☆ وقال الله تعالى (إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلى أهلها"[1] ، [2]

"یہ باب اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر کہ وصیت یا دین کے بعد (یعنی حصوں کی تقسیم وصیت اور دین کے بعد ہوگی) اور منقول ہے کہ شریح، عمر بن عبد العزیز، طاؤس اور ابن اذنیہ رحمہ اللہ (عبد الرحمٰن بن اذنیہ) نے حالت مرض میں قرض کا اقرار درست رکھا ہے، اور سن بصری رحمہ اللہ نے کہا سب سے زیادہ آدمی کو اس وقت سچا سمجھنا چاہیے جب دنیا میں اس کا آخری دن اور آخرت کا پہلا دن ہو، (مطلب یہ ہے کہ مرتے وقت اگر یہ اقرار کرے کہ فلاں کا مجھ پر اس قدر قرض ہے تو یہ اقرار صحیح ہوگا)، اور ابراہیم نخعی اور حکم بن عتبہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر مریض وارث کو بَری بتائے (یعنی یوں کہہ دے کہ میرا اس پر کوئی قرض نہیں) تو یہ ابرا

☆☆......ابو داؤد، کتاب الادب، حدیث 4919

☆☆☆......صحیح البخاری، کتاب الوصایا، حدیث 2749

[1] النساء 4: 58

[2] عمدة القاری، ج 14، ص 41

Marfat.com

صحیح ہوگا۔اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی فزاریہ بیوی کے دروازے میں جو مال بند ہے وہ نہ کھولا جائے (مطلب یہ ہے کہ وہ مال اسی کا ہے)، اور حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا اگر کوئی مرتے وقت اپنے غلام سے یہ کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کر دیا تو جائز ہے، اور شعبی رحمہ اللہ نے کہا اگر عورت نے اپنی موت کے وقت یہ کہا کہ میرا خاوند مجھ کو مہر دے چکا ہے اور میں لے چکی ہوں تو جائز ہے (یعنی اب عورت کے وارث مہر کا دعوی نہیں کر سکتے)، جبکہ بعض لوگوں نے کہا کہ مریض کا اقرار بعض ورثہ کے حق میں، باقی ورثہ کے لیے بدگمانی کرنے کی وجہ سے صحیح ہوگا، جبکہ ودیعت، بضاعت اور مضاربت میں اس کو جائز کہتے ہیں، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بد) گمانی سے بچو کیونکہ یہ اکثر جھوٹ ہوتے ہیں......الحدیث، اور مسلمان کا مال (ناجائز طور سے) کھانا حلال نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ منافق کی ایک نشانی خیانت کرنا ہے اور اللہ تعالی فرماتے ہیں: بلاشبہ اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل تک پہنچا دو۔"

"أراد البخاری أن یحتج بجواز إقرار المریض بالدین مطلقا سواء کان المقر له وارثا أو أجنبیا لقوله تعالی (من بعد وصیة یوصی بها أو دین) حیث قدمهما علی المیراث، ولم یفصل. نظریة الحنفیة فی کتب الحنفیة: وإقرار المریض لوارثه بدین أو عین باطل، لتعلق حق الورثة بماله فی مرضه، وفی تخصیص البعض به إبطال حق الباقین." [1]

"دراصل امام بخاری رحمہ اللہ اللہ تعالی کے فرمان ﴿من بعد وصیة یوصی بها أو دین﴾ کی بنا پر مریض کا حالت مرض میں قرض کے اقرار کا جائز ہونا ثابت

[1] الامام البخاری و فقه اهل العراق، ص165۔

Marfat.com

کرنا چاہتے ہیں چاہے مقرلہ وارث ہو یا اجنبی بایں طور کہ ان دونوں کو میراث پر مقدم کیا جائے، جبکہ انہوں نے اس کی تفصیل نہیں کی۔ کتب احناف میں احناف کا نظریہ یہ ہے: مریض کا اقرار کرنا ورثہ کے لیے چاہے عین کا ہو یا دین کا باطل ہے، کیونکہ اس میں تمام ورثہ کا حق ہے اور بعض کو اس (مال) کے ساتھ مخصوص کرنے سے بقیہ ورثہ کے حق کا بطلان ہے۔''

نیز محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''وقال بعض الناس لا يجوز اقراره''

''حنفیہ پر (پہلا) اعتراض مقصود ہے کہ انہوں نے اقرار لوارث کو ممنوع قرار دیا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ شخص جھوٹ ہی اقرار کر لے، حالانکہ یہ اس مسلمان کے ساتھ بدگمانی ہے ایاکم و الظن فان الظن اکذب...... الحدیث لٰہذا حنفیہ کو ایسا نہ کرنا چاہئے۔ حنفیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے حدیث تو پڑھ دی لیکن اس کے باوجود حنفیہ سے بدگمانی کرتے ہیں، کہ انہوں نے ممانعت اس علت کی وجہ سے کی ہے حالانکہ حنفیہ نے اس وجہ سے منع نہیں کیا ہے بلکہ ممانعت کی وجہ حدیث ہے کہ لا اقرار بدین لٰہذا ہمارے ساتھ بدگمانی کر کے اعتراض کرنا درست نہیں۔

"لان النبی ﷺ قال ایاکم و الظن فان الظن اکذب الحدیث ثم استحسن فقال یجوز اقراره بالودیعة."

''(یہ امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسرا اعتراض کیا ہے) یعنی پھر خلافِ عقل و قیاس ودیعت کے اندر یہ لوگ (حنفیہ) کہتے ہیں کہ اقرا معتبر ہے، حالانکہ قرض و ودیعت کے اندر کوئی فرق نہیں ہے، جیسے وہاں وہ جھوٹ بول سکتا ہے ایسے ہی ودیعت کے اندر بھی جھوٹا اقرار کرسکتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ ہم نے جو منع کیا وہ حدیث کی وجہ سے کیا ہے اور ودیعت کے اقرار کی حدیث کے اندر ممانعت نہیں ہے، لٰہذا وہ جائز ہے نیز ودیعت و قرض اور دَین کے

Marfat.com

اندر فرق ہے وہ یہ کہ اگر کوئی شخص اقرار کرلے کسی کے لیے دَین کا تو وہ موجب ہو جاتا ہے خواہ جھوٹ ہی اقرار ہوا، اور ودیعت کے اندر ایسا نہیں ہوتا بلکہ اگر حقیقۃ ودیعت تو اقرار سے واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ [1]

جائزہ:...... جیسا کہ سہراوی نے بیان کیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اگرچہ مذاہب نقل تو کیے ہیں لیکن اپنا موقف مفصل بیان نہیں کیا، باقی احناف اگر اقرار بالدین کو ناجائز کہتے ہیں تو حدیث کی رو سے جو اوپر گذر چکا ہے۔

السادس: ......فی اللعان

"باب اللعان وقول الله تعالى (والذين يرمون أزواجهم ولم يكن لهم شهداء إلا أنفسهم...... إلى قوله إنه لمن الصادقين) [2]، فإذا قذف الأخرس امرأته بكتابة أو إشارة أو بإيماء معروف فهو كالمتكلم لإن النبي صلى الله عليه وسلم قد أجاز الإشارة في الفرائض وهو قول بعض أهل الحجاز وأهل العلم وقال الله تعالى (فأشارت إليه قالوا كيف نكلم من كان في المهد صبيا). [3] وقال الضحاك: (إلا رمزا) [4] إلا إشارة. وقال بعض الناس لا حد ولا لعان ثم زعم أن الطلاق بكتاب أو إشارة أو إيماء جائز وليس بين الطلاق والقذف فرق فإن قال القذف لا يكون إلا بكلام قيل له كذلك الطلاق لا يجوز إلا بكلام وإلا بطل الطلاق والقذف وكذلك العتق وكذلك الأصم يلاعن وقال الشعبي وقتادة إذا قال أنت طالق

---

[1] تقرير بخاری شریف اُردو، ج5، ص144

[2] النور 24: 6 [3] مریم 19: 29

[4] آل عمران 3: 41

Marfat.com

فأشار بأصابعه تبين منه بإشارته وقال إبراهيم الأخرس إذا كتب الطلاق بيده لزمه وقال حماد الأخرس والأصم إن قال برأسه جاز ثم روى بعد ذلك أحاديث تفيد استعمال النبى ﷺ الإشارة فى بعض الأمور مثل قوله ﷺ أنا وكافل اليتيم فى الجنة هكذا وأشار بالسبابة والوسطى وفرج بينهما شيئا وكإشارته ﷺ إلى نحو اليمن ثم قوله الأيمان ههنا مرتين وقوله صلى الله عليه وسلم والشهر هكذا وهكذا يعنى ثلاثين...... " ❶

"یہ باب لعان اور اللہ کے فرمان ﴿والذين يرمون أزواجهم ولم يكن لهم شهداء إلا أنفسهم.... إلى قوله إنه لمن الصادقين﴾ (اور جو عیب لگائیں اپنی بیویوں کو اور اپنے علاوہ ان کے پاس اور گواہ نہ ہوں.....وہ سچوں میں سے ہے.....تک) کے بارے میں ہے، چنانچہ اگر گونگے نے اپنی بیوی پر تہمت بذریعہ کتابت، اشارہ یا اور کسی معروف اشارے کے لگائی، پس وہ ایسا ہے جیسا کہ بولنے والا ہو، کیونکہ نبی ﷺ نے فرائض میں اشارہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے، جو کہ بعض اہل حجاز اور بعض اہل علم کا قول بھی ہے، اور اللہ کا فرمان ہے: اور اس کی جانب اشارہ کیا، تو بولے ہم کیوں کر اس شخص سے بولے جو بچہ ہے گود میں)، اور ضحاک نے کہا: صرف اشارہ، جبکہ بعض لوگوں نے کہا نہ حد ہے نہ ہی لعان، پھر جانا کہ کتابت، اشارہ اور ایما سے طلاق دینا جائز ہے، جبکہ طلاق اور قذف میں کوئی فرق نہیں، پس اگر کہا کہ قذف تو صرف کلام ہی سے ہوتا ہے تب پوچھا جائے کہ طلاق بھی تو اس طرح ہے کہ جائز نہیں ہوتا مگر کلام سے اور اگر ایسا نہیں تب تو طلاق اور قذف دونوں ہی

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الطلاق، ج6، ص173

Marfat.com

باطل ہوں اور اسی طرح عتق ہے اور اسی طرح بہرہ لعان کرتا ہے، اور شعبی اور قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ جب کسی نے کہا کہ انت طالق اور اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا اور بسبب اس اشارہ کے عورت بائنہ ہوگئی اور ابراہیم نے کہا کہ گونگے نے جب اپنے ہاتھ سے طلاق لکھ دی تو ہوگئی، اور حماد نے کہا کہ جب گونگے اور بہرے نے سر ہلایا تو یہ جائز ہے (یعنی طلاق ہوگئی) پھر اس کے بعد روایت کیا ان احادیث کو جو بعض امور میں نبی ﷺ کے اشارہ کے استعمال کو بتلاتا ہے، اس کی مثال آپ ﷺ کا ارشاد: أنا وكافل اليتيم فى الجنة هكذا وأشار بالسبابة والوسطى وفرج بينهما شيئا ہے (میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور سبابہ اور وسطی (ان دو انگلیوں) سے اشارہ کیا اور ان میں کچھ خلا تھی) اور اس کی مثال آپ ﷺ کا ارشاد جب یمن کی طرف اشارہ کیا تو فرمایا: الأيمان ههنا مرتين (ایمان ادھر ہے دو مرتبہ فرمایا) اور اس کی مثال آپ ﷺ کا ارشاد: والشهر هكذا وهكذا وهكذا يعني ثلاثين ....(اور مہینہ اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی تیس (دن) ہے۔"

"يرى البخارى أن الكتابة للأخرس وإشارته تقوم مقام الكلام فى اللعان ويستدل على قوله بطائفة من الآيات والأخبار فمن الآيات قوله تعالى (فأشارت إليه قالوا كيف نكلم من كان فى المهد صبيا). [1] ومن الأخبار قوله صلى الله عليه وسلم أنا وكافل اليتيم فى الجنة هكذا وأشار بالسبابة والوسطى......رأى الحنفية الأحناف يرون أن اللعان يتعلق بالصريح فى القول، ولا ينعقد بالكتابة والإشارة كما

[1] مریم 19: 29

Marfat.com

أن فی القذف لا یحد بالإشارة ، لانعدام القذف صریحا . ❶
ولذلك قال فی الهدایة قذف الأخرس لا یتعلق به اللعان لأنه یتعلق بالصریح كحد القاذف ثم قال ولا یحد بالإشارة فی القذف لانعدام القذف صریحا . " ❷

''امام بخاری لعان میں گونگے کے لیے کتابت اور اشارہ کرنا اس کے حق میں کلام سمجھتے ہیں اور باری تعالی کے ارشاد: ﴿فأشارت إلیه قالوا كیف نكلم من كان فی المهد صبیا﴾ اور نبی کریم ﷺ کے فرمان: أنا وكافل الیتیم فی الجنة هكذا وأشار بالسبابة والوسطی...... ، اور کئی بہت سے نصوص سے استدلال کرتے ہیں، احناف کی رائے یہ ہے کہ لعان کا تعلق صریح قول سے ہے اور وہ کتابت اور اشارے سے منعقد نہیں ہوتا ، اس لیے قذف میں محض اشارے کی بنا پر حد نہیں دی جاتی، اس لیے کہ قذف جلد منعدم ہو جائے، اور اسی غرض سے ہدایہ میں کہا: گونگے کی تہمت سے لعان نہ ہوگا کیونکہ وہ (لعان) قاذف کے حد کی طرح صراحت سے متعلق ہے اور پھر کہا قذف میں محض اشارے کی بنا پر حد نہیں دی جاتی، اس لیے کہ قذف جلد منعدم ہو جائے۔

نیز قاضی باقی باللہ زاہد لکھتے ہیں:

''اعتراضِ اول: ان کے نزدیک اگر گونگا آدمی لکھ کر یا اشارہ کیساتھ طلاق دیدے تو طلاق کو معتبر سمجھتے ہیں، لیکن اگر کسی پر لکھ کر یا اشارے، کنائے سے قذف کردے، تہمت لگا دے تو اس قذف کو معتبر نہیں سمجھتے ، کہتے ہیں کہ اس

---

❶ صحیح البخاری 2: 278، وفی طبعة باموق استانبول 6: 173 کتاب الطلاق، عمدة القاری 20: 290

❷ الهدایة ج 2، ص 19

Marfat.com

قذف کی وجہ سے نہ حد آئے گی نہ لعان، حالانکہ قذف میں اور طلاق میں کوئی فرق نہیں دونوں کے حکم میں اخرس کے لیے انہوں نے فرق کر دیا ہے یہ فرق غیر معقول ہے؟ جواب: قذف اور طلاق میں وجہ فرق نہایت واضح ہے طلاق ان چیزوں میں سے ہے جو ھذلا بھی کہہ دے تو ہو جاتی ہے، لیکن حد اور لعان معمولی شبہ سے بھی ساقط ہو جاتی ہے، احادیث میں حکم ہے کہ شبہات کی وجہ سے حدود کو ساقط کر دیا کرو، اس ضابطے پر سب کا اتفاق ہے کہ الحدود تندرء بالشبهات ، اشارہ خواہ کتنا واضح ہو۔ اس میں شبہات رہتے ہی ہیں اس لیے حنفیہ نے اس میں احتیاط کیا اور یہ احتیاطی قدم حدیث اور مسلمہ اصولوں کے مطابق ہیں۔ اعتراضِ ثانی: اخرس کے قذف کو تو معتبر سمجھا نہیں لیکن اصم کے قذف کو معتبر سمجھتے ہیں، حالانکہ دونوں ایک جیسے ہیں؟ جواب: دونوں ایک جیسے تو نہیں واضح فرق ہے، گونگا بے چارہ نہ بول سکتا ہے، نہ سن سکتا ہے، نہ اشتباہ کے ازالہ پر قادر ہے لیکن بہرہ اگرچہ اس کے سننے میں تو اشتباہ ہے لیکن وہ زبان سے بات کر سکتا ہے اور بات کو صاف کر سکتا ہے جس سے اشتباہ دور ہو سکتا ہے، اس لیے ہم نے دونوں میں فرق کر دیا۔'' [1]

جائزہ :...... جیسا کہ اوپر گذرا کہ احناف کا مسلک دوررس ہے اور مسلمان کی عزت و آبرو کی حفاظت اسی میں ہے کہ محض شبہ کی وجہ سے وہ محدود نہ ٹھہرے، یہی وجہ ہے کہ صاحب ہدایہ نہ کہا کہ: قذف میں محض اشارے کی بنا پر حد نہیں دی جاتی، اس لیے کہ قذف جلد منعدم ہو جائے۔ جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صرف ظاہری نصوص کو جمع کرتے ہوئے اعتراض کیا ہے۔

السابع :...... فی الإکراہ

إذا أکرہ حتی وھب عبدا أو باعه لم یجز وقال بعض الناس

---

[1] تبشیر الناس فی شرح قال بعض الناس، باقی باللہ زاھد، قاضی، نعمان پبلشنگ کمپنی، اردو بازار، لاہور، س ن، ص 42-43

Marfat.com

فإن نذر المشترى فيه نذرا فهو جائز بزعمه وكذلك إن دبره . " ❶

''جب کسی کو مجبور کیا گیا حتی کہ اس نے غلام ہبہ کیا یا اس کو بیچ ڈالا تو یہ جائز نہیں جبکہ بعض لوگوں نے کہا کہ اگر مشتری نے اس میں سے نذر مان لی تب ان کے گمان کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے اور اسی طرح ہے اگر اس نے اس (غلام) کو مدبر کیا۔''

" أفتى البخارى فى ترجمته لهٰذا الباب بعدم جواز بيع المكره ، وهبته ، بأنه لو أكره شخص على بيع عبده أوهبته ، لم يصح البيع والهبة ، الحنفية ترى فى بيع المكره ثبوت الملك عند القبض ويجوز للمشترى أن يتصرف فيه حيث يشاء وتلزمه القيمة كما فى سائر البيوع الفاسدة كما أن ركن البيع فى المتعاقدين من أهله والفساد ينتفى بانتفاء شرطه وهو التراضى وبالإجازة يرتفع الإكراه وهو كسائر الشروط المضمرة عند البيع . " ❷

''امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے ترجمۃ الباب میں مکرَہ کی بیع اور ہبہ کے ناجائز ہونے کا فتوی دیا ہے بایں طور کہ اگر کسی شخص کو اپنے غلام کے بیچنے یا ہبہ کرنے پر مجبور کیا گیا تو ایسی بیع اور ہبہ صحیح نہ ہوگی، جبکہ احناف بیع مکرہ میں عندالقبض ثبوت ملک پاتے ہیں، اور مشتری کے لیے اس میں جہاں چاہے تصرف کرنا جائز سمجھتے ہیں جبکہ اس پر قیمت لازم ہوگی جیسا کہ تمام بیوع فاسدہ میں ہوتا ہے، جیسا کہ متعاقدین میں رکن بیع اس کے اہل ہونے سے ہوتا ہے اور فساد اس کے

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الاکراہ، ج8، ص 57

❷ الامام البخاری و فقه اهل العراق، ص 169

Marfat.com

شرط کے منتفی ہونے کے بسبب ہوتا ہے جو کہ تراضی ہے، جبکہ اجازت کر دینے سے اکراہ مرتفع ہو جاتا ہے جو کہ عند البیع تمام تر شرائط مضمرہ کی طرح ہے۔"

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

"مہلب نے کہا اس پر علماء کا اجماع ہے کہ بیع اور ہبی مکرہ کا صحیح نہیں ہے، لیکن حنفیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر مکرہ سے خریدے ہوئے غلام یا لونڈی کو کوئی آزاد کردے یا مدبر کر دے تو خریدار کا یہ تصرف جائز ہوگا، امام بخاری رحمہ اللہ کے اعتراض کا ماحصل کہ حنفیہ کے کلام میں مناقضہ ہے اگر مکرہ کی بیع صحیح اور مفیدِ ملک ہے تو سب تصرفات خریدار کے درست ہونا چاہیں، اگر صحیح اور مفیدِ ملک نہیں ہے، تب نہ نذر صحیح ہونا چاہئے نہ تدبیر (یعنی مدبر کرنا) اور نذر اور تدبیر کی صحت کا قائل ہونا اور پھر مکرہ کی بیع صحیح نہ سمجھنا دونوں میں مناقضہ ہے۔"[1]

نیز قاضی باقی باللہ زاہد لکھتے ہیں:

"امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ بیع جائز نہیں اور حنفیہ بھی اسکو جائز نہیں سمجھتے لیکن آگے ایسی بات کہتے ہیں جو اس کے مناقض ہے، وہ یہ کہ مشتری یا موہوب لہ نے اگر اس غلام کو آزاد کر دیا یا مدبر بنا دیا تو یہ اعتاق اور تدبیر صحیح ہے، لیکن اگر اس غلام کو آگے بیچ دیا یا ہبہ کر دیا تو وہ صحیح نہیں۔ ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ ایسی اکراہ والی بیع جائز اور مفیدِ ملک ہے یا نہیں؟ اگر اس کو جائز اور مفید للملک سمجھتے ہو تو صرف اعتاق اور تدبیر ہی نافذ نہیں ہونگے بلکہ بیع وغیرہ بھی صحیح ہونی چاہئے، اور اگر یہ بیع جائز نہیں اور ملک کا فائدہ نہیں دیتی، تو پھر کوئی بھی تصرف جائز نہیں ہونا چاہئے؟

جواب: یہ ہے کہ بیع ناجائز ہے لیکن ناجائز ہونے کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ باطل ہے

---

[1] تیسیر الباری ترجمہ و تشریح صحیح بخاری شریف، وحیدالزمان، علامہ، نعمانی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور، 1990ء، ج6، ص409

Marfat.com

دوسرے یہ کہ فاسد ہے ہمارے نزدیک دونوں میں فرق ہے۔ بیع باطل باصلہ جائز نہیں ہوتی، بیع فاسد میں خرابی اصل کے اعتبار سے ہوتی ہے، بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری قبضہ کرے تو وہ چیز اس کی ملک میں آجاتی ہے، لیکن فساد کی وجہ سے اس بیع کو رد کرنا واجب ہے اس بیع کو ہم نے ناجائز کہا تھا بمعنی فاسد، قبضہ کرنے کے بعد مشتری مالک ہوجائے گا، لیکن اس کا رد ضروری ہے، اب قابلِ غور ہے یہ کہ اگر رد نہیں کرتا اس میں تصرف شروع کر دیتا ہے تو تصرفات کا حکم یہ ہے، حنیفہ کے ہاں اس کی تفصیل یہ ہے کہ تصرفات کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ تصرفات جو قابلِ فسخ ہیں جیسے بیع، اجارہ، ہبہ وغیرہ، دوسری قسم وہ تصرفات ہیں، جو قابل فسخ نہیں ہیں مثلاً اعتاق، تدبیر وغیرہ، اگر صورتِ مذکورہ میں غلام پر قبضہ کر کے دوسری قسم کے تصرفات کیے تو ہمارے نزدیک یہ تصرفات ہوجاتے ہیں، توڑے بھی نہیں جائیں گے، اس لیے کہ یہ غلام اس کی ملک میں آگیا تھا اور اپنے مملوک کو آزاد کیا جاسکتا ہے مدبر بھی بنایا جاسکتا ہے، اور توڑے اس لیے نہیں جائیں گے کہ یہ قابلِ فسخ نہیں ہے۔ اگر پہلی قسم کے تصرفات کیے تو یہ توڑ دیئے جائیں گے، اس لیے کہ یہ بیع واجب الرد تھی، اس لیے حنفیہ نے اگر ایسی بیع کے بعد مشتری نے پہلی قسم کے تصرفات کیے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ تصرفات توڑ دیئے جائیں گے، اگر دوسری (قسم) کے کیے تو نافذ ہوں گے۔ [1]

جائزہ:...... جیسا کہ قاضی صاحب کے قول سے ثابت ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اپنے قول میں تناقض ہے۔ لہٰذا اعتراض کی گنجائش نہیں۔

الثامن:...... فی الأیمان

"إن حلف ألا يشرب نبيذا فشرب طلاء أو سكرا أو عصيرا لم يحنث في قول بعض الناس وليست هذه بأنبذة عنده." [2]

"اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ نبیذ نہیں پیئے گا پھر اس نے طلا (انگور کا شربت جس

---

[1] تبشیر الناس فی شرح قال بعض الناس، ص 48-50

[2] صحیح البخاری، کتاب الایمان النذور، ج 7، ص 230

Marfat.com

کے دو تہائی حصے پک گئے ہوں)، سکر (کھجور یا کشمش کا نبیذ کہ جس کو اتنا پکایا گیا ہو کہ گاڑھا ہو کر جاگ پھینکے) یا عصیر (پھلوں کا شربت) پی لیا تب بعض لوگوں کے نزدیک حانث نہ ہوگا اور یہ (مشروبات) نبیذوں میں سے نہیں ہیں۔"

"أراد البخاری بهذه الترجمة حنث الأیمان لو حلف ألا یشرب النبیذ فشرب العصیر العنبی أو الطلاء أو ما یصدق علیه أن یأخذ به إلی السكر فیوجب الكفارة مثلا لو حلف ألا یأكل لحما فأكل السمك لم یحنث عند أبی حنیفة فیصح عند البخاری حنث الیمین فتوجب الكفارة رأی الحنفیة لا یصح عند أبی حنیفة صرف الحقیقة فی المحلوف علیه عند الاستعمال علی غیره ." [1]

"امام بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ سے اس بات کا ارادہ کیا ہے کہ اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ نبیذ نہیں پیئے گا پھر اس نے انگور کا شربت یا طلا یا ہر ایسی چیز پی لی جو اس کا مصداق ہو تب اس پر کفارہ واجب ہوگا، مثلا اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا اور پھر اس نے مچھلی کھائی تب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وہ حانث نہ ہوگا جب کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک حانث ہوگا اور کفارہ واجب ہوگا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ محلوف علیہ میں حقیقت کا پھیرنا عند الاستعمال اس کا غیر پر ہونا ہے۔"

نیز صوفی سرور لکھتے ہیں:

"باب کی غرض کی دو تقریریں ہیں:

1۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کا ردّ ہے۔

2۔ تائید ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ اگر رد ہوتا تو صراحتا مذکور ہوتا کہ یہ ٹھیک نہیں

[1] الامام البخاری و فقه اهل العراق، ص 170

Marfat.com

ہے، بلکہ وہ حانث ہو جائے گا، اور حانث ہونے کی یہ دلیل ہے، معلوم ہوا ہے کہ یہاں ردّ کرنا مقصود نہیں بلکہ تائید مقصود ہے کیونکہ تراجم میں امام بخاری رحمہ اللہ اپنا مذہب بیان فرماتے ہیں، کہ یہ پہلا موقعہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر بعض الناس کے لفظ سے کیا اور کوئی تردید نہ کی بلکہ تائید کی۔" [1]

جائزہ:...... جیسا کہ صوفی صاحب کہہ چکے کہ تائید کی ہے، اور اگر تردید ہے تب احناف کا قول قوی ہے۔

التاسع: ......في الإكراه

"باب يمين الرجل لصاحبه أنه أخوه إذا خاف عليه القتل أو نحوه وكذلك كل مكره يخاف فإنه يذب عنه المظالم ويقاتل دونه ولا يخذله فإن قاتل دون المظلوم فلا قود عليه ولا قصاص وإن قيل لتشربن الخمر أو لتأكلن الميتة أو لتبيعن عبدك أو تقر بدين أو تهب هبة وتحل عقدة أو لنقتلن أباك أو أخاك في الإسلام وسعه ذلك لقول النبي صلى الله عليه وسلم المسلم أخو المسلم وقال بعض الناس لو قيل له لتشربن الخمر أو لتأكلن الميتة أو لنقتلن ابنك أو أباك أو ذا رحم محرم لم يسعه لأنه ليس بمضطر ثم ناقض فقال إن قيل له لنقتلن أباك أو ابنك أو لتبيعن هذا العبد أو تقر بدين أو تهب يلزمه في القياس ولكنا نستحسن ونقول البيع والهبة وكل عقدة في ذلك باطل فرقوا بين كل ذي رحم محرم وغيره بغير كتاب ولا سنة وقال النبي صلى الله عليه وسلم قال إبراهيم لامرأته هذه أختي وذلك في الله وقال النخعي

[1] الخير الجاري في شرح صحيح البخاري، ج6، ص344

Marfat.com

إذا كـان المستحلف ظالما فنية الحالف وإن كان مظلوما فنية المستحلف . "[1]

"یہ باب ہے اس بارے میں کہ اگر کسی آدمی نے کسی دوسرے آدمی کے قتل ہونے کے اندیشہ سے یہ قسم کھائی کہ یہ میرا بھائی ہے (تاکہ اس کی جان بچ جائے)، یا اس طرح (کوئی اور قسم کھائی) اور اسی طرح ہر مکرَہ کہ جب وہ ڈرے (اور یہ سمجھے کہ ایسا کرنے سے) اس پر سے مظالم دور ہوں گے، اور اس کے علاوہ کسی اور سے مقاتلہ کیا جائے گا اور اس کو نہیں روکا جائے گا، پس اگر مظلوم کے علاوہ سے مقاتلہ ہو تو اس پر نہ دیت ہے اور نہ قصاص، اور اگر اس سے کہا گیا کہ تو ضرور بضرور شراب پی یا مردار کھا یا غلام بیچ یا دَین کا اقرار کر یا ہبہ کر، یا گرہ کھولو ورنہ ہم ضرور بضرور تیرے اسلامی باپ، یا اسلامی بھائی کو قتل کر دیں گے، تو ایسا کرنے میں بسبب فرمان نبوی ﷺ المسلم أخو المسلم وسعت ہے، جب کہ بعض لوگوں نے کہا کہ اگر اس سے کہا گیا کہ تو ضرور بضرور شراب پی یا مردار کھا ورنہ ہم ضرور بضرور تیرے بیٹے، یا تیرے بھائی یا ذارحم محرم کو قتل کر دیں گے، تو ایسا کرنے میں اس کے لیے وسعت نہیں ہے کیونکہ وہ مضطر نہیں ہے، پھر انہوں (بعض لوگ) نے نقض کیا بایں طور کہ اگر کہا گیا کہ ہم ضرور بضرور تیرے باپ، یا تیرے بیٹے کو قتل کر دیں گے ورنہ تو ضرور بضرور اس غلام کو بیچ دے یا دین کا اقرار کر یا اس کو ہبہ کر، تو بروے قیاس ایسا کرنا اس کو لازمی ہے، لیکن ہم بنا بر استحسان کہتے ہیں کہ اس صورت میں بیع، ہبہ اور ہر قسم کی عقود باطل ہیں، انہوں نے ہر ذی رحم محرم وغیرہ کو جدا کر دیا بغیر کتاب وسنت کے جب کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کو هـذه اختـي کہہ کر پکارا، اور یہ مسلمان ہونے کی وجہ سے کہا، اور

---

[1] صحيح البخاری، کتاب الاکراہ، ج8، ص58

Marfat.com

امام نخعی رحمۃ اللہ نے کہا کہ جب مستحلف ظالم ہے تو حالف کی نیت کا اعتبار ہوگا، اور وہ مظلوم ہو تو مستحلف کی نیت کا اعتبار ہوگا۔"

"بيان البخاری أراد أن يأخذ على الحنفية وأصحاب الرأى نموذجا واضحا للإتجاه الخلقى الدينى حيث أوجب على كل مسلم أن يسعى فى إنقاذ أى مسلم وإن لم يكن قريبه بالنسب بل يكتفى هناك بقرابة الإخوة وعلاقة الإسلام ولذلك روى المسلم أخو المسلم ولذلك عاب عليه جماعة من شارحيه بأن أمثال هذه الترجمة لا تناسب كتاب الصحيح۔ ❶ رأى الحنفية قد اعتبر الأحناف أن تصرف المكره هنا ينعقد فاسدا حتى أن الملك يثبت به بالقبض لأن ركن البيع صدر من أهله مضافا إلى محله والفساد لفقد شرطه وهو التراضى فصار كسائر الشروط المفسدة فيثبت الملك عند القبض حتى لو قبضه وأعتقه أو تصرف فيه تصرفا لا يمكن نقضه جاز ويلزمه القيمة." ❷

"خلاصہ یہ ہے کہ دراصل امام بخاری نے احناف اور اہل رائے پر یہاں اعتراض اس طور سے کیا ہے کہ چونکہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس لیے چاہیے کہ ایسے موقعوں پر وسعت کو ترجیح دی جائے، جبکہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ پر شارحین بخاری نے اس جگہ پر نقد کیا یعنی ایسی بات اس قسم کی صحیح کتاب کے شایان شان نہ تھی، نیز احناف کی دلیل یہ ہے کہ متعاقدین میں رکن بیع اس کے اہل ہونے سے ہوتا ہے اور فساد اس کے شرط کے منتفی ہونے کے بسبب ہوتا

❶ الامام البخاری و فقه اهل العراق، ص176

❷ الهداية، ج 3، ص 38، 38، 201

Marfat.com

ہے جو کہ تراضی ہے، جبکہ اجازت کر دینے سے اکراہ مرتفع ہو جاتا ہے جو کہ عند البیع تمام تر شرائط مضمرہ کی طرح ہے پس عند القبض ملک اور تصرف ثابت ہوگا اور قیمت لازم ہوگی۔"

نیز صاحب الخیر الجاری لکھتے ہیں:

"تائید کرنی مقصود ہے جمہور کی کہ اگر کہہ دیا قسم کھا کر: یہ میرا بھائی ہے تاکہ اس کی جان بچ جائے تو نہ کفارہ ہے، یہ قسم توڑنے کا گناہ ہے، حنفیہ کے نزدیک قسم توڑنے کا گناہ ہے ترجیح قولِ حنفیہ کو ہے کیونکہ وہ توریہ کر سکتا تھا، توریہ نہ کرنے کی وجہ سے جھوٹی قسم کھانے کا گناہ ہوگا۔ فلا قود علیه و لا قصاص :لفظ قصاص لانے سے مقصود کیا ہے:

1......تاکید کیونکہ قود و قصاص کے ایک ہی معنی ہیں۔

2......تعمیم بعد التخصیص کیونکہ قود کا تعلق صرف نفس سے ہے اور قصاص عام ہے، قتل کا بدلہ ہو یا ہاتھ پاؤں کاٹنے کا بدلہ ہو و کل عقدۃ۔ ایک نسخہ میں ہے او تحل عقدۃ یعنی نکاح کی گرہ یا عبدیت کی گرہ کھولنے کی قسم کھائے یعنی طلاق دے یا غلام آزاد کرے۔

وقال بعض الناس لو قیل له لتشربن الخمر :بعض الناس سے مراد حنفیہ ہیں اور اس لمبی عبارت کا حاصل حنفیہ پر تین اعتراض ہیں:

1......اکل و شرب پر اگر کوئی مجبور کرے تو کھانے پینے کو آپ نے جائز نہیں قرار دی اور بیع، اقرار، ہبہ پر اگر کوئی اکراہ کرے تو اس بیع، اقرار اور ہبہ کے کر لینے کو آپ نے جائز قرار دیا ہے یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔

جواب: مرجح موجود ہے اور وہ یہ کہ جو کھالیا اور پی لیا اس کا تو کوئی تدارک نہیں اس لیے وہ اس چھوٹی دھمکی میں جائز نہیں اور بیع، اقرار اور ہبہ قابلِ فسخ ہیں اور بعد میں جب اکراہ ختم ہو جائے تو اس کا تدارک ہو سکتا ہے کہ اگر اجازت بخوشی نہ دے گا تو یہ تینوں فسخ ہو

Marfat.com

جائیں گے اس لیے مرجح موجود ہے۔

2......آپ نے فرق کر دیا کہ محرم رشتہ دار یا بالکل اجنبی آدمی کے قتل کی کوئی دھمکی دے تو یہ اکراہ معتبر ہے اور ہبہ، بیع اور اقرار کر لینا جائز ہے اور اگر دھمکی کسی غیر محرم رشتہ دار یا بالکل اجنبی آدمی کے قتل کی دے تو یہ اکراہ معتبر نہیں ہے گویا اکراہ ہوا ہی نہیں، یہ اس حدیث کے خلاف ہے جو اس باب میں نقل کی ہے المسلم اخو المسلم لا یظلمه و لا یسلمه؟

جواب : شریعت میں محرم اور غیر محرم کا فرق موجود ہے کہ محرم کا کوئی مالک بن جائے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے غیر محرم آزاد نہیں، جب جس کا غم عذر ہے تو یہ بھی عذر ہونا چاہئے اور غیر محرم میں اس درجہ کا غم طبعاً نہیں ہوتا، اس سے عقود وفسوخ اور غیر عقود وفسوخ میں ایک فرق یہ بھی نکل آیا کہ عقود وفسوخ میں رضا شرط ہوتی ہے۔ الا ان تکون تجارة عن تراض منکم ۔غم کی وجہ سے یہ رضا نہیں پائی گئی، اس لیے وہ عقود وفسوخ جن میں اکراہ ہوا تھا ٹھیک نہ ہوئے غیر عقود وفسوخ میں ایسا نہیں ہے۔

3......حنیفہ استحسان کر لیتے ہیں حالانکہ استحسان کتاب وسنت سے ثابت نہیں ہے؟

جواب :......

1...... ہم یہ دیتے ہیں کہ استحسان کی حقیقت ہے کہ وہ اس آیت یا حدیث یا اجماع یا قیاس خفی کو کہتے ہیں جو قیاس جلی کے مقابلہ میں ہو اور یہ سب چیزیں آیت، حدیث وغیرہ ادلۂ شرعیہ ہیں۔

2......استحسان سے مقصود آسانی کا تلاش کرنا ہوتا ہے جو اس آیت کے مطابق ہے یرید الله بکم الیسر و لا یرید بکم العسر (البقرہ: 2:185)

3......قیاس کے مقابلہ مین استحسان لینا ایسا ہی ہے جیسے دو حدیثوں کے تعارض کو اٹھانا ہے۔

Marfat.com

4......اگر آپ کو استحسان کے نام پر اعتراض ہے تو یہ بھی مناسب نہیں کیونکہ یہ نام اس آیت سے ماخوذ ہے فیتبعون احسنہ اور اس حدیث سے ماخوذ ہے ما راہ المؤمنون حسنا فھو عنداللہ حسن۔'' ❶

جائزہ :......جیسا کہ واضح ہو چکا کہ یہ اعتراض اس مقام پر سرے سے اس جیسی کتاب کے ساتھ مناسب نہیں ہے باقی بظاہر یوں بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ استحسان کے بھی قائل نہیں جو کہ جمہور ائمہ محدثین کا مسلمہ اصول ہے۔

العاشر: ......فی الحیل (فی الزکاۃ)

"باب فی الزكاة وأن لا يفرق بين مجتمع ولا يجمع بين متفرق خشية الصدقة ثم روى حديث الآخر فى هذه الترجمة بقوله يا رسول الله أخبرنى ماذا فرض الله على من الصلاة فقال الصلوات الخمس إلا أن تطوع شيئا فقال أخبرنى بما فرض الله على من الصيام فقال شهر رمضان إلا أن تطوع شيئا قال أخبرنى بما فرض الله على من الزكاة قال فأخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم شرائع الإسلام قال والذى أكرمك لا أتطوع شيئا ولا أنقص مما فرض الله على شيئا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أفلح إن صدق أو دخل الجنة إن صدق وقال بعض الناس فى عشرين ومائة بعير حقتان فإن أهلكها متعمدا أو وهبها أو احتال فيها فرارا من الزكاة فلا شىء عليه." ❷

''یہ باب زکاۃ کے بارے میں ہے اور مجتمع مال کو نہ بانٹے اور بانٹے ہوئے کو جمع

---

❶ الخير الجارى فى شرح صحيح البخارى، ج6، ص 363/51

❷ صحيح البخارى / كتاب الحيل. 2 – فتح البارى، كتاب الحيل، 12: 274

Marfat.com

نہ کرے زکاۃ کے خوف سے پھر اس ترجمہ میں ایک اور حدیث نقل کی، اس قول کے ساتھ کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ بتائیے مجھ پر اللہ تعالی نے کتنی نمازیں فرض کی ہیں، فرمایا: پانچ نمازیں مگر یہ کہ تو کوئی نفل پڑھے، پھر پوچھا اللہ تعالی نے مجھ پر کتنے روزے فرض کیے ہیں، فرمایا: ماہِ رمضان کے روزے مگر یہ کہ تو کوئی نفلی روزہ رکھے، پوچھا اللہ تعالی نے مجھ پر کتنی زکاۃ فرض کی ہے، (راوی نے کہا) رسول اللہ ﷺ نے اسے شرائع اسلام کا بتائے، (سائل نے) کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو شرف بخشا میں کوئی نفلی عبادت نہ کروں گا اور نہ ہی فرائض میں کچھ کم کروں گا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: کامیاب ہوا، اگر یہ سچا ہوا (پھر یوں فرمایا) جنت میں داخل ہوا، اگر سچا ہوا جب کہ بعض لوگوں نے کہا کہ ایک سو بیس اونٹوں میں دو حقے ہیں، پس اگر اس نے ان کو قصداً ہلاک کیا یا ان کو ہبہ کیا یا ان میں زکاۃ سے بچنے کی غرض سے حیلہ کیا تب اس پر کوئی تاوان نہ ہوگا۔"

"قول السرخسی فی المبسوط فالحاصل أن ما يتخلص به الرجل من الحرام أو يتوصل به إلى الحلال من الحيل فهو حسن وإنما يكره أن يحتال فی حق الرجل حتى يبطله أو فی باطل حتى يموهه أو فی حق حتى يدخل فيه شبهة فما كان على هذا السبيل فهو مكروه." [1]

"کتاب مبسوط میں امام سرخسی کا قول یہ قول ہے: پس حاصل یہ کہ ایسا حیلہ کے جن کے ذریعے سے آدمی حرام سے بچ جائے اور حلال تک رسائی ہو تب تو یہ اچھا ہے، اور مکروہ حیلہ یہ ہے کہ آدمی کسی کی حق تلفی کے لیے حیلہ کرے تو یہ صورت

---

[1] المبسوط، محمد بن احمد السرخسی، شمس الائمة، (م 483ھ)، دار المعرفة، بیروت، 1414ھ، ج 30، ص 210

Marfat.com

باطل ہے۔''

"موقف المحدثين من الحيل عرفت الحيل عند المحققين بالتخلص عما يخاف أن يقع فيه أو التخلص عما لا يريد أن يؤخذ به وقال ابن حجر هی ما يتوصل به إلى مقصود بطريق خفي." ❶

''محدثین کے موقف کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ حیلہ اس وقت کیا جاوے کہ جس وقت آدمی کو یہ ڈر ہو کہ کئی گناہ میں نہ پڑ جائے، جبکہ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک مخفی طور پر مقصود تک پہنچنے کو حیلہ کہا جاتا ہے۔''

علامہ عثمان غنی مدظلہ لکھتے ہیں:

"وقال بعض الناس فی عشرين . . . . الخ

اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ایک سو بیس/ 120 اونٹوں میں دو/ 2 حقے ہیں، پس اگر مالک نے ان اونٹوں کو قصداً ہلاک (کہ ذبح کردیا) یا کسی کو ہبہ کر دیا یا زکوۃ سے بچنے کے لیے (سال پورا ہونے سے قبل) کوئی حیلہ کیا تو اس پر کچھ واجب نہیں (یعنی زکوۃ ساقط ہوگئی) چونکہ وجوبِ ادا کے لیے حولانِ حول شرط ہے۔ زیرِ بحث مسئلہ میں یعنی حولانِ حول سے قبل حیلہ کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ کا طعن و اعتراض صرف امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر ہے تو یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا سہو و غفلت ہے کیونکہ اس کے قائل حنفیہ کے علاوہ شافعیہ وغیرہ بھی ہیں، کیونکہ یہ مسئلہ اتفاقی بلکہ اجماعی ہے کہ زکوۃ کے مسئلہ میں وجوبِ ادا کے لیے حولانِ حول شرط ہے یعنی پورا ایک سال گزرنا شرط ہے اور حولانِ حول سے قبل صاحبِ مال کو اپنے مال میں تصرف کا پورا پورا حق ہے، اب اگر صاحبِ مال نے مالِ نصاب پر سال پورا ہونے سے قبل سارے اونٹ کسی کو ہبہ

❶ فتح الباری، کتاب الحیل، ج 12، ص 274

Marfat.com

کر دیئے اور موہوب لہ نے قبضہ کر لیا تو صاحبِ مال پر زکوۃ واجب نہیں، اور اس کو اسقاطِ زکوۃ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس پر زکوۃ کی ادائیگی حولانِ حول سے پہلے فرض ہی نہیں ہوئی۔ امام بخاری رحمہ اللہ پر حیرت ہے کہ اصل مسئلہ پر غور کیے بغیر شدت و غضب میں اھلکھا فرمایا، کیا کوئی صاحبِ عقل ایسا کر سکتا ہے کہ دو اونٹنیاں فقراء کو دینے سے بچنے کے لیے اپنے ایک سو بیس/120 اونٹوں کو ہلاک کر دے؟ البتہ اگر یہ سارے اونٹ ہلاک ہو جائیں، چور اور ڈاکو لے جائیں تو بالاتفاق زکوۃ ساقط ہو جائیگی۔'' [1]

جائزہ :...... جیسا کہ شرعی حیلہ کو جمہور محدثین تسلیم کرتے ہیں تب احناف پر یہ اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

الحادی عشر: ......فی الزکاۃ

''روی البخاری یکون کنز أحدکم یوم القیامة شجاعا أقرع یفر منه صاحبه فیطلبه ویقول أنا کنزك قال والله لن یزال یطلبه حتی یبسط یده فیلقمها فاه وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا ما رب النعم لم یعط حقها تسلط علیه یوم القیامة تخبط وجهه بإخفافها وقال بعض الناس فی رجل له إبل فخاف أن تجب علیه الصدقة فباعها بإبل مثلها أو بغنم أو ببقر أو بدراهم فرارا من الصدقة بیوم احتیالا فلا بأس علیه وهو یقول إن زکی إبله قبل أن یحول الحول بیوم أو بسنة جازت عنه.'' [2]

''امام بخاری نے نبی ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ قیامت والے دن تم میں

[1] نصر الباری شرح اُردو صحیح البخاری، ج12، ص 287-88

[2] صحیح البخاری، کتاب الحیل، ج8، ص 59-60

Marfat.com

سے کسی کے خزانے کو گنجے سانپ کی شکل میں لایا جائے گا جس سے وہ بھاگے گا پس وہ (سانپ) اسے ڈھونڈے گا، اور وہ کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم وہ اس کو اسی طرح ڈھونڈے گا یہاں تک کہ اس کو لقمہ بنالے گا اور نبی ﷺ نے فرمایا: جب اونٹوں والا اپنا حق ادا نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس پر مسلط کیا جائے گا اور وہ اس کے چہرے کو اپنے ٹاپوں سے روندے گا جبکہ بعض لوگوں نے کہا اس آدمی کے بارے میں کے جس کے پاس اونٹ ہوں تب بھی اس پر زکاۃ دینا واجب ہے پس اگر اس نے ان کو اسی کے برابر اونٹ یا بکری کے یا دراہم کے بدلے بیچا اس غرض سے کے زکاۃ دینے سے بچ جائے تب یہ حیلہ کرنا صحیح ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ اگر اس نے اپنے اونٹ کی زکاۃ حولان حول سے پہلے دے دی تو جائز ہے۔"

نوٹ:...... اس کی تشریح بھی اوپر کی طرح ہے، جب کہ کچھ وضاحت آگے آرہی ہے۔

الثانی عشر:...... فی الزکاۃ

"روی البخاری استفتی سعد بن عبادۃ الأنصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نذر کان علی أمہ توفیت قبل أن تقضیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقضہ عنہا وقال بعض الناس إذا بلغت الإبل عشرین ففیہا أربع شیاہ فإن وہبہا قبل الحول أو باعہا فرارا واحتیالا لإسقاط الزکاۃ فلا شیء علیہ وکذلک إن أتلفہا فمات فلا شیء فی مالہ." [1]

"امام بخاری نے سعد بن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ کا استفتا نقل کیا ہے: کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی ماں کے نذر کے متعلق پوچھا کہ ان کی ماں نے اس کو اپنی زندگی میں پورا نہیں کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اپنی ماں کی

[1] صحیح البخاری، کتاب الحیل، ج8، ص59-60

Marfat.com

طرف سے پورا کرو، اور بعض لوگوں نے کہا کہ جب اونٹ بیس (عدد) ہو جائیں تب ان میں سے چار بکریاں ہیں، پس اگر اس نے ان کو سال گزرنے سے پہلے ہبہ کر دیا، یا ان کو بیچ ڈالا زکاۃ سے بچنے کے حیلے کے طور پر تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اسی طرح اگر اس نے ان کو ہلاک کر دیا اور مر گیا تب اس پر کوئی چیز نہیں۔''

صاحب نصر الباری لکھتے ہیں:

''امام بخاری رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر غلط اعتراض کیا ہے اور کہنا چاہتے ہین کے ان کے مسائل میں تناقض ہے، اور اس طرح کہ بعض الناس کا ایک قول یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس بقدرِ نصاب اونٹ ہوں اور وہ سال پورا ہونے سے پہلے ان اونٹوں کو بیچ دے تو اس پر زکوۃ نہیں، پھر بھی بعض الناس کہتے ہیں کہ اگر کسی نے سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے یا سال بھر پہلے پیشگی زکوۃ ادا کر دی تو ادا ہوگئی، امام بخاری رحمہ اللہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض الناس کے یہاں سال پورا ہونے سے پہلے زکوۃ واجب ہو جاتی ہے اگر واجب نہ ہوتی تو زکوۃ دینا زکوۃ نہ ہوتا بلکہ صدقۂ نافلہ ہوتا۔ ہم کہتے ہیں کہ ایک ہے نفسِ وجوب اور ایک ہے وجوبِ ادا اگر کسی کے پاس مال بقدرِ نصاب ہے تو نفسِ وجوب ہوگیا، لیکن وجوبِ ادا حولانِ حول کے بعد ہوگا یعنی سال پورا ہونے سے پہلے صاحبِ مال پر ادا کرنا واجب نہیں مال کا مالک سال پورا ہونے سے قبل اپنی ضروریات میں خرچ کر سکتا ہے۔'' [1]

الثالث عشر:...... فی النکاح

"روی البخاری عن عبید اللہ قال حدثنی نافع عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ نهى عن الشغار قلت لنافع ما الشغار قال ينكح ابنة الرجل وينكحه ابنته وينكح أخت

[1] نصر الباری شرح اُردو صحیح البخاری، ج12، ص289

Marfat.com

الرجل وينكحه أخته بغير صداق وقال بعض الناس إن احتال حتى تزوج على الشغار فهو جائز والشرط باطل." [1]

''امام بخاری رحمہ اللہ نے عبید اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا مجھے نافع بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا میں نے نافع سے پوچھا کہ شغار کیا ہے، کہا کہ کوئی کسی کی بیٹی سے نکاح کرے اور وہ اس کی بیٹی سے نکاح کرے اور کوئی کسی کی بہن سے نکاح کرے اور وہ اس کی بہن سے نکاح کرے بغیر مہر کے اور بعض لوگوں نے کہا اگر کسی نے حیلہ کر کے شغار پر نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا اور شرط باطل ہوگی۔''

"أراد البخاری بهذا الفرع أن يبطل نكاح الشغار. [2] رأی الحنفية قال ابن بطال قال أبو حنيفة نكاح الشغار منعقد ويصلح بصداق المثل وكما يظهر من فتواه أن الممنوع في الشغار المعاوضة فإذا كان لكل منهما مهر المثل فيكون العقد جائزا وكل نكاح فساده من أجل صداقه لا ينفسخ عنده ويصلح بمهر المثل." [3]

''امام بخاری رحمہ اللہ نے اس فرع کے ذریعے شغار کے نکاح کو باطل کیا ہے۔ جبکہ احناف کا نظریہ یہ ہے کہ ابن بطال نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نکاح الشغار کو مہر مثل کے ساتھ منعقد مانتے ہیں اور جیسا کہ ان کے فتوے سے ظاہر ہے کہ شغار میں معاوضہ ممنوع ہے پس جب ان میں سے ہر ایک کے لیے مہر مثل ہوگا تب عقد جائز ہوگا، اور ہر ایسا نکاح کہ جس کا فساد اس کے مہر کی وجہ

[1] صحیح البخاری، کتاب الحیل، ج8، ص 59-60
[2] الامام البخاری و فقه اهل العراق، ص 186
[3] عمدة القاری، 24، 112.

Marfat.com

سے ہو تو ایسا نکاح ان کے نزدیک فسخ نہ ہوگا، اور مہر مثل سے صحیح ہوگا۔"

مولانا صوفی سرور مدظلہ لکھتے ہیں:

"ہم امام بخاری رحمۃ اللہ کے اس کلام کا رد یوں کرتے ہیں کہ بعض الناس کے عنوان سے جب آپ اعتراض کرتے ہیں تو آپ کی مراد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ یا حنفیہ ہوتے ہیں، لیکن یہاں ہم یوں کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے تو یہاں کوئی حیلہ ہے ہی نہیں کیونکہ ہم شغار کو باطل کر رہے ہیں اور مہر کو ثابت کر رہے ہیں اور شغار سے نہی جو حدیث شریف میں آئی ہے اس کا یہی مقصد ہے کہ نکاح مال والے عوض سے خالی نہ ہونا چاہئے۔" (1)

جائزہ:...... جیسا کہ گذر چکا کہ شغار سے نہی جو حدیث شریف میں آئی ہے اس کا یہی مقصد ہے کہ نکاح مال والے عوض سے خالی نہ ہونا چاہئے۔

الرابع عشر: ...... فی النکاح

"روی البخاری حدیث النهی عن المتعة ثم قال وقال بعض الناس إن احتال حتى تمتع فالنكاح فاسد وقال بعضهم النكاح جائز والشرط باطل." (2)

"امام بخاری رحمۃ اللہ نے متعہ سے نہی کی روایت نقل کی پھر کہا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اگر حیلہ کر کے متعہ کیا تب تو نکاح فاسد ہوگا اور بعض نے کہا کہ نکاح جائز ہے اور شرط باطل ہے۔"

مولانا صوفی سرور مدظلہ لکھتے ہیں:

"وقال بعضهم المتعة و الشغار جائز والشرط باطل"

جواب: حنفیہ پر کچھ اعتراض نہیں ہے کیونکہ متعہ کا بطلان اجماعی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا

(1) الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری، ج6، ص365

(2) صحیح البخاری، کتاب الحیل، حدیث 6961

Marfat.com

ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو امام زفر رحمہ اللہ کے قول سے شبہ ہو گیا کہ اگر کوئی شخص تزوج کے لفظ سے نکاح کرے لیکن نکاح کی

مدت مقرر کر لے۔ مثلاً ایک مہینے کے لیے تو نکاح صحیح اور لازم ہو جائے گی اور شرط باطل ہو جائے گی، لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ صورت بھی باطل ہے اسی لیے بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ حیل کے ابواب میں متعہ کا ذکر کسی طرح بھی ٹھیک نہیں ہے۔"❶

الخامس عشر:...... فی النكاح

"روى البخارى لا تنكح البكر حتى تستأذن ولا الثيب حتى تستأمر فقيل يا رسول الله كيف إذنها قال إذا سكتت وقال بعض الناس إن لم تستأذن البكر ولم تزوج فاحتال رجل فأقام شاهدى زور أنه تزوجها برضاها فأثبت القاضى نكاحها والزوج يعلم أن الشهادة باطلة فلا بأس أن يطأها وهو تزويج صحيح ثم روى البخارى حديث خنساء بنت خذام فإنها أنكحها أبوها وهى كارهة فرد النبى صلى الله عليه وسلم ذلك." ❷

"امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کی کہ باکرہ کا نکاح اس کی اجازت سے ہوگا اور ثیبہ کا نکاح اس کے کہنے سے ہوگا پس پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیسے ہوگی فرمایا جب چپ ہو جائے، اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر باکرہ اجازت نہ دے اور نکاح نہ کرے تب حیلہ کرے اور وہ یہ کہ مرد جھوٹے گواہ بنا لے اور عند القاضی جھوٹی گواہی دے کر یہ ثابت کر دے کہ باکرہ نے

---

❶ الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری، ج6، ص365

❷ صحیح البخاری، کتاب الحیل، ج8، ص60-61

Marfat.com

اپنی رضا سے اس سے نکاح کیا ہے جبکہ خاوند کو گواہوں کا جھوٹا ہونا بھی معلوم تب کوئی باک نہیں مرد پر کہ باکرہ سے وطی کرلے اور ایسا نکاح صحیح ہے پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے خنساء بنت خذام کی روایت نقل کی کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کیا حالیکہ وہ ناخوش تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح رد فرما دیا۔''

مولانا صوفی سرور مدظلہ فرماتے ہیں:

''اس باب سے مقصود حنفیہ پر اعتراض ہے کہ کوئی شخص جھوٹے گواہ پیش کردے قاضی کی عدالت میں کہ فلاں عورت میرے نکاح میں ہے، قاضی گواہوں کو سچا سمجھ کر فیصلہ کردے کہ وہ تمہاری بیوی ہے تو حنفیہ کے نزدیک ان کا تعلق زنا کا شمار نہ ہوگا بلکہ میاں بیوی کا شمار ہوگا، حالاں کہ گواہی جھوٹی ہے اور نکاح عورت کی اجازت کے بغیر شمار کیا گیا ہے اور احادیث میں عورت کی اجازت کو نکاح کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے؟ جواب: قضاءِ قاضی تو میاں بیوی کے درمیان ہر قسم کا جھگڑا مٹانے کے لیے ہوتا ہے، اگر یہ قضاء باطنا نافذ نہ ہو تو یہ قضاء جھگڑا پیدا کرنے کی تمہید اور سبب بن جائے گی اور یہ چیز قضاء کے مقصد کے خلاف ہے، اس کی نظیر لعان کی قضاء ہے کہ وہ سب کے نزدیک باطنا نافذ ہو جاتی ہے اور عورت دوسری جگہ نکاح کرلے تو بالاجماع یہ نکاح صحیح ہے حالاں کہ یقیناً دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ دوسری نظیر یہ ہے کہ عورت نے جھوٹے گواہ طلاق کے پیش کردیئے قاضی نے نکاح ٹوٹنے کا فیصلہ دے دیا، اس کے بعد عورت نے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرلیا تو یہ نکاح بھی بالاجماع صحیح ہے حالاں کہ یہ بھی ایسی قضاء پر مبنی ہے کہ جس کی بنیاد جھوٹی گواہی ہے۔ سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیٹی پر جھوٹے گواہ پیش کردے کہ یہ میری لونڈی ہے تو اس سے وطی بالاجماع حرام رہتی ہے حنفیہ اس کو جائز کیوں نہ کہہ دیتے؟ جواب: قضاءِ قاضی کے باطنا نافذ ہونے کا تعلق صرف عقود وفسوخ سے ہے کہ حنفیہ کے

Marfat.com

نزدیک نافذ ہے جمہور کے نزدیک نہیں اور یہ بیٹی والا معاملہ تو نسب سے متعلق ہے اس میں بالاجماع قضاءِ قاضی باطنا مافذ نہیں ہے۔ سوال: جب خاوند جانتا ہے کہ گواہ جھوٹے ہیں تو اس کے لیے وطی کیسے حلال ہوسکتی ہے؟

جواب:...... جھوٹ بولنے کا گناہ تو ہوا زنا کا گناہ نہ ہوگا، کیونکہ فیض الباری میں ہے کہ بدائع الصنائع میں بحوالہ مبسوط حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے دو گواہ پیش کردیئے کہ فلاں عورت میرے نکاح میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرما دیا کہ وہ تیری بیوی ہے اس فیصلے کے بعد وہ عورت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی کہ حضرت جب آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ ہی فرمادیا ہے تو اب ہمارا نکاح بھی پڑھ دیجئے، تاکہ ساری عمر زنا تو نہ ہو کیونکہ گواہ تو جھوٹے ہیں اور ہمارا کوئی نکاح نہیں ہے اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ شاهداك زوجاك.[1]

جائزہ:...... جیسا کہ گذر چکا کے دراصل امام بخاری رحمہ اللہ شرعی حیلوں کے قائل نہیں اس لیے یہ اعتراضات کیے ہیں۔

السادس عشر:...... فی النکاح

"روى البخارى حدثنا أبو نعيم حدثنا شيبان عن يحيىٰ عن أبى سلمة عن أبى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تنكح الأيم حتى تستأمر ولا تنكح البكر حتى تستأذن قالوا كيف إذنها قال أن تسكت وقال بعض الناس إن احتال إنسان بشاهدى زور على تزويج امرأة ثيب بأمرها فأثبت القاضى نكاحها إياه والزوج يعلم أنه لم يتزوجها قط فإنه يسعه هذا النكاح ولا بأس بالمقام له معها."[2]

---

[1] الخیرالجاری فی شرح صحیح البخاری، ج6، ص366-367

[2] صحیح البخاری، کتاب الحیل، ج8، ص60-61

Marfat.com

یہ مسئلہ بھی ماقبل مسئلہ کی طرح ہے صرف الفاظ کی تبدیلی کی گئی ہے، لہٰذا مذکورہ بالا تشریح دیکھ لیں۔

السابع عشر:...... فی النکاح

"أيضا روى البخارى حديث استئذان البكر من طريق آخر البكر تستأذن قلت إن البكر تستحى قال إذنها صماتها وقال بعض الناس إن هوى رجل جارية يتيمة أو بكرا فأبت فاحتال فجاء بشاهدى زور على أنه تزوجها فأدركت فرضيت اليتيمة فقبل القاضى شهادة الزور والزوج يعلم ببطلان ذلك حل له الوطء." ❶

یہ مسئلہ بھی ماقبل مسئلہ کی طرح ہے صرف الفاظ کی تبدیلی کی گئی ہے، لہٰذا مذکورہ بالا تشریح دیکھ لیں۔

الثامن عشر:...... فی الغصب

"باب إذا غصب جارية فزعم أنها ماتت فقضى بقيمة الجارية الميتة ثم وجدها صاحبها فهى له وترد القيمة ولا تكون القيمة ثمنا وقال بعض الناس الجارية للغاصب لأخذه القيمة وفى هذا احتيال لمن اشتهى جارية رجل لا يبيعها فغصبها واعتل بأنها ماتت حتى يأخذ ربها قيمتها فيطيب للغاصب جارية غيره قال النبى صلى الله عليه وسلم أموالكم عليكم حرام و لكل غادر لواء يوم القيامة." ❷

"یہ باب اس بارے میں ہے کہ جب کسی نے کوئی لونڈی غصب کر لی اور یہ

---

❶ صحيح البخارى، كتاب الحيل، ج8، ص60-61

❷ صحيح البخارى، كتاب الغصب، ج8، ص62

Marfat.com

گمان کیا کہ یہ تو مردہ ہے اور فیصلہ مردہ لونڈی کی قیمت پر ہوا پھر لونڈی والے نے اس کو پایا تو وہ اس کی ہوگی اور قیمت واپس کی جائے گی اور قیمت ثمن نہ ہوگی، اور بعض لوگوں نے کہا کہ لونڈی غاصب کی ہوگی اس کی قیمت دینے کی بنا پر اور اس میں حیلہ بازی ہے کسی کی لونڈی کو چاہنے والے کے لیے بایں طور کے وہ اس کو نہ بیچے گا تو وہ (چاہنے والا) اس کو غصب کر لے گا اور بہانہ بیان کر دے گا کہ وہ تو مردہ ہے حتی کہ اس کے مالک سے اس کو قیمت پر لے لے گا پس غاصب کے لیے پرائی لونڈی حلال کر دی گئی جبکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ تمہارے اموال تم پر (ناجائز طریقہ سے) حرام ہیں اور ہر دھوکہ باز کے لیے قیامت والے دن جھنڈا ہوگا۔"

صاحب نصر الباری لکھتے ہیں:

"حنفیہ کا مختار و صحیح مذہب یہ ہے کہ صورتِ مذکورہ میں غاصب پر واجب ہے کہ لونڈی کو واپس کرے اس لیے سرے سے اس تعریض کی کوئی گنجائش نہیں اور احناف میں سے جن کا یہ قول ہے کہ لونڈی غاصب کی ہے اس کی بنیاد ایک اصل پر ہے اور وہ یہ ہو کہ جھوٹی گواہی پر قاضی کا فیصلہ ظاہرا و باطنا دونوں طرح نافذ ہوتا ہے یا صرف ظاہرا نافذ ہوتا ہے باطنا نہیں اس کو امام سرخسی رحمہ اللہ نے مبسوط میں پوری تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ صورتِ مجوثہ میں جب قاضی نے یہ فیصلہ کر دیا کہ لونڈی مر چکی ہے اور غاصب مالک کو لونڈی کی قیمت ادا کر دے، اور مالک نے غاصب سے لونڈی کی قیمت لے لی اس کے بعد یہ کہنا کی لونڈی پہلے شخص کی ملک ہے تب تو بدل اور مبدل منہ کا ایک شخص کی ملکیت میں جمع ہونے کا قول کرنا ہے جو نہ عقلا صحیح ہے نہ شرعا اور اتنی بات تو حنفیہ بھی کہتے ہیں کہ غاصب مجرم ہے غصب کیا، جھوٹ بولا، جھوٹے گواہ پیش کیے مگر اس کی نظیر موجود ہے کہ ایک فعل ناجائز ہے مگر حکمِ شرعی مرتب ہوتا ہے جیسے حیض کی حالت

Marfat.com

میں طلاق دینا ناجائز ہے لیکن اگر کسی نے طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔"[1]

جائزہ :...... جیسا کہ گذر چکا کے دراصل امام بخاری رحمہ اللہ شرعی حیلوں کے قائل نہیں اس لیے یہ اعتراضات کیے ہیں۔

التاسع عشر:...... فی الهبة باب فی الهبة والشفعة

"وقال بعض الناس إن وهب هبة ألف درهم أو أكثر حتى مكث عنده سنين واحتال فى ذلك ثم رجع الواهب فيهما فلا زكاة على واحد منهما فخالف الرسول ﷺ فى الهبة وأسقط الزكاة."[2]

"یہ باب ہے ہبہ اور شفعہ کے بارے میں اور بعض لوگوں نے کہا اگر کسی نے ہزار دراہم ہبہ کیے یا اس سے زیادہ حتیٰ کہ (موہوب لہ) کے پاس دو سال تک رہے بھی اور حیلہ کیا پھر واہب نے اس میں رجوع کی تب ان دونوں میں سے کسی پر بھی زکاۃ نہ ہوگی پس رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہبہ میں اور زکاۃ کو ساقط کر دیا۔"

علامہ عثمان غنی ہبہ کے مسئلہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہاں بھی امام بخاری رحمہ اللہ بلا وجہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر اعتراض کر رہے ہیں، چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اراد به التشنيع ايضا على ابى حنيفة من غير وجه...... الخ ۔امام اعظم رحمہ اللہ نے جو ہبہ میں رجوع کی اجازت دی ہے اس شرط کے ساتھ کے موانع نہ ہو، موانع کی موجودگی میں رجوع فى الهبة عند الاحناف جائز نہیں۔رجوع فی الھبۃ حنفیہ کے نزدیک سات/7 صورتوں میں جائز نہیں از موانعِ سبعہ کو درِ مختار وغیرہ نے

---

[1] نصر الباری شرح اُردو صحیح البخاری، ج12، ص298

[2] صحیح البخاری، کتاب الحیل، ج8، ص62

Marfat.com

سات/7 حرفوں "دمع خزقه" میں ضبط کیا ہے۔

1......د سے مراد زیادتی متصلہ ہے یعنی زمین پر مکان یا باغ۔

2......م سے مراد موت احد العاقدین ہے۔

3......ع سے مراد عوض ہے۔

4......خ سے مراد خروج الهبة من ملك الموهوب له ہے۔

5......ز سے مراد زوجیت وقت الهبة ہے۔

6......ق سے قرابت محرمیت جس سے نکاح حرام ہے۔

7......ہ سے هلاك الهبة ہے۔ [1]

العشرون:...... فی الشفعة

"روى البخارى عن جابر بن عبد الله قال إنما جعل النبى صلى الله عليه وسلم الشفعة فى كل ما لم يقسم فإذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة وقال بعض الناس الشفعة للجوار ثم عمد إلى ما شدده فأبطله وقال إن اشترى دارا فخاف أن يأخذها الجار بالشفعة فاشترى سهما من مائة سهم ثم اشترى الباقى وكان للجار الشفعة فى السهم الأول ولا شفعة له فى باقى الدار وله أن يحتال فى ذلك." [2]

"امام بخاری رحمہ اللہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر غیر تقسیم شدہ میں شفعہ کرنے کا فرمایا ہے پس جب حدود واقع ہو جائیں اور راستے پھیر جائیں تب کوئی شفعہ نہیں اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ پڑوسی کے لیے حق شفعہ ہے پھر اپنے ہی کہے سے پھر گئے اور کہا کہ اگر کسی نے کوئی گھر

[1] نصر الباری شرح اردو صحیح البخاری، ج12، ص308-309

[2] صحیح البخاری، کتاب الحیل، ج8، ص65

Marfat.com

خریدا اور پھر یہ ڈر ہوا کہ پڑوسی شفعہ کر کے لے لے گا تو چاہیے کہ سو حصوں میں سے ایک حصہ خرید لے پھر باقی خرید لے چنانچہ پڑوسی کے لیے پہلے حصہ میں حق شفعہ ہوگا جب کہ باقی میں نہ ہوگا اور اس کے لیے ایسا حیلہ کرنا جائز ہے۔''

صاحب نصر الباری مسئلہ شفعہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''صورتِ مذکورہ میں شفیع (جار) نے اپنا حقِ شفعہ خود باطل کیا ہے اگر وہ پہلے ہی حصہ میں حقِ شفعہ کا مطالبہ کر کے لے لیتا تو باقی دار کا حق بطریقِ اولی ہو جاتا لیکن پڑوسی شفیع نے پہلے سہم (حصہ) کو حقیر و معمولی سمجھ کر چھوڑ دیا اور مشتری نے خرید لیا تو یہ مشتری شریک فی الدار ہو گیا اور ظاہر ہے کہ شریک فی المبیع کے ہوتے ہوئے جار (پڑوسی) کا حق قطعاً نہیں ہے۔''[1]

جائزہ :...... امام بخاری رحمہ اللہ نے آگے کتاب الشفعہ میں چند جگہ مزید اعتراضات کیے ہیں لیکن وہ سب اس پہلے ہی مسئلہ جیسے ہے خلاصہ یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ خود چونکہ شرعی حیلوں کے قائل نہیں اس لیے اعتراضات کیے ہیں جبکہ پہلے قول گزر چکا کہ جمہور محدثین رحمہ اللہ بھی شرعی حیلوں کو درست کہتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

---

[1] نصر الباری شرح اُردو صحیح البخاری، ج12، ص 311

Marfat.com

فہرست اعلام

حرف الف

1۔ احمد بن علی (الخطیب) البغدادی
2۔ احمد بن حجر المکی
3۔ احمد بن محمد (ابن خلکان)
4۔ اسماعیل بن عمر (ابن کثیر)
5۔ احمد بن عبدالرحیم (شاہ ولی اللہ)
6۔ احمد بن شعیب النسائی
7۔ ابراہیم بن حمزہ الزبیری
8۔ ابراہیم بن المنذر الحزامی
9۔ ابراہیم بن موسی الرازی
10۔ احمد بن حنبل
11۔ احمد بن صالح المصری
12۔ احمد بن ابی الطیب المروزی
13۔ احمد بن محمد الازرقی
14۔ آدم بن ابی ایاس العسقلانی
15۔ ابی النضر اسحاق بن ابراہیم الفرادیسی
16۔ اسحاق بن راہویہ
17۔ اسماعیل بن ابان الوراق

Marfat.com

18۔ اسماعیل بن ابی اویس

19۔ ایوب بن سلیمان

20۔ ابوعمر حفص بن عمر الحوضی

21۔ ابوالیمان الحکم بن نافع

22۔ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقرء

23۔ ابومعمر عبداللہ بن عمرو المنقری

24۔ ابوالمغیرۃ عبدالقدوس بن الحجاج الخولانی

25۔ ابونعیم الفضل بن دکین

26۔ ابوعاصم الضحاک بن مخلد

27۔ طلق بن غنام النخعی

28۔ ابوبکر عبداللہ بن الاسود

29۔ ابومسہر عبدالاعلی بن مسہر الغسانی

30۔ ابوالولید ہشام بن عبدالملک الطیالسی

31۔ ابراہیم بن بشار الرمادی

32۔ ابراہیم بن محمد بن یحیٰی بن عباد بن ھانء الشجری

33۔ ابوحفص احمد بن حفص البخاری

34۔ احمد بن خالد الوہبی

35۔ اسماعیل بن سالم الصائغ

36۔ ابوصالح عبداللہ بن صالح المصری

37۔ ابوغسان مالک بن اسماعیل النہدی

38۔ ابن خزیمہ محمد بن نصر مروزی۔

39۔ ابوعبداللہ الفربری

Marfat.com

40۔ انور شاہ کشمیری

حرف باء

1۔ بدل بن محبّر

2۔ بشر بن شعب بن ابی حمزہ

حرف ثاء

1۔ ثابت بن محمد الشیبانی الزاہد

حرف جیم

1۔ جعفر بن عبداللہ السلمی البلخی

حرف حاء

1۔ حسن بن زیاد

2۔ حاجی خلیفہ (کاتب چلپی)

3۔ حجاج بن منہال الانماطی

4۔ حسن بن بشر البجلی

5۔ حسن بن ربیع البورانی

6۔ حسن بن شجاع البلخی

7۔ حسن بن واقع الرملی

8۔ حسین بن ضحاک النیسابوری

حرف دال

1۔ داؤد بن شبیب، الباہلی، ربیع بن یحیٰ الاشنانی

حرف زاء

1۔ زفر بن ہذیل

2۔ زکریا بن ابی زائدہ

Marfat.com

3۔ زین الدین بن ابراہیم (ابن نجیم)

حرف سین

1۔ سریج بن نعمان الجوہری

2۔ سعید بن الحکم بن ابی مریم

3۔ سعید بن سلیمان الواسطی

4۔ سعید بن کثیر بن عفیر

5۔ سلیمان بن حرب

6۔ سلیمان بن عبدالرحمٰن الدمشقی

حرف صاد

1۔ صدقۃ بن الفضل المروزی

2۔ صلت بن محمد الخارکی

حرف طاء

1۔ طلق بن غنام النخعی

حرف ظاء

1۔ ظلیم بن خطیط الجہضمی الدبوسی

حرف عین

1۔ علی بن الجرجانی

2۔ عبدالرحمٰن بن خلدون (ابن خلدون)

3۔ عبدالرحمٰن السیوطی

4۔ عثمان بن عبدالرحمٰن (ابن صلاح)

5۔ عبدان بن عثمان المروزی

6۔ عبداللہ بن موسیٰ، عفان بن مسلم

Marfat.com

7۔ علی بن المدینی

8۔ عبداللہ بن یوسف التنیسی

9۔ عبدالرحمٰن بن ابرہیم دحیم

10۔ عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسی

11۔ عبداللہ بن زبیر الحمیدی

12۔ عبداللہ بن صالح المصری

13۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی

14۔ عثمان بن ہارون القرشی الانماطی

15۔ علی بن عبدالحمید المعنی

16۔ عبدالرحمٰن بن محمد (داماد آفندی)

حرف قاف

1۔ قبیصۃ بن عقبۃ

2۔ قتیبۃ ابن سعید

3۔ قیس بن حفص الدارمی

حرف میم

1۔ محمد بن اسماعیل البخاری

2۔ محمد بن حسن الشیبانی

3۔ محمد بن سعد

4۔ محمد بن اسحاق الندیم

5۔ محمد بن حجر العسقلانی

6۔ محمد بن یزید (ابن ماجہ) القزوینی

7۔ محمد بن ابی بکر (ابن القیم)

Marfat.com

8۔ مسلم بن حجاج (امام مسلم)

9۔ محمد بن عیسی ترمذی

10۔ محمد زکریا کاندھلوی

11۔ محمد بن بشار بُندار

12۔ محمد بن سعید ابن الاصبہانی

13۔ محمد بن سنان العوقی

14۔ محمد بن الصباح الدولابی

15۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر

16۔ محمد ابن عبداللہ الانصاری

17۔ ابو ثابت محمد بن عبداللہ المدینی

18۔ محمد بن الفضل السدوسی عارم

19۔ محمد بن کثیر العبدی

20۔ ابو موسیٰ محمد بن المثنی

21۔ محمد بن یوسف الفریابی

22۔ مطرف بن عبداللہ المدینی

23۔ مکی بن ابراہیم البلخی

حرف نون

1۔ نعمان بن ثابت (ابوحنیفہ)

2۔ نعیم بن حماد المروزی

3۔ نجا بن رضوان الابیاری

حرف ھاء

1۔ ہشام بن عمار الدمشقی

Marfat.com

2۔ ہشام بن اسماعیل العطار الدمشقی

حرف یاء

1۔ یعقوب بن ابراہیم (ابو یوسف)

2۔ یوسف المزی (جمال الدین)

3۔ یحییٰ بن صالح الوحاظی

4۔ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر

5۔ یحییٰ بن معین

Marfat.com

فہرست آیات قرآنیہ

1. ﴿و آخرین منہم لما یلحقوا بہم﴾ (الجمعہ 62:3)
2. ﴿فأشارت إلیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا﴾ (مریم 19:29)
3. ﴿والذین یرمون أزواجہم ولم یکن لہم شہداء إلا أنفسہم.....إلی قولہ إنہ لمن الصادقین﴾ (نور 24:6)
4. ﴿إلا رمزا﴾ (آل عمران 13:4)
5. ﴿من بعد وصیۃ یوصی بہا أو دین﴾ (النساء 4:11)
6. ﴿إن اللہ یأمرکم أن تؤدوا الأمانات إلی أہلہ﴾ (النساء 4:11)
7. ﴿فکفارتہ إطعام عشرۃ مساکین..... أو کسوتہم﴾ (المائدہ 5:89)
8. ﴿ولا تقربوہن حتی یطہرن﴾ (البقرۃ 2:222)

Marfat.com

فہرست احادیث النبویۃ علی صاحبها الصلاة و السلام

1. ثم ان زنت فليجلدها الحد ثم بيعوها بعد الثالثة و الرابعة
2. هذا عيدنا اهل الاسلام
3. فاذا خرج الامام طووا الصحف ويستمعون الذكر
4. إنما الأعمال بالنيات
5. من أعمر عمرى فهى للمعمر له ولورثته من بعده
6. الواهب أحق بهبته ما لم يثب منها
7. العائد فى هبته كالعائد فى قيئه
8. إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث
9. أنا وكافل اليتيم فى الجنة هكذا وأشار بالسبابة والوسطى وفرج بينهما شيئا
10. الأيمان ههنا مرتين
11. والشهر هكذا وهكذا وهكذا
12. المسلم أخو المسلم
13. قال إبراهيم لامرأته هذه أختى
14. أفلح إن صدق أو دخل الجنة إن صدق
15. إذا ما رب النعم لم يعط حقها تسلط عليه يوم القيامة تخبط وجهه بإخفافها
16. روى البخارى استفتى سعد بن عبادة الأنصارى رسول الله صلى

Marfat.com

الله عليه وسلم فى نذر كان على أمه توفيت---الخ

17. أن رسول الله ﷺ نهى عن الشغار---الخ:

18. لا تنكح البكر حتى تستأذن ولا الثيب حتى تستأمر

19. عن أبى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تنكح الأيم---الخ

20. قال النبى صلى الله عليه وسلم أموالكم عليكم حرام و لكل غادر لواء يوم القيامة

21. عن جابر بن عبد الله قال إنما جعل النبى صلى الله عليه وسلم الشفعة فى كل---الخ

Marfat.com

مصادر و مراجع

(الف)

1- ابن سعد، محمد، (م 230ھ)، الطبقات الکبریٰ، دارالاشاعت، کراچی، 2003ء۔

2- احمد تیمور، نظرۃ التاریخیۃ فی حدوث المذاھب، ط، س ن۔

3- ابو زھرہ، محاضرات فی تاریخ المذاھب، مطبعہ المدنی، س ن۔

4- ابن خلکان، ابی العباس، احمد بن محمد بن ابی بکر، (م681ھ)، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، منشورات الرضی۔

5- ابوعیسیٰ، ترمذی، محمد بن عیسیٰ، (م 279)، جامع ترمذی، طبع دوم فرید بک سٹال، لاھور، 1422ھ/ 2001م۔

6- ابن ندیم، ابو الفرج، محمد بن اسحٰق الندیم، (م 377ھ)، الفھرست، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، س ن۔

7- ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن، (م646ھ)، مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، المکتبۃ الفاروقیۃ، ملتان، پاکستان، س ن۔

8- ابن کثیر، عماد الدین، اسماعیل بن عمر، (م774ھ)، اختصار علوم الحدیث، دار التراث القاھرۃ، 1399ھ۔

9- ابوحنیفہ، مقالہ در اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاھور۔

Marfat.com

10۔ ابیاری، عبدالهادی، نجا بن رضوان، (م1305ھ)، نیل الامانی فی توضیح مقدمة القسطلانی، دارالکتب العلمية، بیروت، 2001م۔
11۔ اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرة المحدثین، دارالابلاغ، اردو بازار، لاہور، 2014ء۔
12۔ احمد امین، ضحی الاسلام، ط، س ن۔
13۔ ابو الحسین بن ابی یعلیٰ، محمدبن محمد، طبقات الحنابلة، دارالمعرفة، بیروت، س ن۔
14۔ الجامع الصحیح للامام البخاری رحمہ اللہ، طبع دار السلام، ریاض، 1999ء۔
15۔ ابن منیر، احمد بن محمد، (م683ھ)، المتواری علی تراجم ابواب البخاری، طبع دار السلفیه، المدینه المنوره، س ن۔
16۔ ابن تیمیة، احمد بن عبد الحلیم، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشریف، سعودی عرب، 1425ھ۔
17۔ امرتسری، ثناء الله - راز، محمدداؤد، فتاویٰ ثنائیه، اداره ترجمان السنة، لاہور، 1972ء۔
18۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراهیم، (م970ھ)، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دارالمعرفة، بیروت، س ن۔
19۔ ابن رشد، محمد بن احمد، (م595ھ)، بداية المجتهد و نهاية المقتصد، دارالحدیث، القاهرة، 1425ھ۔
20۔ اندلسی، ابوعمر، یوسف بن عبدالله، (م463ھ)، التمهید لما فی الموطأ من المعانی و الاسانید، دارالحدیث الحسنية، 1387ھ۔
21۔ ابن عساکر، علی بن حسن، (م571ھ)، تاریخ دمشق، دارالفکر،

Marfat.com

بیروت، 1415ھ۔

(باء)

1- بدر الدین، العینی، محمود بن احمد، (م855ھ)، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س ن۔

2- بلاذری، احمد بن یحییٰ، (م 279ھ)، جمل من أنساب الأشراف، دار الفکر، بیروت، 1417ھ۔

(تاء)

1- تاج الدین، السبکی، عبدالوهاب بن تقی الدین، (م771ھ)، طبقات الشافعیه الکبریٰ، هجر للطباعة و النشر و التوزیع، 1413ھ۔

(جیم)

1- جهلمی، فقیر محمد، حدائق الحنفیة، ط، س ن۔

2- جمال الدین، ابو الحجاج، یوسف المزی، تهذیب الکمال فی اسما ء الرجال، مؤسسة الرسالة، بیروت، 1413ھ۔

3- جمال الدین، ابو محمد، عبدالله بن یوسف، (762ھ)، نصب الرایة لاحادیث الهدایة مع حاشیة بغیة الالمعی فی تخریج الزیلعی، مؤسسة الریّان للطباعة و النشر، بیروت، 1418ء۔

4- جزائری، السمعونی، طاهر بن صالح، (م1338ھ)، توجیه النظر الی اصول الاثر، مکتبة المطبوعات الاسلامیة، حلب، 1416ھ۔

(حاء)

1- حافظ الدین، ابن البزاز، الکردری، محمد بن محمد بن شهاب، (م827ھ)، مناقب الامام، مکتبه الاسلامیه، کوئٹه، 1407ھ۔

Marfat.com

2۔ حاکم ، ابو عبداللہ ، نیشاپوری ، محمد بن عبداللہ ، (م 405ھ) ، معرفۃ علوم الحدیث ، داراحیاء التراث العلوم ، بیروت ، طبع اولیٰ ، 1417ھ/ 1997م۔

3۔ حاجی خلیفہ ، کاتب چلپی ، (م 1067ھ) ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ، نور محمد اصح المطابع ، کراچی ، س ن۔

4۔ حسام الدین ، الخسیکثی ، محمد بن محمد عمر ، (م 644ھ) ، منتخب الحسامی ، مکتبۃ البشریٰ ، کراچی ، 1431ء۔

5۔ حمیداللہ ، خطباتِ بہاولپور ، ط ، س ن۔

(خاء)

1۔ خطیب ، البغدادی ، ابو بکر ، احمد بن علی ، (م 463ھ) ، تاریخ بغداد ، دارالکتب العربی ، بیروت ، لبنان ، س ن۔

2۔ خوارزمی ، محمد بن محمود ، (م 665ھ) ، جامع المسانید ، دارالکتب العلمیۃ ، بیروت ، لبنان ، س ن۔

(دال)

1۔ داماد آفندی ، عبدالرحمن بن محمد ، (م 1078ھ) ، مجمع الأنہر فی شرح ملتقی الابحر ، داراحیاء التراث العربی ، س ن۔

(ذال)

1۔ ذہبی ، الامام ، الحافظ ، ابی عبداللہ ، محمد بن احمد ، (م 748ھ) ، مناقب الامام ابی حنیفۃ و صاحبیہ ابی یوسف و محمد بن الحسن ، دار الکتاب العربی ، مصر ، س ن۔

(زاء)

1۔ زیدان ، عبدالکریم ، الوجیز فی اصوا الفقہ ، مؤسسۃ قرطبہ ، س ن۔

Marfat.com

2۔ زیلعی ، الحنفی ، فخر الدین ، حاشیۃ الإمام الشلبی علی کنز الدقائق المسمی بتبیین الحقائق ، دار المعرفۃ ، بیروت ، س ن۔

(سین)

1۔ سکروڈی ، مولانا جمیل احمد ، اجمل الحواشی علی اصول الشاشی ، مکتبہ دارالاشاعت ، اردو بازار کراچی ، 2005۔

2۔ سلطان احمد ، امامِ اعظم بحیثیت محدث اعظم (ایم فل مقالہ) شعبۂ اسلامیات ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بھاولپور ، غیر مطبوعہ ، 2006م۔

3۔ سیوطی ، عبدالرحمن ، ابوبکر ، جلال الدین ، (م911) ، تبییض الصحیفۃ ، ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیۃ ، کراچی ، س ن۔

4۔ سیوطی ، عبدالرحمن بن ابی بکر ، (م 911ھ) ، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی ، دار طیبۃ ، س ن۔

5۔ سخاوی ، محمد بن عبد الرحمن ، (م902) ، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث ، صدار المناھج ، 1426ھ۔

6۔ سباعی ، مصطفیٰ ، السنۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی ، الکتب الاسلامی ، بیروت ، 1405ھ۔

7۔ سرخسی ، شمس الائمۃ ، محمد بن احمد ، (م483ھ) ، المبسوط ، دارالمعرفۃ ، بیروت ، 1414ھ۔

(شین)

1۔ شریف جرجانی ، علی ابن محمدابن سید الزین ، کتاب التعریفات ، مکتبہ رحمانیہ ، اردو بازار لاھور۔

2۔ شمس الدین ، الذھبی ، محمد بن احمد ، (م 748ھ) ، سیر اعلام

Marfat.com

النبلاء للذهبی رحمۃ اللہ ، مؤسسة الرسالة ، 1985ء۔

3۔ شهاب الدين ، المكی ، الهيثمی ، احمد بن حجر ، (م973ھ)، الخيرات الحسان ، ایچ ایم سعید کمپنی ، کراچی ، پاکستان ، 1414ھ -

4۔ شاه ، المحدث ، الدهلوی ، عبد الحق ، شرح سفر السعادة ، مکتبہ نوریہ رضویہ ، سکھر ، پاکستان ، 1398ھ/ 1978م۔

5۔ شمس الدين ، الذهبی ، محمد بن احمد ، (م 748ھ)، تذكرة الحفاظ ، دارالكتب العلمية ، بيروت ، 1419ھ۔

6۔ شامزئی ، نظام الدین ، شیوخ امام بخاری رحمۃ اللہ (پی-ایچ- ڈی مقالہ) شعبۂ اسلامیات ، سندھ یونیورسٹی حیدر آباد ، غیر مطبوعہ۔

7۔ شمس الدين ، محمد بن محمد ، (م 879ھ)، التقرير والتجير ، دارالكتب العلمية ، بيروت ، 1983ء۔

8۔ شيبانی ، محمد بن حسن ، (م189ھ)، الحجة على أهل المدينة ، عالم الكتب ، بيروت ، 1403ھ۔

9۔ شنقيطی ، محمد الخضر ، كوثر المعانی الدراری فی كشف خبايا صحيح البخاری ، باب فی الركاز الخمس ، دارالمؤيد-مؤسسة الرسالة ، 1415ھ۔

10۔ شاشی ، نظام الدين ، اصول الشاشی مع احسن الحواشی ، مکتبہ المصباح ، اردو بازار لاہور ، س ن۔

11۔ شعرانی ، عبدالوهاب ، الميزان الشريعة الكبرىٰ ، مكتبة النهضة الاسلامية ، مصر ، 1328ھ۔

Marfat.com

(صاد)

1- صدیقی، کاندھلوی، محمد علی، (م 1992)، امامِ اعظم اور علم الحدیث، انجمن دار العلوم الشھابیہ، سیالکوٹ، پاکستان، 1981ء۔

2- صوفی، محمد سرور، الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، 1426ھ۔

(طاء)

1- طحاوی، ابو جعفر، احمد بن محمد، (م 321ھ)، شرح معانی الآثار، عالم الکتب، بیروت، 1414ھ۔

2- طبری، احمد بن عبداللہ، (م 694ھ)، الریاض النضرۃ فی العشرۃ المبشرۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، س ن۔

(عین)

1- عبدالرحمن بن خلدون (م 808ھ)، مقدمۃ ابن خلدون، دار العرب، الطبع، 1425ھ/ 2004م۔

2- عتر، نورالدین، الإمام الترمذی والموازنۃ بین جامعۃ وبین الصحیحین - ارشیف ملتقی اھل الحدیث۔

3- عبدالمجیدمحمود، الاتجاھات الفقھیۃ عنداصحاب الحدیث فی القرن الثالث الھجری، مکتبۃ الخانجی، مصر، 1399ھ۔

4- عماد الدین، اسماعیل بن عمربن کثیر، البدایۃ و النھایۃ، بیت الافکار الدولیۃ، س ن۔

5- عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر، (م 852ھ)، تہذیب التھذیب، دائرۃ المعارف النظامیۃ، ہندوستان، 1326ھ۔

Marfat.com

(غین)

1۔ غنیمی، الدمشقی، عبدالغنی، کشف الالتباس عما اورده البخاری علی بعض الناس، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ، دمشق، س ن۔

2۔ غنیمی، عبدالغنی بن طالب، (م1298ھ)، اللباب فی شرح الکتاب، مکتبۃ العلمیۃ، بیروت، س ن۔

(قاف)

1۔ قسطلانی، شہاب الدین، ابو العباس، احمد بن محمد، (م923ھ)، ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، دار الکتب العربی، بیروت، س ن۔

2۔ قنوجی، صدیق بن حسن، ابجد العلوم، دارالکتب العلمیۃ، دمشق، 1978ء۔

3۔ قاضی، باقی باللہ زاہد، تبشیر الناس فی شرح قال بعض الناس، نعمان پبلشنگ کمپنی، اردوبازار، لاہور، س ن۔

(کاف)

1۔ کاندھلوی، محمد زکریا، لامع الدراری علی جامع البخاری، مقدمہ، المکتبۃ الامدادیۃ، مکہ (قدیم)، 1395ھ۔

2۔ کاندھلوی، محمد زکریا، تقریر بخاری شریف اُردو، مکتبۃ الشیخ، بہارآباد، کراچی، س ن۔

3۔ کرمانی، شمس الدین، محمد بن یوسف، (م786ھ)، الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1937

4۔ کاندھلوی، محمد زکریا بن یحیٰ، (م 1402ھ)، الابواب والتراجم

Marfat.com

لصحیح البخاری، دارالبشائر الاسلامیة، بیروت، الطبعة الاولیٰ، 1433ھ۔

5۔ کشمیری، الدیوبندی، محمد انور شاہ بن معظم شاہ، (م 1353ھ)، فیض الباری علی صحیح البخاری، دارالکتب العلمیة، بیروت، 1426ھ۔

(گاف)

1۔ گیلانی، مناظر احسن، تدوین فقہ و اصول فقہ، الصدف پبلیشرز، کراچی طبع اول 1427ھ۔

(میم)

1۔ محی الدین، ابو زکریا، النووی، یحی بن شرف، (م 676ھ)، المنهاج شرح مسلم بن الحجاج، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1392ھ۔

2۔ ملّا، قاری، علی بن سلطان، (م 1014ھ)، ذیل الجواهر المضیة، میر محمد کتب خانہ، کراچی، س ن۔

3۔ محمد بن حسن، الفکر السامی فی تاریخ الفقه الاسلامی، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1416ھ، 1995م۔

4۔ محی الدین، ابو زکریا، النووی، یحی بن شرف، (م 676ھ)، تهذیب الاسماء و اللغات، دارالکتب العلمیة، بیروت، س ن۔

5۔ محدث میگزین، مجلس التحقیق الاسلامی، 1993ء، مفتی، الفلاح، محمد عبدہ، امام بخاری رحمہ اللہ اور الجامع الصحیح (مقالہ-غیر مطبوعہ)۔

6۔ مقاصد تراجم ابواب صحیح البخاری فی ضوء فقه البخاری فی

Marfat.com

تراجمه، پاکستان جرنل آف اسلامك ريسرچ ، 2012ء۔

7۔ ملا جیون، احمد بن ابی سعید، نورالانوار معه حاشیة قمرالاقمار، المصباح، اُردوبازار ، لاهور، س ن۔

8۔ محمد عثمان غنی، نصرالباری شرح اُردوصحیح البخاری، مکتبةالشیخ ، بهار آباد، کراچی س ن۔

9۔ مفتی، عثمانی، محمد تقی، انعام الباری دروس بخاری شریف، مکتبة الحراء، کے-ایریا، کراچی، س ن۔

10۔ مروزی، محمد بن نصر، (م294ھ)، اختلاف الفقهاء، اضواء السلف، ریاض، س ن۔

11۔ مرغینانی، برهان الدین، علی بن ابی بکر، (م 593ھ)، الهدایة فی شرح بدایةالمبتدی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س ن۔

12۔ مقدسی، محمد بن طاهر-الحازمی، محمد بن موسی، شروط الائمة الستة، دار الکتب العلمیة ، بیروت، 1984ء۔

13۔ محدث، الدهلوی، احمد بن عبدالرحیم ، (م 1176ھ)، حجة الله البالغة، دارالجیل، بیروت، 1426ھ۔

14۔ مکی، موفق بن احمد، (م 578ھ)، مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة رحمہ اللہ ، مکتبه اسلامیه، میزان مارکیٹ ، کوئٹه، 1407ھ۔

15۔ محدث، الدهلوی، ولی الله بن عبدالرحیم، رسالة شرح تراجم ابواب صحیح البخاری ، طبع دارالحدیث، بیروت، 1997ء۔

(نون)

1۔ نعمانی ، عبد الرشید ، ما تمس الیه الحاجة لمن یطالع سنن ابن ماجه۔

2۔ نورالدین ، الحلبی، محمد عتر، الامام البخاری وفقه التراجم فی جامعه

Marfat.com

الصحیح ، مجلة الشریعت و الدراسات الاسلامیة ، کویت ، 1406ھ۔

3۔ نسائی ، احمد بن شعیب ، (م 303ھ) ، السنن الکبریٰ ، مؤسسة الرسالة ، بیروت ، 1421ھ۔

4۔ ننجرهاری ، الحقانی ، رحیم الله ، احقاق الحق فی الدفع عن المذهب الحق ، العرفان خپرندویه علمی ټولنه ، افغانستان ، 2015م۔

5۔ نقیب ، احمد بن نصیر الدین ، المذهب الحنفی ، مکتبه الرشید ، ریاض ، سعودی عرب ، 1422ھ/ 2001م۔

6۔ نعمانی ، محمد شبلی ، سیرة النعمان ، طبع دوم ، مطبع مفید عام آگره ، انڈیا ، 1892م۔

(واو)

1۔ وحیدالزمان ، تیسیر الباری ترجمه و تشریح صحیح بخاری شریف ، نعمانی کتب خانه ، اردو بازار ، لاهور ، 1990ء۔

(ہاء)

1۔ هیئة العلماء ، المعجم الوسیط ، مجمع اللغة العربیة ، دار الدعوة ، القاهرة مصر۔

2۔ هرساوی ، حسین غیب ، الامام البخاری و فقه اهل العراق ، دار الاعتصام للطباعة و النشر ، بیروت ، 2000ء۔

(یاء)

1۔ یوسف صالح ، الدمشقی الشافعی ، محمد بن یوسف ، (م 942 ھ) ، عقود الجمان ، مکتبة الشیخ ، بهار آباد کراچی ، 1394ھ/ 1974م۔

Marfat.com

امام ابوحنیفہؒ اور امام بخاریؒ

اختلاف کے آئینے میں

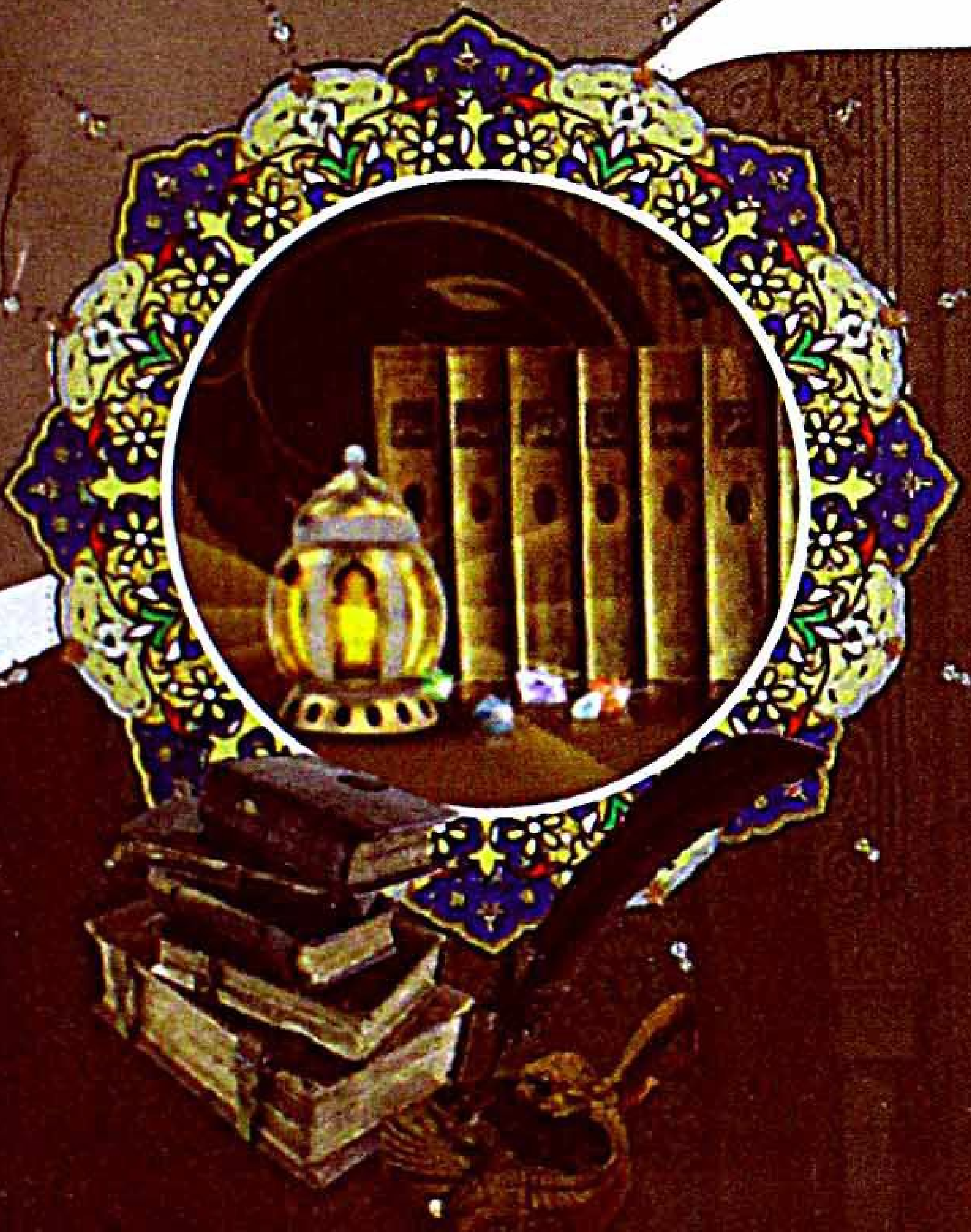

مولانا حارث اللہ فرقانی
پی ایچ ڈی سکالر

عکس
AKSPUBLICATIONS

Marfat.com